کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

نورِ عروج

کچھ باتیں ان لمحوں کی
جن لمحوں میں ہم ساتھ رہے
خوشیوں بھرے جذبات رہے
اک عمر گزاری ہے ہم نے
جہاں روتے ہوئے بھی ہنستے تھے
کچھ کہتے تھے کچھ سنتے تھے

ہم روز صبح جب ملتے تھے

توسب کے چہرے کھلتے تھے

اب ایک پرانی یاد بنی

یہ باتیں ان لمحوں کی

جن لمحوں میں ہم ساتھ رہے

کہتے ہیں طالب علمی کا دور زندگی کا سب سے خوبصورت دور ہوتا ہے، وہ وقت جب زندگی بے فکری کی ہواؤں میں مست ہو کر جھومتی نظر آتی ہے، جہاں دوست ہوتے ہیں، وہ دوست جن سے خون کا رشتہ نہیں ہوتا مگر وہ جان سے عزیز تر ہوتے ہیں۔

دوست وہ نہیں ہوتا جو خوشی اور غم میں ساتھ دے، دوست تو وہ ہوتا ہے جو خوشی میں بے عزت کر کے اداس کر دے اور غم میں ہنسا ہنسا کر غموں کو چٹکیوں میں اڑا دے، کبھی سب کے سامنے مزاق بنوا کر ساتھ خود قہقہے لگائے تو کبھی کسی کی زرا سی اٹھی انگلی پر ساری دنیا سر پر اٹھا لے

کیونکہ یہی دوستی ہے، جہاں ہر لمحہ خوبصورت ہوتا ہے، مگر یہ دور، یہ دوستی، یہ وقت چاہے کتنا بھی خوبصورت کیوں ناں ہو ایک ناں ایک دن گزر جاتا ہے، زندگی کی راہ میں ملنے والے یہ اجنبی جو کچھ دنوں میں جان سے عزیز ہو جاتے ہیں وہ ویسے ہی کسی ناں کسی راہ میں بچھڑ جاتے ہیں

ان خوبصورت دنوں کی یادیں، جنہیں تنہائی میں یاد کر "یادیں" اور پیچھے رہ جاتی ہیں کے کبھی ہونٹوں پر مسکان کھل جاتی ہے تو کبھی آنکھوں میں نمی آجاتی ہے، مگر زندگی کی حقیقت تو یہی ہے۔۔۔

@@@@@@@@@

اچانک کچھ یاد آتے اس نے ڈرائیور کے کندھے "ڈرائیور گاڑی واپس لیں پلیز۔۔" پر ہاتھ رکھا، تب ہی ڈرائیور مڑ کر اسے دیکھتے سر ہلا گیا، گاڑی ریورس گئیر میں ڈالتے واپس موڑلی، آج اس کی میٹینگ تھی جس کی فائل وہ گھر بھول گیا تھا تب ہی یاد آتے واپسی کا سفر شروع کیا

ڈرائیور نے گاڑی بڑے سے گیٹ کے سامنے روکی، باہر دروازے کے قریب تختی بڑے بڑے جلی حروف میں لکھا تھا، گاڑی سے نکلتے اس کے قدم اندر "ملک ولاز" پر فرسٹ فلور پر بنے اپنے کمرے کی جانب اٹھے

اسے تیز تیز روم میں جاتے دیکھ پیچھے موجود نسوانی وجود نے اسے حیرت سے دیکھا، پھر خود بھی لاونج سے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھی، دوسری طرف وہ کبرڈ سے فائل تلاش رہا تھا جب اس کا ہاتھ لگنے پر کچھ فائلز زمین بوس ہوئیں

جلدی جلدی نیچے جھک کر فائلز اٹھائیں جب ایک جگہ اس کے ہاتھ "اوشٹ" ساکت ہوئے تھے، نیچے پڑا البم اٹھایا جو اٹھانے پر کھل چکا تھا، اندر جھانکتی تصویریں اسے ایک لمحے میں کسی اور دنیا میں لے گئی تھیں، وہ دنیا جہاں محبت تھی، دوستی تھی، قہقہے تھے جہاں وہ سب نمونے تھے جن کے دم سے زندگی مسکراتی تھی

ہادی ڈین کے "یار عابی آج بچا لے، پکا پرامس نیکسٹ ٹائم ایسا کچھ نہیں کروں گا" آفس کے باہر کھڑا حسبِ عادت عبید کی منتیں کر رہا تھا، اور یہ کوئی پہلی بار تو ہوا نہیں تھا، یہ تو ہر دوسرے روز کا معمول تھا

تم مجھے یہ بتاؤ کے اس بار کونسی کارستانی سرانجام دی ہے تم نے؟ اور نہیں کرنے والا" عبید نے "وعدہ تو تم چھوڑ ہی دو، تم اور تمہارے وعدے دونوں ہی ناقابلِ یقین ہو ہادی کا چہرہ دیکھتے کہا جو صاف ظاہر کر رہا تھا کے اسے اپنے کیے پر زرا سا بھی افسوس نہیں

ہادی نے اخیر کا "یار میں تو اپنا کام کر رہا تھا مجھے کیا پتا تھا وہ لنگور ڈین کا بھتجا نکلے گا" کوئی گندہ سا منہ بنایا

مسٹر میر ہادی کیا آپ بتانا پسند کریں گے کے کون سا مسئلہ کشمیر حل کر رہے تھے" عبید کو اس کی دو نمبر اداکاری پر تپ چڑھ رہی تھی "آپ ڈین کے بھتیجے کے ساتھ؟

ہوا کچھ یوں تھا کے آج کل یونی میں فریشنرز کی آمدورفت کا آغاز ہو چکا تھا، اور اپنے "ایم ایم ایچ دی تھری ڈیولز" سنئیر ہونے کا اخلاقی اور تہذیبی فرض نبھاتے ہوئے نئے سٹوڈینٹس کی ریگینگ میں مصروف تھے

اب بھی ہادی صبح صبح ہی یونی پہنچ چکا تھا جبکہ منیب اور منزہ ابھی تک نہیں آئے تھے، ہادی گیٹ کی سمت متوجہ انہی کا انتظار کر رہا تھا جب اسے گیٹ سے گول بڑے بڑے شیشیوں والا چشمہ لگائے ممی ڈیڈی بوائے آتا دکھائی دیا

نیا بکرہ نظر آتے ہی ہادی کی آنکھوں میں شرارتی چمک ابھری "آ آ جا آ آ جا۔۔" تھی، سیٹی بجاتے گنگنانے لگا، اب وہ باقی دونوں شیطان کے چیلوں کے آنے کا انتظار نہیں کر سکتا تھا تب ہی اکیلا ہی اس کی سمت بڑھا

جان بوجھ کر اپنے لہجے کو "چشماٹو۔۔۔ ابے او، ہاں تجھے ہی بول رہا ہوں، ادھر آ" بگڑے نوابوں جیسا بنائے رعب سے بولا تو وہ لڑکا ایک پل کو سہم گیا، گرین اور وائٹ چیک ڈریس شرٹ اور بلیک ڈریس پینٹ پہنے وہ لڑکا سہی پپو بچہ لگ رہا تھا

وہ شکل سے ہی امن پسند اور ڈرپوک لگتا تھا تب ہی "جی۔۔۔ آپ نے مجھے کچھ کہا" جلدی اس جن کے قبضے میں آ گیا

ہادی اس کا سر ارد گرد گھماتے بولا "یہاں ارد گرد تجھے کوئی اور چشماٹو دکھ رہا ہے؟" تو وہ بچارہ نفی میں سر ہلا گیا

ہادی اس کا چشمہ نکالتے آنکھوں پر چڑھا گیا، وہ بچارا ہادی کی "نام کیا ہے تیرا؟" روعب دار آواز کے پیشِ نظر مظاہمت تک ناں کر سکا

بامشکل اس کے لبوں سے اپنا نام نکلا، ہادی سر ہلاتے اس کا چشمہ اپنی آنکھوں "نمیر" پر چڑھا گیا، جو اس کے چہرے پر ایک الگ سی لک دے گیا تھا

"ہاں بھئی تمیز، میں ہوں تیرا سینئر میر ہادی، اس پوری یونی میں جس سے بھی پوچھے گا میر ہادی کے بارے میں وہ تجھے بلکل نہیں بتائیں گے، کیونکہ میں وہ بلا ہوں جو نام لیتے ہی نازل ہو جاتی ہے، جیسے آج تجھ پر نازل ہوئی ہے" ہادی اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے اتنے آرام سے بولا جیسے برسوں کی دوستی ہو

وہ بچارہ اب اتنی جلدی آکر پچھتا رہا تھا، کیونکہ اسے سمجھ آگیا تھا کے وہ کسی انتہائی درجے کی بڑی مصیبت میں پھنس چکا ہے "کیا چاہتے ہیں آپ؟"

ہادی پرجوش سا ہوتا اس کے سامنے آیا "ہاں یہ کی ہے ناں کام کی بات"

چل جلدی سے اپنی اس نازک کمر کے ساتھ دو ٹھمکے لگا کے دکھا دے، یہ آفر" تیرے لیے محدود ہے کیونکہ ابھی یونی کی حسینائیں نہیں آئیں، اگر دیر کرے گا تو ہادی اس پر احسان کرتے بولا جبکہ نمیر کا تو صدمے سے منہ ہی "تیرا ہی نقصان ہو گا کھل گیا

نمیر با مشکل خود میں ہمت "میں یہ نہیں کروں گا، دیکھو مجھے جانے دو میں ڈین۔۔۔" جمع کرتے بولا مگر وہ جانتا نہیں تھا کے سامنے کون ہے

ابے یار، مجھے اس ٹکلے ڈین کا ڈراوا مت دیا کرو، وہ تو ویسے بھی میری محبوبہ ہے جب" ہادی شکل پر بے زارگی سجائے "تک ہر روز میرا دیدار ناں کر لے اسے چین نہیں ملتا اسے روک گیا

وہ بتانا چاہتا تھا کے ڈین اس کے باپ کا بھائی ہے، مگر ہادی صاحب "مگر میں۔۔۔" اپنے سامنے کسی کی سن لیں یہ کہاں ممکن تھا

"ابے جلدی کر یار، مجھے اور بھی لوگوں کو شرفِ ملاقات بخشنا ہے، میرا وقت برباد مت کر" ہادی اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے غیر محسوس انداز میں دھمکی دیتا بولا

نمیرا اپنے ڈر کو چھپاتے بظاہر ہمت کرتے بولا "اگر میں ناں کروں تو؟"

"تو۔۔۔ زیادہ کچھ نہیں مگر پھر تو ایم ایچ دی تھری ڈیولز کا مستقل شکار بن جائے گا، آتے جاتے ہم تجھے چھیڑیں گے، یہاں تک کے رات کو خواب میں بھی صرف ہم ہی نظر آئیں گے" ہادی اس کے ارد گرد گھومتے نقشہ کھینچتے بولا

یہ نام سنتے اس کے ذہن میں دھماکا ہوا، اس کے چچا نے اسے یونی آنے سے پہلے ہی سمجھا دیا تھا کے ایم ایم ایچ گینگ سے دور رہے، کیونکہ یہ لوگ کسی کی نہیں سنتے تھے، پڑھائی میں آگے، ہر غیر نصابی سرگرمیوں میں اول اور شرارتوں میں سب کے باپ تھے یہ تینوں بلکہ ان کا پورا گینگ، ان کی خوفناک باتیں یاد کرتے نمیر کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمیں تھیں

ہادی کی آواز اسے خیالوں کی دنیا سے کھینچ لائی، نمیر نے "جلدی کر میرے چیتے" یہاں وہاں دیکھا، زیادہ لوگ متوجہ ناں تھے، تب ہی مجبوراً کمر ہلانی شروع کی

بلو ٹھمکا لگا سانوں

سانوں سب نے نچا

بلو ٹھمکا لگا۔۔

ہادی اسے ہلتا دیکھ اونچی اونچی گانے لگا، اس کی آواز پر کئی سنئیرز اکھٹا ہو چکے تھے اور نمیر کو دیکھ کر قہقے لگاتے تالیاں اور سیٹیاں بجا رہے تھے

اچانک پروفیسر ساجد بیگ کی آواز پر ہادی کی آواز اور نمیر "کیا ہو رہا ہے یہ سب۔۔" کی کمر دونوں رکی تھیں، ساجد صاحب کو ڈین نے نمیر کو لینے ہی بھیجا تھا، ہادی تو ہٹلر کو دیکھ کر اب اللہ سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا، کیونکہ اب جو اس کے ساتھ ہونے والا تھا وہ صرف وہی جانتا تھا

میر ہادی، آدھے گھنٹے میں ڈین کے آفس میں ملیں آپ مجھے، اور باقی سب، گو ٹو یور" پروفیسر ساجد اپنی سخت طبیعت کے باعث پوتی یونی میں مشہور تھے تب ہی "کلاسز سب آہستہ آہستہ وہاں سے کھسک گئے

ہار اب تو ہی بتا، میں تو صرف تھوڑا اشغل لگا رہا تھا، مجھے کیا معلوم تھا وہ چشما ٹو ڈین کا" بلیک جینز پر بلیک ہی جیکٹ پہنے اونچے لمبے ڈیشینگ سے میر ہادی صاحب "سگا نکلے گا اپنے چہرے پر مصنوعی معصومیت طاری کرنے کی کوشش کر رہے تھے جس میں انہیں ایک فیصد بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی

تو نے بلو نچالی ناں؟ مل گیا سکون؟ اب ذرا خود ڈین کے سامنے ناگن ڈانس کے لیے" عبید نے "تیار رہو، کیونکہ اس سے کم پر اس بار وہ تجھے نہیں چھوڑنے والے بے مروتی سے اسے اس کا فیوچر دکھایا تھا

ہادی جانتا تھا آج تو ڈین "عابی میری جان نہیں میرے گردے کا ٹکڑا پلیز بچا لے" میں باہو بلی آنا ہے جس سے اسے عبید کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا

اور پھر دو گھنٹے کی منت سماجت کے بعد کہیں جا کر ڈین نے اسے لاسٹ وارننگ دے کر چھوڑا تھا، مگر ہادی بھی اپنے نام کا ایک تھا جاتے جاتے بھی ڈین اور پروفیسر سے نظر بچا کر ڈرے سہمے سے نمیر کو آنکھ مارنا نہیں بولا، اس کی حرکت ملاحظہ کرتا عبید اپنی بے ساختہ مسکراہٹ چھپا ناں سکا

@@@@@@@@

عبید ملک کو "عابی، آپ اچانک واپس کیوں آ گئے؟ سب خیریت تھی ناں؟" واڈروب کے سامنے البم تھامے مسکراتا دیکھ کر اس کی شریکِ حیات اس کے ساتھ آ ٹھہری، جس پر وہ جوان حسین یادوں میں مکمل کھو چکا تھا جھٹکے سے ہوش کی دنیا میں واپس آیا

جی جانیہ، بس ایک فائل رہ گئی تھی وہی لینے آیا تھا، آپ اوپر کیوں آ گئیں، اپنی" عیبد کے "حالت دیکھیں، میں بس جا رہی رہا تھا اچانک کچھ یادوں نے دامن پکڑ لیا لبوں پر اب تک مسکراہٹ تھی

وہ دلکش "اور اگر میں غلط نہیں ہوں تو یہ یاد لازماً ایم ایم اے ایچ سے جڑی ہے رائیٹ؟" سی لڑکی بھی اس کی مسکان دیکھتے سمجھ گئی تھی کے وہ کیا سوچ رہا ہے

ہاہاہاہاہاہا بلکل، آپ تو جانتی ہیں ان یادوں میں سب سے زیادہ حصے میرے لاڈلے " عبید اس کے گرد بازو حائل کیے فائل لیتا اسے لیے باہر نکل گیا "ہادی کا ہی ہے

وہ دور سچ میں زندگی کا حسین ترین دور ہوتا ہے جب دوست ساتھ ہوتے ہیں، اوہ " ان باتوں میں آپ کو بتانا بھول گئی، ہادی بھائی آرہے ہیں اگلے مہینے باقی سب کا بھی نیچے پہنچ کر اس کی جانب مڑتے بولی "پلین ہے، شاید کوئی ری یونین کا ارادہ ہے

ہاں باقی سب کا تو مجھے آئیڈیا تھا مگر منیب اور ہادی کا کنفرم نہیں تھا، چلیں اچھی بات " عبید "ہے، کافی عرصے بعد ہم یوں ملیں گے، ابھی سے ایکسٹائیٹمینٹ ہو رہی ہے محبت سے اس کا ماتھا چومتے بولا تو وہ بھی مسکرا دی

اس کا دھیان گھڑی کی جانب دلاتے "جی، اب جلدی جائیں آپ کی میٹینگ ہے" بولی تو عبید بھی اسے خدا حافظ کہتا نکل گیا، جبکے وہ اس کی پست کو دیکھتی مسکرا دی

وہ جانتی تھی عبید اپنے دوستوں سے کتنی محبت کرتا ہے، وہ سب ایک دوسرے کو بہت یاد کرتے تھے، زندگی کے جھمیلوں نے انہیں بظاہر دور ضرور کر دیا تھا مگر ان کے دل آج بھی جڑے ہوئے تھے اور وہ یادیں تو اب اسے بھی حرف با حرف یاد تھیں

@@@@@@@@

ماضی۔۔

یونیورسٹی آف پنجاب

یار پلیز آج ہٹلر کے جانشین سے بچالو، قسم کھاتا ہوں اگلی بار اپنی اسائنمنٹ سب " ہادی صرف رویا ہی نہیں تھا ورنہ حالت اس کی بدتر تھی "سے پہلے بناؤں گا

ہادی تجھے کتنی بار بولا ہے منہ سے وہ نکالا کر جو کر سکے، یہ وعدہ تو ہزار بار کر چکا ہے، " " مگر خان صاحب کی طرح تجھے بھی صرف لارا ہی لگانا آتا، کام تجھ سے کوئی نہیں ہونا صائم اس کے ایسے وعدوں کا عادی ہو چکا تھا جو صرف منہ سے نکلتے تھے پورے آج تک نہیں ہوئے

او اللہ کے بندے تجھے کیا پتا خان صاحب کی ڈیمانڈ کا، وعدہ اس نے چاہے کوئی پورا" نہیں کیا مگر ووٹ آج بھی اسی کو ملتا، ٹھیک اسی طرح ہادی صاحب اسائمنٹ بھلے ہی منیب پیچھے سے آتے ان کے "کوئی ناں بنائے، فائنل میں نمبر اسی منحوس کو ملتے ہیں کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا، وہ تینوں یونیورسٹی آف پنجاب لاہور میں بی بی اے کے سٹوڈینٹس تھے، وہ تینوں ہی نہیں ان کا پورا گروپ اسی ڈیپارٹمنٹ میں تھے

ان کا گروپ پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں پر مشتمل تھا، عبید، ہادی، صائم، منیب اور بلال اس گروپ کے جگمگاتے ستارے تھے، جو پڑھائی میں جتنے شارپ تھے شرارتوں میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں تھا، جبکہ لڑکیوں میں منزہ، مشعل اور عیشال تھیں، منزہ تو ان کے گروپ کا چھٹا لڑکا تھی، جو ناں صرف دکھنے میں ان جیسا حلیہ رکھتی تھی بلکہ ہر الٹا کام بھی وہ اور ہادی ہی سرانجام دیتے تھے

جبکہ مشعل اور عیشال نازک سی پیاری سی دوشیزائیں تھی، صرف دکھنے میں، حرکتیں ان کی بھی کم و بیش ان کے ہی جیسی تھیں، آج وہ تینوں کلاس میں زرا لیٹ پہنچے تھے، جبکہ پانچوں سامنے بیٹھے ان کے منتظر تھے

یار تم خان صاحب کی شان میں چودہ نکات بعد میں پیش کرنا پہلے مجھے بتاؤ اس ہٹلر" کے جان نشین سے کیسے بچوں؟ جو مجھے ایسے دیکھتے ہیں جیسے میری وجہ سے انہیں ہادی ان دونوں کا دھیان خان صاحب سے ہٹاتے اپنی جانب " آلووں میں گھاٹا پڑا ہو کروا گیا

منیب "ہمم یہ تو واقع ہی اہم مسئلہ ہے، ہادی، تجھے آج ہٹلر سے کوئی نہیں بچا سکتا" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے حوصلہ دینے والے انداز میں بولا

اچانک صائم کی نظر منزہ پر گئی، جو سر کے "یار یہ منزہ کیا اشارے کر رہی ہے" اشارے سے پیچھے کی جانب اشارہ کر رہی تھی مگر انداز اتنا محتاط تھا کے انہیں بلکل سمجھ نہیں آئی

ہادی ہاتھ سے "منزہ بھائی، آرہے ہیں یار، ایک تو ان کا میرے بغیر دل نہیں لگتا" اشارہ کرتے بڑبڑایا اسائنمنٹ کے دکھ میں وہ ارد گرد سے بیگانہ ہو چکا تھا

منیب ایسا کر تو اپنی اسائنمنٹ مجھے دے دے، تو تو ویسے بھی ہٹلر کا چمچہ ہے، تجھے کچھ " ہادی منیب کا بازو تھامتے بولا، منیب منہ "نہیں کہیں گے، پلیز بھائی بن کر دے دے کھولے اس کی ڈھٹائی چیک کر رہا تھا

اچانک کان کے بلکل قریب سے آتی آواز پر وہ اچھلا تھا ڈرتے "ہادییییییی"
ڈرتے پیچھے دیکھا جہاں ساجد بیگ عرف ہٹلر کھڑے تھے، آنکھوں میں تپش لیے
ہادی کی روح قبض کرنے والے فرشتے معلوم ہو رہے تھے

ہادی نے انہیں دیکھتے تھوک نگلا، اسے اپنے چاروں "س۔۔۔ سر۔۔۔ آپ۔۔۔۔"
طرف موت ناچتی دکھائی دے رہی تھی

جتنی محنت تم میری سزا سے بچنے کے لیے کرتے ہو اتنی اگر اسائنمنٹ بنانے میں کر لو"
ساجد بیگ اس کی ڈھٹائی سے اچھی طرح واقف تھے "تو یہ سب ناں ہو

سر آپ کے بالوں کی قسم میں نے اسائنمنٹ بنائی تھی مگر سیو کرتے وقت اچانک " سسٹم آف ہونے کی وجہ سے میں فائل سیو نہیں کر سکا اور وہ ڈیلیٹ ہو گئ، میں نے سسٹم آن کرتے اسے ریکور کرنا چاہا مگر تب ہی نہیں ہوئی، سچ میں جھوٹ نہیں بول اس کی زبان فراٹے بھرتے جھوٹ بول رہی تھی " رہا

جبکہ باقی ساری کلاس اس کی پہلی بات پر اپنے قہقہے ضبط کرنے کے چکر میں بے حال ہو رہی تھی، ساجد بیگ نے بھی اس کی بات پر اچانک اپنا ہاتھ اپنے سر پر پھیرا جہاں صرف پیچھے چند بال موجود تھے

تم جیسوں نے ہی میرے بالوں کی قسمیں کھا کھا کر ان کا یہ حال کیا ہے، ابھی کے " ساجد " ابھی میری کلاس سے نکلو، تمہیں تو آج وی سی صاحب ہی دیکھیں گے صاحب کلاس کی ہنسی دیکھ کر غصے سے بولتے ہادی سے بولے

سر انہوں نے مجھے دیکھ رکھا ہے، ہر دوسرے دن تو آپ میری منہ دکھائی کرواتے " ہادی منہ بسور کر بولا تو پوری کلاس میں قہقہے گونجے "ہیں

ساجد بیگ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا، ہادی نے بھی بھاگنے میں ہی "ہاددییییی" عافیت جانی، ایسی ذلالت تو اس کی ہوتی ہی رہتی تھی سو اسے فرق زرا کم ہی پڑتا تھا

یہ تھے ان کی معمولاتِ زندگی، اس یونی میں تین سال گزارے تھے انہوں نے، یہاں کے ہر ہر چپے پر ان کی یادیں چسپاں تھیں، وہ سب ناں صرف یونی کی رونق تھے بلکے، اپنے تمام اساتذہ کے پسندیدہ سٹوڈینٹس میں بھی شامل تھے۔

یہاں نے سے پہلے ان میں سے کسی ے نہیں سوچا تھا کے زندگی اتنی حسین بھی ہو سکتی ہے، مگر ایک دوسرے کو پایا تھا تو جانا تھا کے اصل میں جینا کسے کہتے ہیں، وہ سب تھے تو جیسے بہار تھی ہر طرف

وہاں ناں پھول کھلتے ہیں، ناں ہی موسم بدلتے ہیں
وہاں پر کچھ نہیں ہوتا جہاں پر ہم نہیں ہوتے

@@@@@@

سر ساجد کی کلاس کے بعد ان کی کوئی کلاس نہیں "ایشی یار مجھے ایک بات تو بتاؤ"
تھی، وجہ وہی فریشنرز کی آمد اور کلاسز کی مینیجمینٹ وغیرہ، سو وہ سب لوگ اپنے

ڈپارٹمینٹ کے باہر بنے گراؤنڈ میں آ گئے، ستمبر کا اینڈ ہونے کی وجہ سے موسم اچھا خاصا خوشگوار ہو چکا تھا۔

عیشال حسبِ معمول اپنا کیوٹ سا چشمہ جو وہ صرف پڑھتے ہوئے لگاتی تھی لگائے انہماک سے کتاب کے مطالعہ میں غرق تھی، جبکہ اس کے ایک جانب درخت سے ٹیک لگائے مشعل فیس بک میں ڈوبی تھی، بلال اور عبید آنے والی فریشنرز پارٹی جس کی ذمہ داری اس بار بھی ان کے کندھوں پر تھی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

منزہ اور صائم جو کے رشتے میں کزنز بھی تھے دونوں ہمیشہ کی طرح لوڈو سٹار کھیل رہے تھے، باقی بچے منیب اور ہادی، منیب بے خودی کے سنگ عیشال کو دیوانہ وار تکتا چلا جا رہا تھا جبکہ وہ تو خود سے بھی لاپرواہ تھی اسے کہاں سمجھتی۔

اور ہمارے شیطان کے چیلے ہادی صاحب جب ارد گرد دیکھتے بور ہو گئے تو نظر اچانک منیب پر پڑی، اس کی نظروں کے تعاقب میں عیشال کو دیکھ کر اس کی آنکھیں یوں چمکیں جیسے شکار کو دیکھ کر شکاری کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں، تب ہی عیشال کو پکارا۔

عیشال اس کی آواز پر ایک جھٹکے سے ناولز کی دنیا سے باہر نکلی، منیب بھی "ہممم" گڑبڑا کر جلدی سے نظریں اس پر سے ہٹا گیا۔

یار اگر کوئی لڑکا، ٹھرکیوں کی طرح کسی معصوم لڑکی کو تاڑے، اور تو اور ارد گرد کا" ہوش بھلائے بے شرموں کی طرح گھورتا ہی جائے تو تمہیں کیا لگتا ہے اس کے ساتھ کن آکھیوں سے منیب کو دیکھتے بولا تو منیب کا دل اس کا سر پھاڑ دے "کیا کرنا چاہیے؟ کمینہ ہر جگہ اسے ذلیل کرواتا تھا۔

دس جوتیاں مارے ایسے ڈھیٹ، نظر باز اور گدھے کو، بلکہ جب ایسا کوئی دکھے مجھے " بتانا، اس کا سر تو میں کھولوں گی، گھر میں ماں بہن نہیں ہے کیا جو دوسروں کی بہنوں پر عیشال کو تو ویسے بھی محبت نامی بلا میں یقین نہیں تھا اور ٹھرکی " نظر رکھتے ہیں مردوں سے تو اسے نفرت تھی۔

منیب کا ہاتھ بے ساختہ اپنے سر پر گیا، اسے لگ رہا تھا عیشال یہ سب اسے سنا رہی ہے، جبکہ عیشال کے تو فرشتوں کو علم نہیں تھا۔

سہی بات ہے عیشی، آج کل کے لڑکوں میں تو شرم حیا ہی ختم ہو گئی ہے، مجھے تو آج" منیب کا چہرہ "کل ہر جگہ ایسے دو نمبر رانجھے نظر آتے ہیں، ایک تو بس میرے۔۔ دیکھ کر ہادی کا دل چاہا اونچی اونچی قہقہے لگائے مگر پھر میسنہ بن کر بولا۔

ہادی۔۔۔ہادی وہ ہمیں جانا ہے ناں، کہیں، آؤ چلیں، عیشال آپ اپنا ناول پڑھیں، " اس سے پہلے پوری ہونی منیب کی درگت بنتے دیکھتی اس نے فرار ہونا "چل جلدی بہتر سمجھا، مگر ساتھ اس فساد کی جڑ کو بھی اٹھایا۔

گھٹیا، کمینے، ذلیل انسان، تیرے جیسے دوست سے اچھا ہے بندہ کتے بلے پال لے، " ابھی تیری وجہ سے اس نے اپنی سینڈل سے میری خاطر تواضع کر دینی تھی، اور تو تب کچھ دور آتے منیب نے ہادی کے بال "بھی بے شرموں کی طرح دانت نکال رہا ہوتا پکڑنے چاہے مگر وہ اس سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ گیا، اب ہادی آگے آگے تھا اور منیب اس کے پیچھے۔

تو تو بھی تو ڈرپوک انسان تین سال سے خاموش بیٹھا ہے، کیا تب بولے کا جب اس "
ہیر کو کھیڑے آ کر لے جائیں گے، بول منی بول، یہ ناں ہو تو اس کے بچوں کا ماموں
ہادی نے بھی اسے غیرت دلانی چاہی۔ "بن کر رہ جائے

اللہ ناں کرے منحوس انسان، تیری کالی زبان کے چلتے اگر ایسا کچھ ہوا تو میں تجھے "
"چھوڑوں گا نہیں۔

اچھا خود تو منہ میں گٹکا ڈال کر بیٹھا رہے اور قصور میری زبان کا، واہ بیٹا کیا زمانہ آ گیا "
ہادی رک کر اس کا "ہے، اچھا سن، اگر تیرے سے نہیں ہو رہا تو میں بول دیتا ہوں
.ہمدرد بنتا اس کے قریب آیا، منیب بھی رک کر سانس بحال کرنے لگا

.منیب نے ٹیڑھی نظروں سے اسے دیکھا "اچھا، اور تو کیا بولے گا؟"

دیکھو عیشال، میرا یہ دوست ایک نمبر کا ذلیل، کمینہ میرا مطلب ہے بہت اچھا" انسان ہے، برتن دھونا، کپڑے دھونا، جھاڑو پونچھا، ہر کام میں اول ہے، اور تو اور تم سے محبت کرتا ہے، مطلب پکا زن مرید ہو گا، برائے مہربانی اس منحوس سے شادی کر لو، تمہیں شادی کے بعد، کام والی، ماچھن اور تو اور شیف بھی رکھنا نہیں پڑے گا، اس چہرے پر زمانے بھر کی ڈھٹائی "سے زیادہ فائدے ہارپک باتھروم کلینز بھی نہیں دیتا .لیے ہادی بڑے آرام سے بولا، جبکہ منیب کا تو خون کھول اٹھا

یہ تو میری شادی کروا رہا ہے کے شادی سے پہلے طلاق کروا رہا ہے، اپنے یہ گھٹیا" منیب اس کے پیٹ میں مکہ "ترین مشورے اپنے پاس رکھ میں خود کوئی جگاڑ لگا لوں گا .رسید کرتے بولا تو ہادی منہ بسور گیا

ایک تو میں نے تیری اس فضول ترین شکل پر دس نمبر کا مضمون لکھ ڈالا اور تو مجھے " ہی سنا رہا ہے، دفع ہو جا، اب خود کر جو کرنا ہے" ہادی مصنوعی خفگی سے بولتا چل دیا.

اچھا ناں، سن، میں مزاق کر رہا تھا، تو تو میرا پھپھڑا ہے، اچھا یہ چھوڑ چل کچھ کھلا " دے بہت بھوک لگی ہے" منیب اس کا بازو کھینچتے بولا، اگر ہادی ناراض ہو جاتا تو بس پھر اس کی شامت کنفرم تھی.

اور تجھے لگتا ہے میرے پاس پیسے ہوں گے؟ اس وقت پاکستان کا سب سے غریب " انسان میں ہی ہوں" ہادی اس کا بازو جھٹکتے منہ بسور کر بولا.

ڈونٹ ٹیل می ہادی، اب کیا کیا تو نے انکل کے ساتھ؟ جو انہوں نے تیرا کارڈ بلاک "کروا دیا؟"
یہ تو ہادی کے ساتھ آئے دن ہوتا تھا، اس کی شرارتیں صرف یونی تک محدود نہیں تھیں، بلکہ کئی بار تو اس کی زد میں مسٹر اور مسز ارسلان بھی آجاتے تھے.

زیادہ کچھ نہیں یار، بس ان کی اور ان کی سیکریٹری کی تصویریں بنا کر ایک کہانی کے" ساتھ مما کو بھیجی تھیں بس، اب مما نے انہیں کمرے سے نکال دیا تو اس میں میرا کیا قصور تھا، مما کو پوچھتے ناں، مجھے کیوں نکالا" ہادی کی دو نمبر اداکاری پر منیب نے بامشکل اپنے ہاتھوں کو روکا.

ڈیش انسان، ماں باپ کو لڑا کر اب معصوم بن رہا ہے، اچھا کیا انکل نے تیرے" ساتھ، میری طرف سے پورا مہینہ تیرا کارڈ ان بلاک ناں کریں" منیب کی بدعا پر ہادی نے اسے گھورا.

یار تو انہیں کس نے کہا ہے میری اتنی حسین ماں کو اگنور کر کے ہر وقت کام کام اور" کام کرنے کو، بھئی مطلب بیٹا گھر نہیں ہوتا، تو ان کا فرض بنتا ہے ناں بیوی کو وقت ہادی "دیں، پر ناں جی، میں تو ان کا اچھا سوچ رہا تھا، لے دے کے کنگلا کر دیا بچے کو .کون سا کم تھا ڈھٹائی سے بولا

ہادی کا دھیان اچانک اس "غریب انسان مجھے طعنے مار رہا ہے تیرا کارڈ کدھر ہے؟ " کی جانب ہوا۔

میرا کارڈ ایسپائر ہو گیا ہے، اب جاؤں گا گھر تو دوبارہ نیو بنواوں گا، یار جلدی کر دے" لیں جی منیب کے اندر کا پنجابی باہر نکلنے لگا تھا۔ "پھک بہت لگی اے

ہادی کو "میں کچھ کرتا ہوں تو خدا کا واسطہ سلطان راہی بننے کی کوشش مت کرنا"
سخت چڑ تھی اس کی اچانک نکلتی پنجابی سے۔

منیب کا تعلق "یار قسم سے کب سے اردو بول رہا ہوں، اب تو منہ تھک گیا ہے"
لاہور کے قریب گاؤں سے تھا، سو اسے اردو سے زیادہ پنجابی بولنی آسان لگتی تھی مگر
بھلا ہو ان سب دوستوں کا جنہیں پنجابی سن کر غش پڑتے تھے۔

یار وہ دیکھ زرا ان کے کام، یہاں ہم فقیروں والے حال میں ہیں اور وہ رزق ضائع کر"
ہادی کی نظر کچھ دور اٹھی جہاں کوئی گروپ کسی قسم کی "رہے ہیں وہ بھی کو ک
سیلیبریشن کر رہے تھے۔

جمبو سائز کوک کی سیلڈ بوتل کو فٹ بال کی طرح زمین پر مارتے، جب اس کے اندر گیس کا پریشر زیادہ ہو جاتا تو اچانک ڈھکن کھول دیتے اور حلال شیمپین سمجھ کر ہوا میں اڑاتے، کوک کے دیوانوں کے سامنے کوک کی بے ادبی ہو رہی تھی تڑپنا تو بنتا تھا۔

ہادی اک کم کر، جلدی سے وہاں جا، اور ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو جا، جو بوتل نیچے گرے " گی ناں وہ ہاتھوں میں جمع کر کے پی جائیں، ثواب کا ثواب اور کوک بھی ضائع نہیں منیب نے اتنی سنجیدگی سے مشورہ دیا تھا کے ایک پل کو ہادی کا دل چاہا اس کی "ہو گی بات پر عمل کر دے مگر پھر خود کو وہاں تصور کر کے لاحول ولا قوۃ پڑھی۔

صرف ہادی کیوں، تم دونوں جاؤ اور ہاتھ کی بجائے منہ کھول کر اوپر کو چہرہ کر لینا، " پیچھے سے آتی منزہ کی آواز پر وہ دونوں پیچھے مڑے "ڈائریکٹ منہ میں جائے گی۔ جہاں منزہ، عبید اور بلال کھڑے تھے۔

ہلکی ہلکی "یار زی بھائی ہم تو مزاق کر رہے تھے، آپ تو سیریس ہی ہو گئیں۔" بے عزتی محسوس کرتے منیب خجل سا ہو گیا۔

یار انہیں بھی سوچنا چاہیے، ضائع کرنے سے اچھا نہیں تھا ہمیں دے دیتے، قسمے" ہادی کو شرمندہ کرنا ناممکن بات تھی، "ساری زندگی دعائیں دینی تھی میں نے۔ کیونکہ وہ ابھی تک اسی سمت دیکھ رہا تھا۔

بس کر دے بھکڑ انسان، جس طرح ترسی نظروں سے تو دیکھ رہا ہے ناں، مجھے پوری "امید ہے اگلے کچھ منٹوں تک انہوں نے اپنی کوک خود ہی تمہیں دے جانی ہے۔"

بلال نے ہادی کو لتاڑا جو نظریں پھیر تا ڈھٹائی سے ہنس دیا۔

عبید نے نفی میں سر ہلاتے "چلو اب باقی سب کیفے چلے گئے ہیں، ہم بھی چلتے ہیں۔" کہا تو باقی سب بھی اس کے پیچھے چل دیے۔

@@@@@@@

ابھی وہ لوگ کچھ دور پہنچے تھے جب ایک جانب دیکھتے منزہ اور ہادی کی آنکھیں چمیں، دونوں کی نظریں بے ساختہ ایک دوسرے کی جانب اٹھیں اور لبوں پر

پُراسرار سی مسکراہٹ دوڑ گئی، ہادی نے منیب کے بازو پر چپت لگائی جس پر وہ بھی رک گیا۔

"ابے او شرارتوں کی ٹولی، اب کہاں جا رہے ہو، سیدھے سیدھے چلو کیفے جا رہے ہیں" عبید عرف مسٹر شریف ہادی، منزہ اور منیب کو آنکھوں کے اشاروں میں باتیں کرتا دیکھ سمجھ گیا تھا کے ضرور کسی کی شامت آئی ہے۔

ہادی اس "عبی تو چل ہم لوگ پہنچ رہے ہیں، زی بھائی کو تھوڑا کام ہے، ہیں ناں؟" کے کندھے پر ہاتھ رکھتے منزہ کو اشارہ کرتے بولا جس پر اس نے زور زور سے سر ہلایا۔

ہادی، زی میں وارن کر رہا ہوں اب اگر تم دونوں کی انکوائری لگی تو میں ہر گز ڈین "عبید بیچارہ بس ان کی انکوائریاں ختم کروانے پر معمور "سے سفارش نہیں کروں گا تھا۔

چل یار عبی، جانتا تو ہے یہ لوگ بعض آنے والے نہیں ہیں، صائم، عیشل اور عیشال " بلال نفی میں سر ہلاتے عبید کو لے کر وہاں سے نکل گیا۔ "انتظار کر رہے ہیں

ابھی وہ دونوں کچھ دور پہنچے تھے جب اچانک اپنے پیچھے پٹاخوں اور چیخوں کی آواز سنائی دی، ان آوازوں میں جانی پہچانی آوازیں بھی تھیں، وہ دونوں مسکرا کر وہاں سے نکل گئے، نا جانے کون غریب ان تین ڈیولز کے ہاتھ چڑھا تھا۔

دوسری طرف وہ تینوں ان دونوں کے جاتے ہی یونی ٹریک پر چلنے لگے، انداز یوں تھا جیسے ہوا خوری کے لیے ٹہل رہے ہوں، کچھ دور ایک درخت کے نیچے بنے بینچ پر ایک لڑکا اور لڑکی بیٹھے تھے، جو شاید کپل تھا۔

"لو، دیکو ان کو، ماں باپ کو کہتے ہم ڈگریاں لینے جا رہے ہیں اور یہاں بیویاں بنانے کی تیاریاں چل رہی ہے، ناں بیٹا، کنوارا میں ہوں تو سیٹنگ تیری بھی نہیں ہونے دوں گا" ہادی اس لڑکے کو ہنستا ہوا دیکھ کر جل کر بولا۔

"یہ لے ہادی، ہو جا شروع، ہم تو کنوارے ہیں صنم تجھ کو بھی کنوارہ ہی رکھیں گے، اقبال کا شاہین اقبال کی چڑیا کو دانا ڈال رہا، ہم زرا پانی کا بندوبست کر دیں" منیب جیب سے پٹاخے نکال کر اسے دیتے بولا، منزہ نے منہ بناتے اس ترسی مخلوق کو دیکھا۔

تم دونوں صرف کنوارے نہیں ہو، شدید ترین، ترسے ہوئے کنوارے ہو، اور انشاء" منزہ ببل گم چباتے سر "اللہ ان جیسے مسکینوں کی بددعاوں سے کنوارے ہی رہو گے جھٹکتے بولی۔

ہادی تو اس کی بات پر تڑپ اٹھا تھا۔ "زی بھائی یار بددعا تو مت دو"

منزہ ہادی کے "ابے ڈھکن اپنا رونا بند کر اور جس کام کے لیے آئے ہیں وہ کر" سڑے ہوئے چہرے کو دیکھتے اس کے کندھے پر چماٹ مارتے بولی۔

کرتا ہوش میں آیا، ادھر ادھر دیکھتے زور سے پٹاخہ اس جوڑے کی "سسس" ہادی طرف پھنکا، ٹھاہ کی آواز کے ساتھ ہی وہ دونوں اپنی جگہ سے چیختے ہوئے اچھلے۔

ہادی، منزہ اور منیب ان تینوں سے زیادہ آواز میں چیخے، جیسے "بم بم، حملہ، بچاؤ" پٹاخہ ان کی طرف نہیں بلکہ ان تینوں کی طرف پھینکا گیا ہو، ان لڑکی کی بات پر منیب سے بامشکل اپنا قہقہ روکا۔

ہادی اس ڈرپوک لڑکی کا "منگولوں کا حملہ نہیں ہوا بہن، کسی نے شرارت کی ہے" ردِ عمل دیکھتے منہ بنا کر بولا۔

منزہ کی ایکٹینگ بھی عروج پر تھی، وہ تینوں "کون تھا وہ؟ کیسا تھا وہ؟ کیوں تھا وہ؟" ارد گرد گھوم کر اپنی ہی تلاش میں تھے، جہاں کچھ اور سٹوڈینٹس بھی آواز پر سہمے کھڑے تھے۔

ہارزی بھائی، دھیان سے دیکھو میں ہادی ہوں، جیمز بونڈ نہیں، مجھے کیا معلوم کون" ہادی ان سب کے چہرے دیکھتے بامشکل اپنے قہقوں پر قابو پاتے "تھا؟ کیوں تھا؟ بولا۔

بہن جی، آپ ناں زرا اختیاط کیا کریں، ایسے بغیر دوپٹے کے درخت کے نیچے بیٹھی" تھیں، کیا معلوم کسی جن وِن نے یہ حرکت کی ہو، میرے بابا کہتے جن کھلے بالوں والی لڑکیوں پر فدا ہو جاتے ہیں، اور جو کوئی اس لڑکی کے قریب آنے کی کوشش کرتا ہے منیب اس کپل کے قریب جاتے بولا، لہجے کو "اس کا پُراسرار قسم کا انجام کرتے ہیں پُراسرار بناتے اس لڑکے کو دیکھا۔

وہ "کی۔۔۔کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ ٹینا تمہارا تو گھر بھی قبرستان کے پاس ہے ناں؟" لڑکا اپنی گرل فرینڈ کی طرف مڑتے خوفزدہ ہوتے بولا۔

وہ لڑکی احساسِ توہین سے سرخ ہوتی دھاڑی، منزہ نے لب "مطلب کیا ہے تمہارا؟" دبا کر مسکراہٹ روکی۔

بہن جی آپ غصہ مت ہوں، ہو سکتا آپ کو بھی علم نا ہو، میں ایک بہت پہنچے ہوئے" منیب بھی لہجے "بابا جی کو جانتا ہوں، آپ ان سے علاج کروائیں، ضرور آفاقہ ہو گا میں فکر سموئے بولا، لڑکی تو بہن جی پر ہی تپ گئی، مگر وہ لڑکا منیب کی باتوں میں آچھے سے آ چکا تھا۔

وہ لڑکا خوفزدہ "جی۔۔۔جی آپ باباجی کا نام اور اڈریس بتادیں، ہم ضرور جائیں گے" سے تاثرات لیے منیب کی طرف مڑا۔

منیب کے نام پر ہادی اور منزہ کا ضبط جواب "بابا کی کارتوس، ان کا اڈریس لکھیں" دیتے دیتے بچا، منیب اب سنجیدگی سے اس لڑکے کو اڈریس لکھوا رہا تھا۔

جبکہ ارد گرد کھڑی عوام دی تھری ڈیولز کی شرارت سمجھنے میں مگن تھی، جنھوں نے بڑی آسانی سے چند پلوں میں اچھے خاصے محبت کے پنچھیوں کو مشکوک بناڈالا تھا۔

منیب سنجیدگی سے اسے اڈریس لکھوا کر ہادی "اچھا بھائی، تو رابطہ کرلیو، اب ہم چلتے" کو چلنے کا اشارہ کیا جس پر وہ تینوں تیزی سے وہاں سے نکل گئے۔

یوسٹوپڈ، ایڈیٹ، تمہیں میں پاگل لگتی ہوں، چڑیل ہوں میں، دفعہ ہو جاؤ یہاں" ان کے جاتے ہی وہ لڑکی لڑکے پر "سے، دوبارہ اپنی منحوس شکل مت دکھانا مجھے چڑھ دوڑی، جواب ہونقوں کی طرح اس میں سچ مچ چڑیل آتی دیکھ رہا تھا۔

@@@@@@@@

وہ تینوں قہقہے لگاتے کیفے پہنچے تو باقی سب سامنے ہی بیٹھے ان کا انتظار کر رہے تھے، انہیں پاگلوں کی طرح پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنستا دیکھ حیران ہوئے۔

مشعل سے جب زیادہ دیر برداشت ناں "کیا ہوا تم تینوں کو؟ کونسا لطیفہ سن لیا ہے؟" ہوا تو چڑ کر بولی۔

منیب ہنس کر "یار مت پوچھو، ابھی ابھی ہم ایک کپل کی طلاق کروا کر آرہے ہیں" کہتا اس کے سامنے بیٹھ گیا، چٹخارے لے لے کر ان سب کو اپنا کارنامہ سنایا تو اب کی بار پورا کیفے ان سب کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اوئے چھوٹے، آج کیفے میں جو کچھ بھی بنا ہے، سب کچھ ایک ایک پلیٹ لے آ، ہاں" اس کے آرڈر دینے پر وہ سب حیران ہوئے۔ "بھئی تم لوگ کیا کھاؤ گے

صائم نے صدمے "تو یہ سب جو منگوایا ہے یہ کیا ہے، اور کس لیے پوچھ رہا ہے؟" سے پوچھا۔

عیشال نے نہایت معصومیت سے پوچھا، جس پر "اور کیا آج بل تم پہ کر رہے ہو؟" منیب تو بچارا دل تھام کر رہ گیا۔

او یار وہ سب تو میں نے اپنے لیے منگوایا ہے، تم سب نے جو کھانا ہے منگوالو، عیش" ہادی کھلے دل سے بولا، اس کا ادادہ "کرو میرے ہوتے ہوئے، فکر ہی کوئی نہیں سوائے منیب کے کسی کو سمجھ نہیں آیا تھا، منیب اپنی مسکراہٹ چھپانے کو سر جھکا گیا۔

ان سب نے باری باری اپنی اپنی پسند کا آرڈر دیا، بھئی پہلی بار ہادی کنجوس نے آفر کی تھی انکار کیسے کرتے، سب بڑھ چڑھ کر آرڈر دیتے گئے، وہ لڑکا آرڈر لکھوا کر مسکرا کر چل دیا۔

اب کی بار مشعل نے اشتیاق سے "ویسے ہادی بتایا نہیں، یہ ٹریٹ کس خوشی میں؟" پوچھا۔

آہستہ آہستہ ان کا آرڈر سرو ہونے "تمہیں کس نے بولا میں ٹریٹ دے رہا ہوں" لگا۔

اب کی بار وہ سب ٹھٹھکے تھے، نا جانے کس کی شامت آئی تھی۔ "تو پھر؟"

بھئی یہ ہے ناں ہمارے بلال خان صاحب، ان کے ہوتے ہوئے میں پیسے دیتا اچھا" بلال بچارا جو پانی پی رہا تھا سارا پانی منہ سے باہر پھسلا۔ "لگوں گا

بلال گھوری دکھاتے بولا تو "ہیں؟ یہ کب ہوا؟ اور کس نے کہا بل میں دوں گا؟" ہادی ڈھٹائی سے ہنس دیا۔

آفکورس میں نے کہا، کیونکہ میرا کارڈ بلاک ہے، منیب کا کارڈ ایکسپائرڈ ہے اور عبید " اور صائم تو ویسے ہی ہمارے ڈر سے کارڈ لاتے ہی نہیں، تو بچا کون؟ اب یہ دو حسینیائیں ہادی مصنوعی معصومیت سے آنکھیں "اور زی بھائی بل دیتے اچھی لگیں گی؟ پٹپٹاتے بولا۔

ہادی تو بس بچ جا مجھ سے، میں بھی کہوں آج یہ کنجوس، شیخ چلی حاتم طائی کیسے بن" بلال دانت پیستے غرایا۔ "گیا

ہادی نہایت محبت سے اس کی "بلو جانی، تیرے اور میرا کچھ الگ الگ ہے کیا؟" جانب ہو کر بولا۔

ہاں بھائی سب کچھ ہی الگ الگ ہے، تو ہادی ہے میں بلال ہوں، مجھے اپنی محبوبہ مت" وہ دونوں تو تو میں میں کر رہے تھے جبکہ باقی سب بنا ٹکٹ کی فلم دیکھ رہے "سمجھ تھے، ہادی تو منہ اور ہاتھوں دونوں کو پوری سپیڈ سے چلا رہا تھا۔

بلو میرے نال ویا کر لے"

"باپو نال صلاح کر لے

ا۔

@@@@@@@

ہے، وہاں اتنا ہجوم کیوں ہے؟ آج تو وہ تینوں بھی یونی نہیں آئے تو پھر یہ کس کی"
عبید اور منیب یونی صبح صبح یونی پہنچے تو گیٹ سے کچھ دور لگا رش دیکھ کر "کارستانی ہے؟
متجسس ہوتے اس جانب بڑھے

اے لڑکی، یہ مولانی بننے کا ڈرامہ بند کرو، اپنے مگرمچھ کے آنسوؤں سے تم لڑکوں کو" وہ دونوں قریب پہنچے تو جینز ٹاپ میں ملبوس ایک "بے وقوف بنا سکتی ہو ہمیں نہیں موڈرن سی لڑکی سامنے کھڑی لڑکی کا مزاق اڑاتی دکھائی دی

عبید نے سامنے دیکھا تو وہ چھوٹی سی لڑکی سہمی ہوئی کھڑی تھی، سر سے پاؤں تک خود کو بلیک چادر سے ڈھانپے اس کی صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں

مترنم سی بھیگی آواز "ہم۔۔۔ ہمیں جانے۔۔۔ دیں۔۔۔ ہم نے کچھ نہیں کیا" بے انتہا دلکشی لیے ہوئے تھی، آواز سے ظاہر تھا کے آواز کی مالک بھی بہت دلربا تھی

ہنہہ، ہمیں جانے دو۔۔۔ تم کیا کہیں کی شہزادی ہو جو خود کو ہمیں کہہ رہی ہو، "
آرام سے جو بولا ہے وہ کرو، اچھی طرح جانتے ہیں ہم تم جیسی لڑکیوں کو، معصوم بن
سامنے کھڑی دوسری لڑکی بولی تو اس لڑکی نے سر اٹھتے "کر خود کو پارسا سمجھنے لگتی ہو
اس کی بات کی نفی کرنی چاہی

فوراً سے پہلے اس لڑکے کو پرپوز کرو ورنہ تم آج رات تک یہاں سے ہل تک نہیں "
پہلے والی لڑکی بولی تو عبید کے ماتھے پر بل آئے، مزاق تک ٹھیک تھا مگر وہ اپنے "سکتی
سامنے کسی معصوم کی عزتِ نفس مجروح ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا

عبید کی اونچی اور سرد آواز پر وہ سب اس کی جانب "کیا بے ہودگی ہے یہ سب "
متوجہ ہوئے

سرگوشی میں اسکے نام کی صدائیں بلند ہوئی تھیں، عبید ملک کو کون "عبید ملک۔۔۔" نہیں جانتا تھا، وہ ایک ڈیبیٹر تھا، کالج کے زمانے سے وہ بہت اچھا بولتا تھا، اس کی آواز میں ایسا سحر ہوتا کے سننے والا خود باخود اس کے موقف کی حمایت کرنے لگتا

وہ لڑکی جو چند لمحے پہلے تک اپنی زبان سے زہر اگل رہی تھی عبید "عبید۔۔۔ آپ؟" کو دیکھتے ہی چہرے پر مصنوعی معصومیت سجا گئی، اخر کو اپنے کرش کی نظروں میں گرنا تھوڑی تھا

آپ کی ہمت کیسے ہوئی مس زرنش خان ایک معصوم سٹوڈینٹ کو اس طرح" بے عزت کرنے کی، جانتا ہوں فریشنرز کی ریگینگ عام بات ہے، مگر مزاق کرنے اور مزاق اڑانے میں فرق ہوتا ہے، آپ کس بنیاد پر یہ سب فضولیات کہہ رہی تھیں، آپ جینز ٹاپ پہنتی ہیں، یا یونی کی باقی لڑکیاں جیسی بھی ڈریسنگ کرتی ہیں یہ ان کا اپنا

فعل ہے، جب کسی نے آپ کا مزاق نہیں بنایا تو آپ کو بھی کوئی حق نہیں ہے کسی عبید بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا "دوسرے کی ذات پر انگلی اٹھانے کا

زرنش کا چہرہ اتنی بے عزتی پر سرخ ہو گیا مگر جبراً مسکرا کر "عبید میں۔۔۔ وہ۔۔۔۔" بات کا اثر زائل کرنا چاہا

آئی ہیٹ ایکسکیوززمس زرنش، معافی مانگیں ان سے، اور اگر اگلی بار آپ یاں کوئی" بھی اور کسی بھی دوسرے سٹوڈنٹ کے ساتھ ایسا کرتا نظر آیا تو اگلی ملاقات ڈین کے عبید سرد لہجے میں بولا تو زرنش اہانت کے احساس سے سن ہو گئی "آفس میں ہو گی

لٹھ مار انداز میں معافی مانگتی وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی "سوری۔۔۔"

ہجوم کے ہٹتے ہی وہ دونوں اس لڑکی کے پاس آئے، جو ایسا "آپ ٹھیک ہیں مس؟" معلوم ہوتا تھا جیسے دوسری دنیا میں آگئی ہو

کہا بھی تھا مما جانی سے ہمیں نہیں جانا یونی شونی، بلکل اچھے نہیں ہیں یہاں کے" وہ لڑکی ان "لوگ، ہم بابا جانی سے شکایت کریں گے، اس بھوتنی نے ہمیں ڈانٹا دونوں کی موجودگی کو یکسر نظر انداز کرتے خود کلامی کر رہی تھی، عبید اس کی معصوم سی شکایتوں پر مسکرا دیا

اسے متوجہ ناں ہوتے دیکھ عبید نے مسکراہٹ دباتے بولا، مقابل نے اس "مسسس" کی تیز آواز پر ڈر کر اوپر دیکھا، عبید کی سیاہ مسکراتی آنکھوں نے مقابل موجود بھوری نم آنکھوں میں دیکھا تو جیسے وقت ساکن ہو گیا

ناجانے کیا تھا ان بھوری آنکھوں میں کے عبید ملک جو سب کی بولتی بند کرتا تھا وہ اب خود انگشت بدان رہ گیا، الفاظ جیسے ختم ہو گئے تھے، دل نے اچانک ہی دھڑک کر اپنے ہونے کا احساس دلایا تھا

بھوری خوفزدہ آنکھوں نے جھپک کر آنسو اندر اتارنے چاہے تو "ج۔۔۔جی۔۔۔" وہ ہوش میں آیا

اس کا خوف دیکھ کر عبید نرمی سے بولا، اسی نرمی کا اثر تھا کے "کیا نام ہے آپ کا؟" سامنے موجود دوشیزہ اب زرا پر سکون ہوئی تھیں جس کا احساس اس کی آنکھوں سے جھلکا

اسی دھیمی سی آواز میں ہلکی سی سرگوشی کرتے اپنا نام بتایا، عبید اس کی "جویرہ۔۔۔" دھیمی مگر پیاری سی آواز سنتا دل سے مسکرا دیا، وہ سنجیدہ سا شخص آج بار بار مسکرا رہا تھا، وہ بھی اپنے گینگ کے علاوہ کسی کے ساتھ

اب کی بار خاموش کھڑے منیب نے لب "کس ڈیپارٹمنٹ سے ہیں آپ جویرہ؟" کشائی کی، جویرہ بتانا تو نہیں چاہتی تھی مگر وہ دونوں شکل سے شریف انسان لگ رہے تھے تب ہی تھوڑا پر سکون ہوئی

اس کی آواز میں ہلکا سا بچکانہ پن تھا جیسے کوئی بچی بات کر "بی بی اے فرسٹ سمیسٹر" رہی ہو، منیب کو بھی یہ چھوٹی سی گڑیا پسند آئی تھی تب ہی شفیق سا مسکرا دیا

گڈ ٹو نو جویریہ، ہم آپ کے سنئیر ہیں، بی بی اے لاسٹ سمیسٹر، آئیں آپ کو آپ " کی کلاس تک چھوڑ دیں، کبھی بھی کسی بھی مدد کی ضرورت ہو تو اپنے ان بھائیوں کو یاد منیب سینے پر ہاتھ باندھے اس کی جانب جھکا، جس پر جویرہ تو سر ہلا گئی جبکہ "کر لیجے گا عبید بے ساختہ کھانسا تھا

ڈیش انسان پہلی بار کسی لڑکی کے لیے میرے دل میں سمتھنگ سمتھنگ ہوا اور یہ " عبید خود بھی اپنے دل کی سرگوشی پر حیران ہوا "مجھے اس کا بھی بھائی بنانے پر تلا ہے تھا

بغیر دیکھے، بغیر جانے بھلا پہلی ملاقات میں صرف آنکھوں سے کوئی کسی کو اچھا کیسے لگ سکتا ہے، اس نے بے ساختہ اپنے دل کو ڈپٹا، مگر اس کمبخت دل نے پہلے کبھی کسی کی سنی تھی جو اب سنتا

"یہ دو کلاسز چھوڑ کر ہماری کلاس ہے، جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو آپ بلا جھجھک ہم سے کہہ سکتی ہیں، میں عبید ملک ہوں اور یہ منیب سلطان" اس کی کلاس کے باہر پہنچ کر عبید سنجیدگی سے بولا

"تھینک یو سو مچ، اگر آپ دونوں نہیں آتے تو پتا نہیں میرا کیا ہوتا، تھینک یو" جویرہ کو احساس ہوا کے اس نے اتنی مدد کے باوجود انہیں شکریہ تک نہیں بولا تب ہی جھٹ سے بولی

اٹس اوکے، کوئی بڑی بات نہیں ہے، مگر ایک بات یاد رکھیے گا، ماں باپ ساری عمر" ہر جگہ ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے، باہر کی دنیا میں ہمیں اپنے لیے خود آواز بلند کرنی پڑتی ہے، ایک لڑکی کبھی کمزور نہیں ہوتی، بس خود کو مضبوط رکھیں اور ڈٹ کر ہر عبید اس کے شکریہ کے جواب میں سنجیدگی سے بولا تو جویرہ "حالات کا سامنا کریں سمجھ کر سر ہلا گئی

عبید اس کی بھوری آنکھوں کی چمک میں چند پل کے لیے ڈوب گیا، اس کی آنکھیں سچ میں طلسم باندھنے کا فن جانتی تھیں، منیب نے اس کا بازو ہلایا تو وہ ہوش میں آیا، سامنے دیکھا تو وہ جا چکی تھی

منیب سمجھ "کیا بات ہے عابی جی؟ آج آپ کی آنکھیں کچھ بے لگام سی ہو رہی ہیں؟" تو گیا تھا تب ہی اسے چھیڑنا فرض سمجھا

ابے یار، آنکھیں ہی کیا آج تو دل، گردے، پھیپھڑے سب بے لگام ہو گیا ہے، کیا"
عبید چاہ کر بھی اپنے یار سے اپنی کیفیت نہیں چھپا سکتا تھا "ہو رہا ہے یہ

ہاہاہاہاہاہالالے یہ ابھی آغازِ عشق ہے ابھی بڑا کچھ ہو گا بے فکر رہ، ویسے بھابھی زیادہ"
منیب شرارت سے لب دباتے بولا تو عبید بھی مسکرا دیا "چھوٹی نہیں ہے

چھوٹی تو سچ میں ہے، مگر خیر، اب خدا کا واسطہ ہادی کے سامنے اپنا منہ بند رکھنا ورنہ"
عبید اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولا "وہ میرا جینا حرام کر دے گا

ششش، میں کچھ نہیں بولوں گا، ہاں میری زبان کا کوئی بھروسہ نہیں، یونوناں ٹنگ" منیب سنجیدگی سے کہتا آخر میں آنکھ دباتے بولا "سلیپ

منیب قہقہہ لگا گیا، عبید جانتا تھا کوئی فائدہ نہیں اب "ایک نمبر کے ڈیش ہو تم دونوں" بچنے کا، کیونکہ منیب اور ہادی ایک دوسرے سے کچھ چھپالیں یہ ممکن ہی نہیں تھا

@@@@@@@@@

ان کا اکنومیکس کا لیکچر شروع ہوا تو "جی کلاس تو کوئز کے لیے تیار ہیں آپ سب؟" پروفیسر شہریار نے اچانک آتے ان کے سروں پر دھماکا کیا

کوئز کے نام پر ہادی جو کرسی پر ٹیڑھا "ہیں، یہ کب ہوا؟ کونسا کوئز؟ کہاں کا کوئز؟" ہوا سونے کی کوشش کر رہا تھا جھٹکے سے سیدھا ہوا

مر گئے یار، پچھلے ہفتے جب ہم پیچھے سو رہے تھے تب نیند میں مجھے محسوس ہوا تھا جیسے " سر نے کوئز کا بولا ہے، مگر مجھے لگا وہ میرا خواب ہے، میں لا حول ولا قوۃ پڑھ کر سویا تھا منیب کی سر گوشی پر ہادی نے کھا جانے والی نظروں سے بلال اور صائم کو "دوبارہ دیکھا

وہ دونوں دانت نکال رہے تھے جس کا مطلب تھا انہوں نے جان بوجھ کر انہیں کوئز کا نہیں بتایا، سر شہریار جتنے سویٹ تھے پڑھائی کے معاملے میں ہٹلر کا بھی ریکارڈ توڑ دیتے تھے، ہادی اور منیب کو موت کے فرشتے اپنے ارد گرد منڈلاتے نظر آ رہے تھے

منیب نے رونی صورت بنائے ہادی کو دیکھا، جس کا اپنا حال بھی کچھ "ہادی۔۔۔۔"
ایسا ہی تھا

تم لوگوں کو تو میں دیکھ لوں گا، مُنی کیا کریں یار شہریار سر تو ہمیں دنیا سے ہی اٹھا دیں"
ہادی کا دماغ پوری سپیڈ میں دوڑ رہا تھا، اچانک اس کی آنکھیں چمکیں "گے

ہادی چٹکی بجاتے بولا، جس پر منیب نے اشارے سے آئیڈیا پوچھا، ہادی "آئیڈیا۔۔"
نے اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی جس پر وہ دونوں مسکرا دیے

اچانک سر شہریار نے بورڈ پر سوال لکھ "میر ہادی، کم ہیر یہ پروبلم سالو کریں بورڈ پر"
کر ہادی کو مخاطب کیا، ہادی منیب کو اشرہ کرتے آہستہ سے اتر کر بورڈ کی طرف بڑھ

گیا، اس کے چہرے پر پھیلی زبردستی کی مسکراہٹ مضائقہ خیز لگ رہی تھی، ساری کلاس جانتی تھی اسے سوال نہیں آتا

اسے بورڈ کی طرف متوجہ دیکھ کر سر شہریار بک کی سمت دیکھنے لگا تب ہی اس نے سر اٹھا کر منیب کو دیکھا، جو اسے اشارے سے جواب بتا رہا تھا

منیب لبوں کو ہلاتے اشارے سے بولا، مگر افسوس ہادی اس کی "T=20 جواب" بات سمجھ نہیں سکا

حیران کن چہرہ بنائے اشارے سے پوچھا، ساری کلاس میں دبی دبی مسکراہٹ "کیا؟" پھیلی، ہادی ساتھ ساتھ ایک نظر سر شہریار پر بھی ڈال لیتا

منیب اب کی بار ہلکی سی سرگوشی میں بولا، سر شہریار نے " 20، ٹیپی ٹی T=20 اب" سر اٹھا کر دیکھا، ہادی جلدی سے بورڈ کی جانب ہوا جیسے سولو کر رہا تھا، وہ مطمئن ہوتے سر جھکا گئے

ہادی کے دوبارہ اشارہ کرنے پر منیب دوبارہ بولا، وہ پورا آگے کو جھک کر "ٹی20" بول رہا تھا، ایک بار تو کرسی سمیت گرتا گرتا بچا، باقی ساری کلاس سر جھکائے ہنسنے میں مگن تھی، یہاں تک کے بلال، صائم، منزہ، عیشال، مشعل اور عبید بھی مسکرا رہے تھے

اسے اپنی بات سمجھتاناں دیکھ کر منیب نے ریجسٹر کے پیج پر بڑا سا کر کے جواب لکھ کر اوپر کر دیا، ہاتھ اوپر کرتے ہی اس کی نظر سر شہریار کی سمت گئی جو خشمگیں نگاہوں سے اسے ہی گھور رہے تھے، ان کے دیکھتے ہی وہ ہاتھ نیچے کرتے دانت دکھا گیا

سر شہریار کی آواز پر "منیب سلطان کیا آپ بتانا پسند کریں گے کے یہ کیا ہو رہا تھا؟" منیب نے تھوک نگلا

منیب کو عین وقت پر کوئی بہانا بھی سمجھ نہیں "سر۔۔۔وہ دراصل۔۔۔وہ۔۔۔" آ رہا تھا

سر میں بتاتا ہوں، سر میں نے اس کو کہا بھی تھا کے مجھے آتا ہے، اور میں اپنی محنت" سے سوال حل کروں گا، مگر اس نے کہا نہیں میں ہی بتاؤں گا، اب دیکھیں ناں بار بار "مجھے بلا کر جواب دکھانے کی کوشش کر رہا ہے، اب میں معصوم کہاں تک بچوں ہادی سر کو دیکھتے زمانے بھر کی کمینگی چہرے پر سجائے بولا

منیب نے اس کی طوطا چشمی اور بے وفائی پر اسے قاتلانہ "مگر۔۔۔ سر یہ جھوٹ۔۔" نظروں سے گھورا جواب آنکھ دبائے مسکرا رہا تھا

سر شہر یار غصے سے دھاڑے، منیب کو "گیٹ آؤٹ فرام مائی کلاس منیب سلطان" جہاں ہادی پر غصہ تھا وہیں اس نے کوئز سے جان چھوٹنے پر شکر کیا

منیب بیگ اٹھا کر باہر نکلتا مصنوعی "تھینک یو سر۔۔۔ میرا مطلب سوری سر" شرمندگی سے بولا

ہادی ان کی طرف دیکھ کر مسکرا کر بولا "سر کیا میں بھی ہو جاوں؟"

اس کیے بولنے پر سر نے غصے سے پوچھا تو وہ دو تین قدم پیچھے ہٹا "کیا؟"

اس کے بولنے پر جہاں ساری "گیٹ آوٹ۔۔۔ کیا میں بھی گیٹ آوٹ ہو جاؤں" کلاس میں قہقہے گونجے تھے وہیں سر شہریار اس کی طرف بڑھے جبکہ وہ ایک ہی جست میں کلاس سے باہر نکل گیا

باہر کھڑا منیب اسے دیکھا کر مارنے لپکا، مگر پھر ایک دوسرے کی سمت دیکھتے وہ دونوں کھل کر ہنس دیے، ہنستے ہنستے سامنے گراؤنڈ میں گر گئے، ان کا اصل پلین کلاس سے نکلنا ہی تھا جو کامیاب ہوا

ہادی ہنسی روک کر بولا تو "ڈین کے آفس میں دوبارہ حاضری کا وقت ہوا چاہتا ہے" منیب بھی اثبات میں سر ہلاتے ہنس دیا، ارد گرد موجود فضائیں بھی جیسے ان کے سنگ قہقے لگا رہی تھیں

@@@@@@@@

منزہ۔۔ ایک کپ چائے لے آیار، مجھے تجھ سے کل کی پارٹی کے بارے میں بھی"
منزہ لاونج میں صوفے پر لیٹی موبائل میں مگن تھی جب صائم کی "بات کرنی ہے
آواز پر سیدھی ہوئی

لا رہی ہوں نشئی انسان، مگر میں نہیں بناؤں گی، اللہ جانے کل کو میری مشی کے"
منزہ اس کی "ساتھ کیا کرو گے تم، وہ بچاری تو چائے بنا بنا کر ہی پوری ہو جائے گی
چائے کی دیوانگی سے سخت عاجز تھی مگر کر بھی کچھ نہیں سکتی تھی

ہنس "ایسے کیسے پوری ہونے دوں گا، اسے تو اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر پلاؤں گا"
کر اسے چھیڑتے روم کی طرف بڑھ گیا، منزہ بھی نفی میں سر ہلاتی کچن کی طرف بڑھ
گئی

زیدی ولا میں دو بھائی آباد تھے، بڑے بھائی میر زیدی جبکہ چھوٹے بھائی طاہر زیدی، میر زیدی کے دو بچے تھے، بڑا بیٹا زیان زیدی جبکہ ان سے پانچ سال چھوٹی منزہ میر زیدی، میر زیدی سے چھوٹے تھے طاہر زیدی جن کا ایک ہی بیٹا تھا صائم طاہر زیدی، جو منزہ سے کچھ ماہ بڑا تھا

زیان شادی شدہ تھا اور اپنے بابا کا بزنس سنبھالتا تھا جبکہ وہ دونوں ایک ہی کلاس میں تھے، صائم کی پسند کے مطابق ایک سال پہلے اس کی اور مشعل کی منگنی کی گئی تھی، مشعل نور کے بابا طاہر زیدی کے بزنس فرینڈ تھے سو فیملیز میں کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں تھا

منزہ چائے بنا کر اوپر صائم کے کمرے میں آ گئی، جو بالکنی میں بیٹھا کل کی فریشنرز پارٹی کی فائنل تیاریاں دیکھ رہا تھا، منزہ اس کے سامنے چائے کا چپ رکھ کر ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گئی

ایک منٹ ایک منٹ۔۔ یہ کس سے پوچھ کر تم نے اس چھپکلی کو بلال کی پارٹنر بنایا"

اچانک منزہ کی نظر لسٹ پر پڑی جہاں کمپیئرنگ " ہے کمپیئرنگ سیگمینٹ کے لیے سیگمینٹ کے لیے بلال کے ساتھ ان کی کلاس کی سحر کو رکھا تھا صائم نے

"یار وہ اچھی کمپیئرنگ کرتی ہے تب ہی میں نے ان دونوں کو ایز کا کپل رکھ دیا"

صائم اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھتے مسکراہٹ دبا کر بولا، بچپن سے دو لڑکوں میں رہ کر منزہ بھی انہیں جیسی بن گئی تھی، مگر جو بھی تھا تھی تو لڑکی ہی، وہ نازک احساسات

رکھنے والی لڑکی نا جانے کب سے بلال خان سے عشق میں گرفتار تھی، جس کا علم بلال کے سوا سب کو تھا

ابھی کے ابھی اس چھپکلی کا نام ہٹاؤ یہاں سے ورنہ میں اسے اور تمہیں دونوں کو دنیا" پھاڑ کھانے کے انداز میں بولتی وہ صائم کو بہت کیوٹ لگی "سے ہٹا دوں گی

ارے میرا گڈا، کیوں غصہ کر رہی ہو، لو کاٹ دیا نام، یہاں بھی بلال کے ساتھ تمہارا" صائم سحر کا نام ہٹا کر اس کا نام لکھتے بولا تو منزہ کو تھوڑا سکون محسوس "ہی نام ہو گا بس ہوا

لاڈ سے صائم کے کندھے پر سر ٹکاتے اداسی سے بولی، وہ اتنا سنگدل تھا کے منزہ کے جذبوں کی آنچ بھی اس تک نہیں پہنچتی تھی "اصل زندگی میں بھی وہ میرا ہی ہو گا ناں صائم"

صائم اس کا سر تھپتھپاتے محبت سے بولا "گڈے کے لیے وہ تمہارا ہی ہو گا، تمہارا یہ بھائی ہے ناں، ساری دنیا سے چھین لوں گا اسے اپنے"

مگر کیا سچ میں یہ سب اتنا آسان تھا؟ کیا محبت یوں چھیننے سے مل جاتی ہے؟ کیا بلال خان کبھی منزہ کا ہو پاتا یا منزہ کی محبت کی قسمت میں بے موت مرنا لکھا تھا، دوستی کی یہ داستان اپنے اندر کئی محبتوں کو بھی سمیٹے ہوئے تھی

@@@@@@@@

السلام علیکم ایوری ون، یہ ہے ہمارا فرینڈز بلاگ، جس کا آج کا ہوسٹ ہوں میں یعنی " ، آج ہمارے جونئیرز کے اعزاز میں ایک شاندار سی پارٹی "گریٹ میر ہادی" کے دی بلیک ٹیکسیڈو سوٹ میں "کا اہتمام کیا گیا ہے، جس میں ہم آپ کو لے کر جائیں گے بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے ہادی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا

یہ ہے میرا ایلیچڑ دوست، میرا مطلب منیب سلطان، یہ صرف نام کا سلطان ہے ویسے " ساتھ کھڑے "آج تک اس کے والٹ سے کٹا اور سوا کے علاوہ کچھ نہیں نکلا چوکلیٹ کلر سوٹ میں منیب کی جانب کیمرہ سیٹ کرتے بولا

ہادی دفعہ کراس بلاگ کو، عبید نے ہمیں ویلکم کے لیے یہاں کھڑا کیا ہے اور تو ان" منیب کو اس کے لیکچر کہنے پر سخت تپ چڑھی تھی "فضولیات میں لگا ہے

اس کا سڑا منہ سہی کرنے کو اس کے "وے منیبیا، آج تو کنا سوہنا لگ ریا ایں یار" پنجابی انداز میں بولا جس پر منیب نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا

اچانک منیب کی نظر ایک "یار ہادی، وہ دیکھ، وہ لڑکی کب سے تجھے دیکھ رہی ہے" سمٹ اٹھی جہاں ایک لڑکی بیٹھی بے باکی سے ہادی کو گھور رہی تھی، جبکہ منیب مسکرا کر اب اس لڑکی کو سمائل پاس کرتے چانس مار رہا تھا

ہادی بے زار سا منہ بنائے "بھاڑ میں بھیج اسے، زہر لگتی ہیں مجھے ایسی فالتو لڑکیاں"
بولا، منیب تو اب ٹائے درست کرتا اس لڑکی کو سیٹ کرنے کے چکر میں تھا

اچانک ہادی کے کہنے پر منیب گڑبڑا کر اینٹرینس کی سمت متوجہ "منیب عیشال۔۔۔"
ہوا، جہاں فلحال دور دور تک کوئی نہیں تھا

منیب نے زوردار پنچ منیب کے "بے ہودہ انسان، یہ کونسا طریقہ ہے ڈرانے کا"
کندھے پر مارا

شکر کر صرف ڈرایا ہے، اگلی بار تیری ویڈیو بنا کر عیشال کو دکھاؤں گا، پھر جو تیری" ہادی نے اسے ڈرایا "بات بننے کے دس فیصد چانس ہیں ناں وہ منفی دس ہو جائیں گے جس پر وہ سچ میں شرافت سے سیدھا ہو گیا

ویسے ہادی، ہم سب کو کوئی ناں کوئی پسند ہے، سوائے تیرے، تجھے آخر کوئی لڑکی" منیب اسے دیکھتے بولا جسے آج تک "پسند کیوں نہیں آتی؟ کیسی لڑکی چاہتا ہے تو؟ انہوں نے محبت کے بارے میں بات کرتے نہیں سنا تھا

منیب کی بات پر ایک من پسند منظر ہادی کی آنکھوں میں آیا، وہ اسے کیا بتاتا وہ تو پہلے ہی اپنا دل ایک حسینہ کے نام کر چکا تھا، جو اس کے دل و دماغ پر تین سال سے قابض تھی، اسے ایک بار پھر وہ منظر یاد آیا

سفید سادہ شلوار قمیض میں ملبوس وہ چھوٹی سی شرارتی سی گڑیا تھی، چھم چھم برستی بارش میں بھیگتی ارد گرد سے بیگانہ بچوں کے سنگ انہیں کی طرح پُر جوش سی تھی، اور ہمیشہ سے بے فکر اور لاپرواہ رہنے والا ہادی اس موم کی گڑیا کو دیکھ کر چند پل مبہوت رہ گیا

وہ جو اسے دیکھتا بے دھیانی میں چلتا جا رہا تھا، اچانک وہ ایک دم سے بھاگنے پر اس سے ٹکرا گئی، اور اس سے پہلے کے ہادی اسے تھامتا وہ زمین بوس ہو چکی تھی، تب ہی اس کی زوردار چیخ گونجی "آہہہہ"

وہ شاید شدید غصے میں تھی، تبھی بغیر اسے "اندھے ہو گیا؟ دیکھ کر نہیں چل سکتے" دیکھے بولی، ہادی بھی شرمندہ ہوتا اس کی سمت ہاتھ بڑھا گیا

ان میں سے ایک بچہ شرارت سے بولا تو ہادی کے "اندھے وہ نہیں ہیں ہانی، تو ہے" ارد گرد جیسے دھماکے ہونے لگی، ضرور وہ بچہ مزاق کر رہا ہو گا اس نے جھٹکے سے اس کی لڑکی کی سمت دیکھا جو بچے کی بات پر دلخراش سا مسکرا رہی تھی

سرسری سی مسکراہٹ لیے "ارے ہاں، میں تو بھول ہی گئی تھی، اندھی تو میں ہوں" وہ بولی تو ہادی کا دل درد سے جیسے بھر گیا، ہاتھ بے اختیار پہلو میں آ گرا، اتنی پیاری سی لڑکی اور اتنی بڑی محرومی، اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، ہلکی گرے رنگ کی خوبصورت آنکھیں جو بدقسمتی سے نور سے محروم تھیں

پانچ فٹ پانچ انچ قد، نازک سا سراپا، گھٹنوں تک آتے لمبے گھنے بال، سفید دودھیہ رنگت، گھنی خمدار پلکیں، ستون ناک اور مخملی سے چھوٹے چھوٹے لبوں کے ساتھ وہ لڑکی جیسے چلتی پھرتی جاپانی گڑیا تھی، مگر افسوس تو یہ تھا کے وہ اپنا حسن تک دیکھ پانے سے محروم تھی

بچوں نے ساتھ مل کر اسے نیچے سے اٹھایا، ہادی تو جنبش تک کا روادار نہیں تھا، یہ کیسا حادثہ تھا؟ چند پل لگے تھے اور وہ خالی ہاتھ اور خالی پہلو لیے وہ گیا، دل تو پہلی نظر سے ہی سامنے کھڑی حسینہ کا ہو گیا تھا

اچانک اس لڑکی کو کسی نے پکارا جس پر ہادی کا "ہانیہ، یہاں کیا کر رہی ہیں آپ؟" ٹرانس بھی ٹوٹا، اچانک وہ ہوش میں آیا تو پیچھے کھڑا منیب اسے پکار رہا تھا

منیب نے اس کا کندھا "کہاں کھو گیا تھا یار؟ چل جلدی تقریباً سب مہمان آ چکے ہیں" ہلاتے بولا تو ہادی ان حسین یادوں سے نکل کر حال میں آیا، اسے فرق نہیں پڑتا تھا وہ لڑکی دیکھ سکتی ہے یا نہیں، وہ بس یہ جانتا تھا کے اگر اس دنیا میں کسی کو اس کے لیے اتارا گیا ہے تو وہ ہانیہ ہی ہے

وہ اپنی "کہیں نہیں، چل چلتے ہیں، زرا ٹیچرز اور جونیئرز کو اپنا جلوہ دکھاتے ہیں" مخصوص شرارتی مسکراہٹ لیے بولا تو منیب بھی ہنس دیا، کوئی نہیں جانتا تھا بظاہر ہنستا مسکراتا، شرارتیں کرتا، ان سب کو چڑاتا ان کا وہ دوست اندر سے کتنا گہرا تھا

منیب بھی اسی کی طرح شرارتی مسکان لیے بولا "مطلب آج ان سب کی خیر نہیں؟" تو ہادی قہقہ لگاتا سر ہلا گیا

آئی بروا اچکاتے پوچھا تو منیب ہنستے "جہاں ایم ایم ایچ ہوں وہاں خیر ہو سکتی ہے کیا؟" ہوئے نفی میں سر ہلا گیا۔ اچانک ان کا دونوں کا جاندار قہقہ فضا میں گونجا

@@@@@@@@@

وہ سب ہی تقریباً پہنچ چکے تھے، عبید اور صائم بیک سٹیج موجود تھے، جہاں ابھی بلال اور منزہ پہنچے تھے، اتفاقاً ان دونوں نے ہی روئل بلو اور وائٹ ڈریسز پہن رکھے تھے، بلال نے بلو تھری پیس میں سفید شرٹ پہنی تھی جبکہ منزہ نے بلو باربی فراک جس پر سفید موتیوں کی خوبصورت سی کڑھائی کی گئی تھی

صائم اور مشعل دونوں کے ڈریسز وائٹ کلر میں تھے جو خالصتاً صائم کی پسند تھی، جبکہ عیشال نے براؤن کلر کی شارٹ شرٹ اور کیپری پہن رکھی تھی، جس کا شیڈ منیب سے تھوڑا سا الگ تھا مگر رنگ ایک ہی تھا سو منیب بھی غریب کا بچہ خوش ہو گیا، عبید نے آج ڈارک گرین کلر کا تھری پیس پہنا تھا

صائم باہر سے "بلال، منزہ جلدی کرو، سب لوگ آ گئے ہیں تم دونوں سٹیج پر پہنچو" آ کر ان کی سمت آتا جلدی سے بولا

بلال منزہ کا "صائم میرے ساتھ تو سحر کمپئیر کرنے والی تھی تو پھر منزہ کو کیوں؟" نام سن کر چونکا، کیونکہ کل تک تو سحر تھی اس جگہ۔

صائم نہیں چاہتا تھا بات پھیلے سو جلد "ہاں وہ سحر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسی لیے" ہی بات ختم کر گیا

مگر اب اس کی تیاری تھی، اور منزہ نے تو فنگشن لسٹ دیکھی تک نہیں، کیسے کرے" بلال کو نئی فکر نے آن گھیرا "گی؟

بلال خان منزہ میر زیدی کو انڈر ایسٹیمیٹ مت کرنا، میں کیا کر سکتی ہوں اور کیا" منزہ اس کی بات پر تڑخ کر بولی، مطلب وہ اس پر اس "نہیں یہ میں آج تمہیں بتاتی سحر کو فوقیت دے رہا تھا

بلال بھی منہ بسورتا باہر نکل گیا، تب ہی منزہ بھی اس " چلیں مس منزہ میر زیدی" کے ساتھ چل دی، وہ دونوں ساتھ چلتے ایک پرفیکٹ کپل کی خوبصورت مثال لگ رہے تھے

السلام علیکم لیڈیز اینڈ جینٹل مین، ویلکم ٹو دی ویلکم پارٹی فار فریشنرز آف پنجاب" بلال دلکشی سے "یونیورسٹی، آئی ایم یور ہوسٹ بلال خان، اینڈ مائی کو ہوسٹ۔۔۔ مائک تھامے بولا

ان میں فیصلہ ہوا تھا کے "تھینک یو بلال خان مگر میں اپنا تعارف خود بتانا چاہوں گی" ساری کمپئیرنگ انگلش میں ہو گی، مگر منزہ بڑے مزے سے اردو میں بولی

میں ہوں آپ کی ہوسٹ منزہ میر زیدی، آپ سب کا اس شاندار سی پارٹی میں" منزہ کی خوبصورت آواز نے پورے ماحول کو اپنی گرفت میں لیا "استقبال کرتی ہوں

یہ یونیورسٹی ہمارا گھر ہے، اور ہماری تہذیب اور روایات ہمیں سکھاتی ہے کے جب" بھی گھر میں کسی نئے فرد کا اضافہ ہو تو اس کا استقبال بہت محبت سے کیا جائے، سو ویلکم منزہ بغیر جھجھکے کنفیڈینس سے بول رہی تھی۔ بلال "ٹو آر لائف اینڈ دس یونیورسٹی تو منزہ کا یہ روپ پہلی بار دیکھ کر حیران پریشان تھا

ناؤ اِٹس ٹائم ٹو بیگین دس فنگشن ود آ بیوٹیفل پرفارمینس بائے آور ویری ٹیلینٹڈ" اب اس فنگشن کو ہمارے ہونہار)"سٹوڈینٹس، گیو دیم آ ہیوز راونڈ آف اپلورز سٹوڈینٹس کی ایک خوبصورت سی پرفارمینس سے شروع کرنے کا وقت ہو چکا ہے،

ایک بار پھر بلال کی بھاری پر کشش آواز (ان کے لیے ڈھیروں تالیاں ہونی چاہیں نے سماں باندھا

کچھ لڑکوں کے سٹیج پر آتے ہی وہ دونوں وہاں سے بیک سٹیج آ گئے، منزہ لسٹ پر موجود اگلا پرفارمینس دیکھنے لگی جبکہ بلال کی نظریں ہنوز اس کے چہرے پر تھیں، اس نے کہاں سوچا تھا کے وہ منزہ جس سے پوری یونی ڈرتی ہے، جو منیب اور ہادی کے ساتھ تیسرا لڑکا لگتی تھی وہ کبھی یوں بھی بن سکتی ہے

بلال کو مہویت سے اپنی سمت تکتا پا کر منزہ "کیا ہوا؟ کیا بہت حسین لگ رہی ہوں؟" خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی، مگر پھر شرارت سے بولی

بلال سر جھٹکتے ناک سے مکھی اڑنے کے انداز میں گویا ہوا "خوش فہمیاں"

دلیری سے اس "خوش فہمی ہی سہی، مگر آپ غلط فہمی مت بننے دیجئے گا بلال خان" کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی تو بلال الجھا

اس سے پہلے کے منزہ کوئی جواب دیتی باہر پرفارمینس ختم ہونے پر "کیا مطلب؟" ان دونوں کو باہر جانا پڑا، سو بلال کا سوال وہیں کا وہیں دھرا رہ گیا

@@@@@@@@

پارٹی خوبصورتی سے اپنے مراحل طے کر رہی تھی، منیب اور ہادی کب سے غائب تھے، مطلب کچھ بڑا کرنے والے تھے، عبید کی نگاہ پورے انتظامات پر تھی، جبکہ صائم بیک سٹیج سب کچھ سنبھال رہا تھا

سٹوڈینٹس اب تک بہت سی پرفورمینسز ہوئیں، جنہیں سب نے پسند کیا، مگر اب" باری ہے سب سے مزیدار پرفارمینس کی، اس ڈیپارٹمنٹ میں آپ لوگوں کا سب سے زیادہ پالا اپنے اساتذہ کے ساتھ پڑنے والا ہے، سو آج ہم آپ کا ان سے تعارف کروائیں گے مگر ایم ایچ سٹائل میں، پلیز پٹ یور ہینڈز ٹوگیدر فار میر ہادی اینڈ منیب منزہ کی آواز پر لڑکے اور لڑکیوں کے علاوہ ٹیچرز بھی متوجہ ہوئے، مگر وہ "سلطان مجبور تھے کیونکہ آج انہیں کھلی چھوٹ دے چکے تھے

اچانک اندھیرا ہوا اور میر ہادی اور مینب باہر نکلے، میر ہادی پر روشنی تھی جبکہ منیب اندھیرے میں تھا، سب لوگ متجسس تھے کے آخر وہ دونوں کرنے کیا والے ہیں

کدی تے ہنس بول وے

نان جند ساڈی رول وے

کدی تے ہنس بولے وے

ناں جند ساڈی رول وے

ہادی کی خوبصورت آواز میں گونجتے گانے پر سب لوگ مسکرا دیے، تب ہی منزہ کی آواز مائیک میں گونجی

اس کی آواز پر تمام "کون سے پروفیسر ہیں یہ؟ کوئی گیسز؟ بی بی اے سٹوڈینٹس؟" سنئیرز سٹوڈینٹس میں شور اٹھا

ان کے شور پر سٹیج کے دوسرے حصے میں روشنی "ڈاکٹر ساجد بیگ۔۔۔ڈاکٹر ساجد" گئی جہاں منیب بلکل ڈاکٹر ساجد جیسا حلیہ بنائے کھڑا تھا، اور لائیٹ جلتے ہی وہ ڈاکٹر ساجد کے انداز میں ہادی کو ڈانٹنے لگا، اس کی زبردست اداکاری پر پروفیسر ساجد تک مسکرا دیے

بچنا اے سٹوڈینٹس

لو میں آگیا

بچنا اے سٹوڈینٹس

لو میں آ گیا

اکنومیکس کا عاشق

سٹیٹس کا دشمن

اپنی ادا ہے یاروں سے جدا ہے ہو۔۔

بچنا اے سٹوڈینٹس

منزہ کے پوچھنے پر پورے حال "جی، تو یہ کونسن ہیں؟ سمجھ تو آپ گئے ہی ہوں گے" میں قہقہے اور شور گونجا

بلند آتی آواز پر ایک بار پھر سٹیج پر روشنی ہوئی جہاں اب منیب "پروفیسر شہریار۔" سر شہریار کے انداز میں تیز تیز ہاتھ چلا کر اکنومکس کا سوال لکھ رہا تھا مگر وہ بھی غلط جس پر پروفیسر شہریار اسے مصنوعی ساگھور کر رہ گئے

میری نظر کا سفر

تجھ پہ ہی آ کے رکے

کہنے کو باقی ہے کیا

کہنا تھا جو کہہ چکے

میری نگاہیں ہیں تیری نگاہوں سے

تجھے خبر ناں بے خبر

یہ گانا ان ہنستی کی جانب سے ہادی کے لیے ہے، کون ہیں وہ گائز جن کو ہادی سے " منزہ مسکراہٹ "سب سے زیادہ محبت ہے، تب ہی ہر روز ملاقات کا شرف بخشتے ہیں ضبط کرتے بولی تو سب لوگ ہنس دیے

سب کے شور مچانے پر روشنی میں منیب کی توند چمکی تو "ڈین۔۔۔ڈین علی رضا۔۔" ڈین تک اپنے ہم شکل کی حرکتیں پہنچانے وہ بہت محظوظ ہوئے

آ دیکھیں زرا

کس میں کتنا ہے دم

جم کے رکھنا قدم

میرے ساتھیا

منزہ کی "آخری گانا ان کے لیے جو یونی کی، جان، مان، شان ہیں، اپنی گیسز گائز؟" آواز پر سب نے تالیاں بجانی شروع کیں

۔۔۔ سات رنگوں سے سجا ایک خوبصورت گروپ، ہماری (spectralz) سپیکٹرلز" ان کی کلاس کا ایک سٹوڈینٹ بولا تو وہ سب سٹیج پر جمع ہو گئے، وہ "یونی کی رونق پانچوں سامنے کھڑے تھے جبکہ لڑکیاں سائیڈ پر تھی

یہ پل ہمیں یاد آئیں گے

وہ کل یاد آئیں گے

ہم نے کیا یہاں جو بھی کیا

رو کے کبھی ہنس کے جیا

خوشیاں کبھی غم بھی لیا

روکے کبھی ہنس کے جیا

یہ پل ہمیں یاد آئیں گے

وہ کل یاد آئیں گے

آخر میں چلتا ٹریک ان سب کو ایموشنل کر گیا، یہ حسین یادیں جو وہ آج جمع کر رہے تھے یہی تو تھیں جو آگے زندگی میں ان کا سہارا بننے والی تھیں، خیر ہنستے مسکراتے، اداس ہوتے اخر یہ شام بھی گزر گئی تھی

@@@@@@@

عبید تمام انتظامات دیکھ کر سب کچھ سمیٹ کر باہر نکلا، باقی سب کو وہ زبردستی بھیج چکا تھا، کیونکہ رات بہت ہو چکی تھی، سب کاموں سے فارغ ہوتے وہ باہر نکل آیا، یونی سے گاڑی نکالتے اپنے فلیٹ کی سمت گاڑی بھگا لے گیا

راستے میں اچانک اس کے قدموں کا کچھ دور سڑک پر کسی وجود کو دیکھتے باہر نکلا، حیرت سے سامنے دیکھا تو چند پلوں بعد ہی حیرت پریشانی میں بدلی

عبید کے لبوں سے نکلی سرگوشی سنتے سامنے موجود جویرہ بھی متوجہ "جویرہ آپ؟" ہوئی

@@@@@@@@@

عبید جسے صرف شک تھا کے سامنے سڑک پر "جویرہ، یہاں کیا کر رہی ہیں آپ؟"
موجود لڑکی جویرہ ہے اسے دیکھنے کو باہر نکلا، مگر وہاں جویرہ کو ہی پا کر وہ اچھا خاصا
ٹھٹھکا تھا

جویرہ اسے کیسے بھول سکتی تھی وہ وہی تھا جس نے اسے ریگنگ سے بچا کر "آپ؟"
کلاس تک پہنچایا تھا

جی میں، مگر آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ پارٹی سے تو آپ دس بجے ہی نکل آئیں"
جویرہ جلدی گھر جانے کے لیے پارٹی ختم ہونے سے "تھیں تو اب تک یہاں کیسے؟
پہلے ہی آ گئی تھی، مگر عبید کو اتنا سہی سہی اس کے نکلنے کا ٹائم بتاتے دیکھ وہ حیران ہوئی
تھی

جویرہ نے مشکوک نظروں سے "آپ کو کیسے پتا ہم دس بجے پارٹی سے نکلے تھے" اسے گھورا، نقاب سے جھانکتی بروان آنکھوں کے گھورنے پر چند پل عبید جیسا بندہ بھی سٹپٹا گیا

اب "وہ جب آپ نکل رہی تھیں تب میری آپ پر نظر پڑی تھی، اسی لیے پتا ہے" وہ اسے کیا بتاتا کے اس کی ساری حسیں تو اسی کی سمت لگی تھیں

جی وہ جلدی گھر جانا تھا، مگر گاڑی خراب ہو گئی، ڈرائیور انکل مکینک لینے گئے تھے" اب تک واپس نہیں آئے، بابا بھی آؤٹ آف سٹی ہیں، ہمیں سمجھ نہیں آرہا کیا جویرہ کو نا جانے کیوں لگ رہا تھا جیسے اس دن کی طرح آج بھی وہ اسے اس "کریں مشکل سے نکال لے گا

عبید کو ڈرائیور کی لاپرواہی پر غصہ آیا "اوہ، چلیں آئیں میں آپ کو گھر چھوڑ دوں" تھا جو اسے اس سنسانے میں اتار کر چلا گیا

اسے اس طرح اس کے ساتھ جانے پر جھجھک سی محسوس ہوئی، مگر "مگر آپ؟؟" ارد گرد بڑھتا اندھیرہ اسے ڈرا رہا تھا

عبید شاید اس کی "مجھ پر بھروسہ رکھیں، آپ کو سہی سلامت گھر پہنچا دوں گا" جھجھک سمجھ رہا تھا

تب ہی ڈرائیور بھی مکینک لیے پہنچ گیا، سے دیکھتے عبید کو نئے سرے سے "میڈم" اس پر غصہ آیا

آپ کو پتا بھی ہے آپ نے کیا کیا ہے؟ ایک لڑکی کو اندھیرے میں انجان سڑک پر" عبید بنا سوچ سمجھے "چھوڑ کر چلے گئے آپ، اگر کوئی حادثہ ہو جاتا تو کیا کر لیتے آپ؟ ڈرائیور پر برس پڑا

جویرہ اس کا "دیکھیں انکل کی غلطی نہیں ہے، ہم نے ہی انہیں جانے کے لیے کہا تھا" غصہ دیکھتے جلدی سے بولی، اسے بھی شاید احساس ہو گیا تھا کے وہ اوور ریئیکٹ کر گیا ہے

سوری، میں شاید زیادہ بول گیا، میں ان کا کلاس فیلو ہوں انہیں گھر چھوڑ دوں گا۔" عبید اس ادھیڑ عمر ڈرائیور کو دیکھتے معذرت "آپ گاڑی ٹھیک کروا کر لے جایئے گا خواہ انداز میں بولا

جویرہ کے سر ہلانے پر ڈرائیور بھی مطمئن ہو گیا، کیونکہ گاڑی کب تک "چلیں" ٹھیک ہوتی کچھ کہا نہیں جاسکتا تھا، سو اس کا جانا ہی بہتر تھا

کئی لمحے بعد گاڑی کی فضا میں پھیلی خاموشی کو عبید کی آواز "کہاں رہتی ہیں آپ؟" نے توڑا، جس پر جویرہ اسے گھر کا اڈریس بتانے لگی

کیا آپ کے بھائی وغیرہ نہیں ہیں جو لینے آجاتے، یوں اتنی دیر اکیلے رہنا مناسب "
عبید کو اس معنی خیز خاموشی سے بہتر لایعنی گفتگو لگی "نہیں تھا

نہیں، ہم اپنے بابا کی اکلوتی بیٹی ہیں، اور قسمت سے بابا جان بھی اکلوتے ہی تھے اسی "
جویرہ دھیما سا مسکرا کر بولی، عبید کو اس کی آنکھوں سے ہی "لیے کوئی کزن بھی نہیں
اس مسکراہٹ کی خوبصورتی کا اندازہ ہوا تھا

عبید اس کی آواز میں الگ سی "ہمم، لگتا کافی محبت ہے آپ کو اپنے بابا جان سے؟"
عقیدت اور محبت محسوس کرتے بولا

اس کے لہجے "بلکل ہمارے بابا ہیں ہی قابلِ محبت، ہر کوئی ان سے محبت کرتا ہے" میں ایک الگ سامان در آیا تھا

عبید کو اس کا "آپ ہمیشہ خود کو ہم کہہ کر کیوں بات کرتی ہیں؟ خاصہ انوکھا لگتا ہے" خود کو ہم کہنا بہت پیارا لگتا تھا

ہم یہ بات کسی کو جلدی بتاتے تو نہیں ہیں، مگر آپ پوچھ رہے ہیں تو بتا دیتے ہیں، "ہے، ہم سادات گھرانے سے ہیں، لوگ شاہ کو لے کر ہمیشہ "جویرہ شاہ" ہمارا نام کنفیوز ہو جاتے ہیں کیونکہ سیدزادوں کے علاوہ اور بھی کچھ لوگ اسے استعمال کرتے ہیں، مگر ہم ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ نے سیدزادے ہونے کا درجہ دیا، مگر ہمارے بابا کہتے ہیں سیدزادہ پیدا ہونا نصیب ہے، مگر سیدزادہ ہونے کا جویرہ "حق ادا کرنا فرض ہے۔ ہمیں اپنے عمل سے خود کو اس مقام پر رکھنا ہوتا ہے

آہستہ آہستہ بتانے لگی، اس کے لہجے میں عبید کو کہیں بھی کوئی تکبر یا غرور محسوس
نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ تو نہایت عاجزی سے اعتراف کر رہی تھی

ماشاءاللہ آپ کے بابا کی سوچ بہت اچھی ہے۔ اللہ پاک بہت کم لوگوں کو یہ رتبہ "
عبید کو ساتھ بیٹھی چھوٹی سی لڑکی سے عجیب سی "دیتا ہے جو اس کا حق ادا کرتے ہیں
عقیدت محسوس ہوئی تھی

آپ کو عجیب نہیں لگا؟ آپ ہمیں اتنی عزت دے رہے ہیں، جبکہ کچھ لوگ تو اس"
جویرہ اس کی عقیدت محسوس کرتے بولی "بات کو مانتے ہی نہیں

مجھے کیوں عجیب لگے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کی نسل کو" سید زادے کہا جاتا ہے، اور ان سے محبت کا حکم تو اللہ اور اس کے نبی نے بھی دیا ہے۔ جس طرح باقی نسلِ انسانی چل رہی ہے اسی طرح سید زادے بھی ہر دور اور ہر وقت عبید نے اپنا موقف اس کے سامنے "میں موجود ہیں، جن کی عزت ہم پر فرض ہے رکھا

وہ شرارتی سا "اچھا لگا سن کر۔ ایسی سوچ اگر ہر کوئی رکھ لے تو کیا ہی بات ہے" مسکراتی بولی تو عبید بھی مسکرا دیا۔ تب ہی گاڑی بڑی سی خوبصورت حویلی کے سامنے رکی

جویرہ گاڑی سے اترتی مروتاً بولی، جس پر وہ سر "تھینک یو ہماری مدد کرنے کے لیے" ہلاتا گاڑی آگے بھاگا لے گیا، جویرہ کی نظروں نے دور تک اس کی گاڑی کا تعاقب کیا

@@@@@@@

منزہ کب سے "چل ناں یار کچھ دیر شغل لگا کر آتے ہیں، موسم دیکھ کتنا قاتلانہ ہے" عیشال اور مشعل کو منا رہی تھی مگر وہ دونوں تو جیسے وہاں تھیں ہی نہیں، ایک موبائل میں گم تھی تو دوسری ناول میں

"منزہ بی بی جانتے ہیں ہم آپ کے شغل کو، ٹھرکی لڑکوں کی پوِنڈی کرنی ہے تم نے" عیشال موبائل سے نظریں ہٹا کر منزہ کو گھور کر بولی

وٹ ڈو یو مین بائے پونڈی؟ ہاں بھئی یونی میں کبھی کبھی ہی تو دیکھنے لائق مخلوق نکلتی" ہے، خاص کر اس موسم میں، اب بندہ اللہ کی بنائی گئی خوبصورتی کو ناں دیکھ کر ناشکری منزہ آسمان پر چھائے بادلوں کو دیکھ کر شرارت سے بولی "کیوں کرے

توبہ توبہ، کیا زمانہ آگیا ہے، ایک وہ وقت تھا جب لڑکے لڑکیوں کو چھیڑتے تھے، مگر" منیب جو ان کی جانب آرہا "اب، اب تو لڑکیوں نے لڑکوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے تھا منزہ کی بات سنتے کانوں کو ہاتھ لگاتے بولا

ہاں تو؟ قدرت کے شاہکار کو سراہنا کیا صرف تم لڑکوں کا حق ہے؟ نہیں، ساڈا کتا" منزہ منہ بسور کر بولی تو منیب اور عیشال بے ساختہ قہقہ لگا گئے "کتا، تاڈا کتا ٹومی؟

منیب اس کے "ہائے زی بھائی، قسمے بڑے سوہنے لگتے ہو پنجابی بولتے ہوئے" صدقے واری جاتے بولا

منزہ ناک سے گویا مکھی اڑاتے بولی، بامشکل عیشال "پنجابی کو چھوڑو چلو چلتے ہیں ناں" اور مشعل کا ہاتھ کھینچتے اپنے برابر کھڑا کیا

عیشی، مشی اللہ تم دونوں کی مدد فرمائے اور زی بھائی کے شر سے محفوظ رکھے، میں" منیب نے ہنستے ہوئے منزہ کو "زرا اپنے جگر کا پتا کرلوں کس کونے میں چھپا بیٹھا ہے چھیڑا اس کا ہاتھ جوتے کی طرف جاتا دیکھ وہاں سے بھاگا

منزہ اچانک ایک طرف اشارہ "یار وہ دیکھ، وہ وائٹ شرٹ اور نیوی بلو جینز میں" کرتے بولی

استغفار اتنے لمبے بال تو میرے نہیں ہیں جتنے اس نے رکھ چھوڑے ہیں، اور وی بھی" عیشال اس لڑکے کے گھنے اور سلکی کندھوں تک آتے بال دیکھ کر "اتنے گھنے صدمے سے اپنے بال تھام گئی

مشعل عیشال کا "یار سب چھوڑ لگے ہاتھ اس سے پوچھ شیمپو کونسا استعمال کرتا ہے؟" دکھ دیکھتے سنجیدگی سے بولی

عیشال اس کی بات نظر انداز کرتے دوسری سمت "اوئے وہ ادھر دیکھو، ادھر " دیکھتے چیخی

مشعل اس کا اٹھا ہوا ہاتھ نیچے کرتی بولی جو "آہستہ بول، کیوں پیچھے لگوانا ہے اسے" جوش سے زیادہ ہی اونچی بول گئی تھی

وہ لڑکا جواب چلتا ہوا ان کے قریب "اونہوں بس دود سے ہی دیکھنے کے قابل تھا" سے گزرا تو منزہ منہ بناتے بولی، وہ تینوں چلتی جا رہی تھیں اور ہر لڑکے پر ایسے فقرے کس رہیں تھیں، مگر ان کے دیکھنے پر انجان بن جاتیں

یہ تھی ان کی پونڈی یا عیشال کے مطابق ٹھرکپن وہ تینوں ہی اپنی حدود اچھے سے جانتیں تھیں مگر کبھی کبھار ان کے اندر کا ٹھرک کا کیڑا جاگ جاتا تھا جس سے صرف وہ تینوں ہی واقف تھیں

@@@@@@@@

منیب ہادی کو لائبریری کے "ابے او مجنوں کی اولاد، کیوں دیوداس بن کر بیٹھا ہے" باہر ایک کونے میں چھپ کر بیٹھا دیکھ اس کی سمت آیا

"ابے ڈھکن، مجنوں ہو گا تو، اور دیوداس بنتی ہے میری جوتی، کبھی عشق معشوقی سے" ہادی گندا سا منہ بناتا بولا منیب نے غلط وقت پر انٹری دی تھی "نکل بھی آیا کر

منیب اس عزت افزائی پر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا، مگر "تو پھر تو یہاں کیا کر رہا ہے" پھر اس کا پُراسرار سا چہرہ دیکھ کر بولا

اب منیب سمجھا تھا، ہادی دو دن سے خاموش تھا اور "شکار کی تلاش میں ہوں جانی" اس سے زیادہ خاموشی اس کے بس سے باہر تھی

تب ہی ایک لڑکا لائبریری کی طرف آیا، پڑھاکو سا وہ لڑکا چلتا ہوا ابھی کتاب پر جھکا ہوا تھا، اسے دیکھ کر ہادی کی آنکھیں چمکیں تھیں، ہادی نے جیب میں ہاتھ ڈالا، چھوٹی سی وہ چیز نکالتے اس کے اوپر گلو ڈال دی۔ اور اسے لائبریری کے دروازے سے تھوڑا سا اندر پھنکا

اس لڑکے نے لائبریری میں قدم رکھا ہی تھا جب پوری "پاں ں ں ں ں"

لائبریری میں بھونپو بجنے کی آواز گونجی، لائبریری میں بیٹھی ساری عوام نے خشمگین نظروں سے اس لڑکے کو گھورا جو خود حیران پریشان تھا

اس نے جلدی سے قدم بڑھائے مگر ایک بار پھر وہی آواز "پیپیاں ں ں ں"

گونجی لائبریری میں اب دبے دبے قہقہے گونجنے لگے تھے، لائبریرین تو اب خونی نگاہوں سے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا

"آپ کے ماموں کی بارات جانی ہے کیا جو یہاں آ کر اپنا بھونپو بجا رہے ہیں؟ یہ لائبریری ہے، سو گیٹ آؤٹ فرام ہیر"

لائبریرین کی سخت آواز پر اس لڑکے نے واپسی کے لیے قدم بڑھائے

اس کی بار گونجی آواز پر لائبریری میں چھت پھاڑ قہقے گونجے، وہ لڑکا تو ایک "پاں" ہی جست میں وہاں سے بھاگا تھا، اسے اتنی سپیڈ سے غائب ہوتا دیکھ کر منیب اور ہادی کو بھی ہنسی کے دورے پڑے تھے

منیب ہنستا ہوا بولا "ہاہاہاہاہایار مجھے تو بتا دیتا پہلے، میں بھی کچھ پلین کر لیتا"

ہاں تجھے تو تب بتاتا ناں جب تجھے اپنی عیشال کو دیکھنے سے فرصت ملتی، مگر نہیں، تو تو" ہادی نے آئی برو اچکاتے اس شیشہ دکھایا تھا "یونی آتا ہی صرف عیشال کو تاڑنے ہے

کچھ دنوں تک انہیں موسم "اچھاناں یار چھوڑ، یہ بتاان چھٹیوں میں کیا پلین ہے؟" گرما کی چھٹیاں ہونا تھیں جن کے لیے وہ اس بار بھی کچھ الگ تیاری کر رہے تھے

"یار اس بار دل کر رہا تھا کسی قدرتی ماحول میں دن گزارے جائیں، مگر سمجھ نہیں آ رہا" لبوں پر کمینی سی مسکان لیے بولا "کہاں

"تو یار گاؤں چلتے ہیں ناں، تین سال ہو گئے ہیں تم لوگوں کو گئے، ہانیہ بھی عیشال" اور یہی تو وہ چاہتا تھا، تین سال سے دل کو سمجھا رہا تھا مگر "لوگوں کو مس کرتی ہے اب بس اس دشمنِ جان کو دیکھنا تھا۔

ہانیہ کا نام سن کر ہی ہادی کی "ہا۔۔۔ہاں باقی سب سے پوچھ لے جیسے سب بولیں" دھڑکنیں رقص کرنے لگیں تھیں، مگر کہیں یہ دھڑکنیں منیب ناں سن لے تب ہی جلدی سے بولا

ہادی اپنے چہرے پر آتی خوشی اور مسکان "مجھے کچھ کام ہے، میں آتا ہوں تو چل" روک نہیں پا رہا تھا تب ہی وہاں سے بہانا بناتے بھاگا

@@@@@@@@@

منیب نے ان سب سے بات کرلی تھی اور کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں تھا، منیب کا گاؤں تو ویسے بھی بہت حسین اور پُر سکون تھا۔ وہ سب لوگ گارڈن میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے اچانک صائم کی نظر ایک سمت اٹھی

منیب جویرہ کو دیکھا اونچی آواز میں بولا جس پر وہ بے ساختہ رکی تھی، "جویرہ سس" عبید نے منیب کی حرکت پر دانت پیسے یہ ذلیل کروائے گا اسے

جویرہ نے دیکھا وہ وہی تھا جو اس دن عبید کے ساتھ تھا، اور اسے کلاس تک چھوڑا تھا "جی"

منیب اسے دیکھتے تمیز سے بولا "کیسی ہیں آپ؟ پہچانا؟"

جویرہ کی آواز کچھ حد تک سپاٹ تھی، جیسے کوئی "جی الحمدللہ، جی جی پہچان لیا ہے" تاثر ناں دینا چاہتی ہو، ہو ہمیشہ ہر کسی سے ایسے ہی بات کرتی تھی

منیب ان سب کی سمت اشارہ کرتے "آئیں ناں آپ کو اپنے گروپ سے ملواتا ہوں" ہوئے بولا تو وہ مروتاً آگے بڑھ آئی

صائم جلدی سے بولا، اسے منیب "ابے رک میں تعارف کرواتا ہوں جویرہ بہن کا" ساری کہانی مزے لے لے کر سنا چکا تھا تب ہی وہ عبید کی ٹانگ کھینچنا چاہ رہا تھا

"مسٹر سمجھدار "جویرہ یہ ہیں عبید آپ جانتی ہیں انہیں، مگر ہمارے گروپ میں یہ " مسٹر "مشہور ہیں، ہمیں ہر پھڈے سے نکالنا ان کی ذمہ داری ہے، یہ ہیں بلال خان، اپنے گروپ کے علاوہ کسی سے بھی بات کرتا اپنی شان کے خلاف سمجھتے "ایٹیٹیوڈ مگر صرف ناولز کے معاملے میں۔ یہ مشعل "مس کتابی کیڑا" ہیں۔ یہ ہیں عیشال جو مابدولت کی فیوچر زوجہ محترمہ بھی ہیں، اور یہ تینوں ہیں ہادی، منیب "مس حسینہ" اور منزہ یعنی ایم ایم ایچ دی تھری ڈیولز۔ یونی میں ہونے والا ہر پھڈا انہیں کا کیا ہوا صائم نے تفصیلاً سب کا تعارف دیا "یعنی "صائم میر زیدی" ہوتا ہے۔ اور میں ہوں تھا جس پر جویرہ دل سے مسکرا دی

بھی "نشئی میر" بھی کہہ سکتی ہیں، یا پھر "شوخا زیدی" یا آپ "مسٹر خوش فہم" اب کی بار مشعل نے اس کا تعارف پورا کیا تھا "کیونکہ ان کو چائے کا نشہ ہے

صائم منہ بسورتے اس کی سمت دیکھتا بولا "یار مشی اب تم ایسا کرو گی میرے ساتھ"

منزہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے بولی، تو باقی سب بھی ہنس دیے، کیونکہ صائم کا "بلکل" منہ اس وقت لال بھبھوکا ہو چکا تھا

خیر گائز یہ ہیں جویرہ شاہ، ہماری جونئیر ہیں، اور میری بہن بھی ہیں آج سے، بلکل ہم" صائم لحاظ بھلائے عبید کو دیکھتا ہوا بولا "سب کی بہن ہیں سوائے۔۔۔

عبید جلدی سے اس کے پاس آتا اس کا ہاتھ "صائم چلو ہمیں کسی کا سے جانا تھا ناں" کھینچ کر لے گیا۔ پیچھے موجود عوام بہت کچھ سمجھ چکی تھی، بھئی دوستی یوں ہی تو نہیں

تھی ان کی، جبکہ عیشال اور مشعل تو اب جویرہ کو گھیر چکی تھیں، اور دوسری سمت صائم صاحب عبید کے آگے لگ چکے تھے

---@@@@@@@

دوست کا پیار کسی دعا سے کم نہیں ہوتا
وہ چاہے دور بھی ہو غم نہیں ہوتا
پیار میں اکثر دوستی کم ہو جاتی ہے

مگر دوستی میں پیار کبھی کم نہیں ہوتا

ہائے مار ڈالا ظالمو، کبھی تو مجھ مسکین پر ترس کھا لیا کرو، میری نازک کمر توڑ دی تم سب نے، میرے بچے کل کو باپ کی ٹوٹی کمر دیکھ کر کیسے برداشت کریں گے ؟ ہادی کی دہائیوں پر وہ سب کان لپیٹے اپنے اپنے کام میں مصروف تھے جیسے وہ "کیسے ؟ دیواروں کو سنا رہا ہو

آج وہ سب صفائی مشن پر جتے ہوئے تھے، ہوسٹل کا یہ کمرہ ان پانچوں کی ملکیت تھا۔ کہنے کو عبید، ہادی اور صائم لاہور کے ہی رہائشی تھے مگر ان کے مطابق جو مزہ دوستوں کے ساتھ ہوسٹل روم شئیر کرنے کا ہے وہ گھر جانے میں کہاں

ہادی نے اس ہال نما کمرے میں جھاڑو لگا کر پونچھا لگایا تھا، کیونکہ ہر بار صفائی کے وقت وہ بھاگ جاتا تھا مگر اس دفعہ ان سب نے اسے اچھا گھیرا تھا، جس پر وہ منہ بسورے کام کرنے لگا مگر ساتھ ساتھ کوسنے بھی عروج پر تھے

"ابے کمینو میں تم سب سے بات کر رہا ہوں۔ عجیب بے ہودگی ہے، ایک تو صبح سے مجھے ماسی شکیلہ بنا رکھا ہے اس پر میری باتوں کو بھی نظر انداز کر رہے ہیں" ہادی ان سب کو رسپونس ناں دیتا دیکھ دہاڑا

"یار ہادی کیوں ڈرامے کر رہا ہے، چپ چاپ کام کر، دو دن میں ویسے بھی چھٹیاں ہو جانی ہیں، پھر آرام کرتا رہیں، ابھی دماغ کی دہی مت کر" بلال اس کے شور سے تنگ آکر ہاتھ جوڑتے بولا

منیب نے "اسے اگنور کر خان، اسے عادت ہے عورتوں کی طرح نخرے کرنے کی" کتابوں سے سر اٹھاتے لقمہ دیا جس پر ہادی تڑپ کر رہ گیا

عورت؟ تو نے مجھے عورت کہا، تو خود ہو گا عورت، وہ بھی منحوس عورت اور تجھ پر تو گانا بھی بنا ہے، سنا نہیں کیا تو نے

منی بدنام ہوئی

سیریس انداز میں کہتے کہتے آخر تک وہ اونچی آواز میں گنگنایا "ڈارلنگ تیرے لیے جس پر باقی سب کے قہقہے بھی بے ساختہ تھے

منیب چیخا مگر سامنے پرواہ کسے تھی "ہادییییییی"

یار فالتو بکواس بند کرو، اور کوئی چائے ہی پلا دو، قسم سے اب تو تھکن سے برا حال "
صائم صاحب کو کسی موقع پر اپنی محبوبہ یاد ناں آئے ایسا کیسے ہو سکتا تھا " ہے

لو اور سنو، ابے او چائے کو چرس سمجھنے والے چرسی، تو مجھے ایک بات بتا؟ تجھے مشعل "
ہادی صائم کو بے عزت کرتے بولا جس پر صائم " سے زیادہ محبت ہے یا چائے سے
بیچارہ کئی لمحے سوچ کر رہ گیا

ہمممم، مشعل سے بہت محبت ہے مجھے، بہت زیادہ، مگر چائے چائے ہی ہے، مشعل کا "
صائم شرارت سے آنکھ مارتا بولا "چائے سے کیا مقابلہ

ہادی ہاتھ سے موبائل سامنے کرتے سپیکر پر ڈالتا بولا "سن لیا مشی، صائم کا فرمان"

کبھی کبھی دل چاہتا ہے اس بندے کو بولوں، چلو بھر چائے میں ڈوب کر مر جاؤ، مگر" "اس پر بھی اس نے کہنا چائے کا دریا ہو تو سوچا جا سکتا ہے چلو بھر چائے کا کیا فائدہ مشعل سڑ کر بولی تو صائم اپنی عزت افزائی پر منہ کھول گیا جبکہ ان سب کے قہقے ایک بار پھر ہوسٹل روم میں گونجے

صائم جانتا تھا اب مشعل کو منانے کے لیے اسے اچھی خاصی محنت کرنی "مشی" پڑے گی

مشعل نے کہتے کھٹاک سے فون "بھاڑ میں گئی مشی، چائے سے شادی کرلو جا کر" بند کر دیا

عبید "اس جیسے ذلیل دوستوں کے ہوتے ہوئے منہ کو سوچ سمجھ کر کھولنا چاہیے" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مصنوعی سنجیدگی سے بولا

"یار ویسے چائے کے دریا میں ڈوب کے مرنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے، کتنا اچانک صائم شرارت سے بولتا ان سب کو ہنسا گیا "مزہ آئے گا ناں

@@@@@@@@@

کل سے ہادی ان سب سے بدلہ لینے کی تاک میں تھا، بھئی انہوں نے میر ہادی سے صفائی کروائی تھی اور یہ کوئی چھوٹا گناہ نہیں تھا۔ مگر فلحال کوئی موقع اس کے ہاتھ نہیں آرہا تھا

وہ اور منیب دونوں یونی گراونڈ میں بیٹھے تھے، جب ایک طرف دیکھتے ہادی کی آنکھیں چمکیں، تب ہی وہ پُر جوش سا منیب کی سمت مڑا

منی، یار عیشال آرہی ہے۔ اس کا موڈ بہت اچھا ہے آج، کوشش کرکے اپنی فیلینگز" ہادی عیشال کو غصے سے لال ہوتا چہرہ دیکھ سمجھ گیا تھا وہ "بتا دے اسے، یہی موقع ہے آج تپی ہوئی ہے، تب ہی منیب کی چھتر پلیٹ کروانے کا ارادہ باندھا

منیب تو اس بے موقع بات پر سٹپٹا گیا۔ "مگر ہادی، اس طرح اچانک"

ہمت کر ڈرپوک انسان، تو نے تو لڑکیوں کو بھی مات دے دی، آج کل کی لڑکیاں" ہادی مصنوعی سنجیدگی سے " بھی راہ چلتے لڑکوں کو پرپوز کر دیتی ہیں، اور ایک تو ہے اسے غیرت دلاتے بولا

منیب خود کو قابو کرتا غصے سے بولا اب بات غیرت "میں ڈرپوک نہیں ہوں سمجھا" کی جو تھی

شاباش میرا شیر، یہ ہوئی ناں بات، چل اب ثابت کر کے تو ڈرپوک نہیں ہے، آ گئی" ہادی عیشال کو پاس آتا دیکھ وہاں سے کچھ دور ہٹ گیا "ہے وہ شروع ہو جا

عیشال منیب کو دیکھتے بولی "السلام علیکم، یہ ہادی کہاں جارہا ہے؟"

منیب کا دل ہول "وعلیکم السلام، کہیں نہیں تمہیں تو پتا ہے اسے سکون ہے ہی نہیں" رہا تھا مگر بظاہر لاپرواہی سے بولا

"ہممم"

خشک گلے کو تر کرتے منیب گلا کھنکھارتے بولا "اچھا عیشی، وہ مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا"

عیشال حیرت سے اسے دیکھے گئی۔ جو عجیب سی حرکتیں کر رہا تھا "ہاں بولو ناں"

تم جانتی ہو میرے لیے اس دنیا کی ساری خوبصورتی صرف ایک چہرے پر سمٹی ہوئی" ہے۔ وہ ایک چہرہ جسے دیکھ کر میں جینے لگتا ہوں، جسے دیکھ کر میری دھڑکنیں بغیر سُر کے رقص کرنے لگتی ہیں۔ اور اس چہرے پر سجی دو حسین آنکھیں جن کی چمک کے وہ جو ڈرا ہوا تھا اب ایک وجد کی "آگے ہزاروں ستاروں کی چمک بھی ماند پڑ سکتی ہے کیفیت میں اسے دیکھتے بول لگا

اگر کبھی اس حسین چہرے کو دیکھنے کی خواہش ہو تو آئینہ دیکھ لینا۔ ہاں مگر زیادہ دیر" منیب دھیمی سی "تک ناں دیکھنا ورنہ کہیں تمہیں تمہاری ہی نظر ناں لگ جائے مسکان کے سنگ بولتا عیشال کو صدمے میں ڈال چکا تھا

کیاااا، تم پاگل ہو گیا؟ تم نے ایسا سوچا بھی کیسے، میں نے تمہیں دوست سمجھا اور تم "
کیا نکلے، وہی دو نمبر رانجھے جو زرا سا کوئی لڑکی مسکرا کر بات کر لے تو اسے ہیر سمجھنے
عیشال نے منیب کو اچھی خاصی سنا ڈالیں، مطلب کیا سمجھ کر اس نے یہ سب " لگتے ہو
کیا تھا

منیب نے حلق تر کرتے بولنا چاہا، جانتا تھا وہ "عیشی یار، میری بات تو سنو، میں۔۔۔ "
ایسا ہی کرے گی مگر عیشال تو ایک لفظ سننے کو تیار نہیں تھی

کیا سنوں ہاں؟ تم نے سننے لائق کچھ چھوڑا ہے، میں کتنا بھروسہ کرتی تھی تم پر مگر تم "
غصے سے بولتے بولتے آخر تک اس کا گلا رندھ گیا " نے میرا بھروسہ توڑ دیا منیب

یار عیشی میں تو مزاق کر رہا تھا، کل رات فلم دیکھی تھی اس میں یہ ڈائیلاگ تھے" منیب اسے روتا دیکھ "سوچا بول کر دیکھوں کیسی فیلینگز آتی ہیں، تم تو سریس ہی ہو گئ تڑپ اٹھا تب ہی اپنے جذبات کو ناٹک کا نام دے گیا

عیشال اپنا رونا بھولے اسے دیکھنے لگی جس پر وہ جلدی "کیا؟ تم سچ کہہ رہے ہو ناں؟" سے اثبات میں سر ہلا گیا

ہاں یار اور نہیں تو کیا؟ تمہیں لگتا ہے مجھے تم جیسی روتو لڑکی سے محبت ہو گی، مجھے تو" بہادر لڑکیاں اچھی لگتی ہیں، تمہاری طرح بات بات پر ایں ایں کرنے والی بکریاں منیب اسے ہنسانے کو مزاق میں بولا "نہیں

جبکہ عیشال جسے یہ جان کر خوشی ہونی چاہیے تھی نا جانے کیوں ہلکی سی تکلیف ہوئی تھی دل کے کسی کونے میں، وہ خود اپنی کیفیت پر حیران رہ گئی، کچھ دیر پہلے کا اس کا اظہار حیران کن اور برا لگا تھا مگر اب اس کا انکار کرنا زیادہ تکلیف دہ کیوں تھا

وہ چپ چاپ وہاں سے چلی گئی۔ جبکہ منیب نے سکھ کا سانس لیا۔ ہادی درخت کے پیچھے سے نکل کر اس کی سمت بڑھا

"بے غیرت تیری وجہ سے آج پوری یونی کے سامنے مجھے جوتے پڑ جانے تھے" منیب اس کی مسکراہٹ دیکھتے جل کر بولا

ہادی ہنستا ہوا "کاش یار، ایسا ہو جاتا قسم سے مزہ آ جاتا، فری میں فلم دیکھنے کو مل جاتی" بولا۔ پلین تو اس کا یہی تھا مگر منیب کی قسمت اچھی تھی

منیب اس پر لعنت بھیجتا وہاں سے نکل گیا "بھاڑ میں جا گھٹیا انسان"

ان دونوں کی لو سٹوری کا تو کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ ورنہ یہ مجنو کی اولاد ساری عمر خود" ہادی ان دونوں کو دور جاتا دیکھ خود کلامی " بھی کنوارا مرے گا اور مجھے بھی لٹکائے گا کے انداز میں بولا

@@@@@@@@

عبید لائبریری کی طرف آیا تھا۔ چھٹیوں کے بعد ان کا ڈیبیٹ کمپیٹیشن تھا جس میں حسبِ معمول عبید کا ہونا لازمی تھا۔ اس کے بولنا کا انداز بہت اچھوتا اور پُر اثر ہوتا تھا کے سامنے والا نا چاہتے ہوئے بھی قائل ہو جاتا تھا۔ اسی کی تیاری کے لیے اس نے کتاب اشو کروائی تھی وہ اندر داخل ہوا ہی تھا جب سامنے نظر پڑی

عبید نے جویرہ کو لائبریری "کیا بات ہے جویریہ؟ آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں؟" میں پریشان سا بیٹھا دیکھا تو بے ساختہ اس کی جانب بڑھا، اس کی آنکھوں سے اس کی پریشانی صاف جھلک رہی تھی

جویرہ اسے وہاں دیکھ حیران رہ گئی، جب جب وہ کسی مشکل میں ہوتی تب "آپ؟" تب وہ اچانک وہاں پہنچ جاتا

"ہاں وہ میں بک واپس کرنے آیا تھا، آپ کو پریشان دیکھا تو چلا آیا، بتائیں کیا ہوا؟"

وہ آہستہ آواز میں بولتا اس کے سامنے بیٹھ گیا

"وہ یہ پرابلم سمجھ نہیں آرہی، کئی بار حل کر چکی ہوں مگر یہ ہو کے نہیں دے رہی"

جویرہ سوال پر انگلی رکھے بولی تو عبید نے ریجسٹر اپنے سامنے رکھا

اتنی سی بات، لائیں میں بتا دیتا ہوں، باقی سب ٹھیک ہے بس یہ مائنس کی سمبل"

عبید بولتا ہوا سنجیدگی سے پینسل چلانے لگا، اور "مسئلہ کر رہی ہے، اسے یوں نہیں کرنا

اگلے پانچ منٹ میں وہ جویرہ کو آرام سے سارا سوال سمجھا چکا تھا

تھینک یو سوچ، آپ ہر دفعہ آکر میری مشکل حل کر دیتے ہیں، آخر کیسے آپ کو علم" جویرہ دل کی بات کو لبوں پر آنے سے روک "ہو جاتا ہے کے میں مشکل میں ہوں نہیں سکی، عبید اس کی بات پر مسکرا دیا

عبید شرارت سے لب دبائے بولا تو جویرہ "کیونکہ میں آپ کا گارڈئین اینجل ہوں" اس کی شرارت سمجھتے مسکرا دی، مگر کہیں ناں کہیں اسے یہ بات سچ ہی محسوس ہوئی تھی

کچھ "یار عابی تو یہاں ہے، منیب پوچھ رہا ہے فائنل کر لیا ناں تو نے گاؤں کے لیے" ہی دیر میں بلال بھی وہیں آگیا

بلال اسے دیکھتے شفقت سے بولا جس پر وہ سر ہلا "اوہ جویرہ گڑیا کیسی ہیں آپ؟" گئی۔ ان سب کی نظروں میں اسے ہمیشہ اپنے لیے عزت ہی دکھی تھی

عبید بک رکھنے کے لیے اٹھا "منیب کو بول ڈن ہے پلین، ہم سب چل رہے ہیں"

ویسے جویرہ گڑیا، اگر آپ چاہو تو ہمارے ساتھ گاؤں چل سکتی ہیں، عیشال، مشعل" اور منزہ بھی چل رہی ہیں، اور وہاں منیب کی بہن بھی ہو گی آپ یقیناً اچھا محسوس بلال اسے بھی اٹھتا دیکھ کر بولا۔ وہ سب کہیں ناں کہیں عبید کی فیلنگز سمجھ "کریں گی چکے تھے

جویرہ حیران نظروں سے اسے تکنے لگی۔ ویسے تو "ہم، مگر ہم کیسے چل سکتے ہیں؟" شاہ بی بی اور اس کے بابا نے کبھی اسے نہیں روکا تھا۔ انہیں اپنی بیٹی پر پورا اعتماد تھا۔ مگر وہ خود ہی زیادہ کہیں نہیں جاتی تھی

بلال رک کر اسے دیکھنے لگا "جی آپ، کیوں کیا ہوا؟"

جویرہ جھجک کر بولی۔ اس کی عیشال اور "نہیں، ہم کبھی ایسے کہیں گئے ہی نہیں۔" مشعل سے اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی مگر پھر بھی یوں اچانک جانا

آپ فکر مت کریں۔ آپ ہماری بہن ہیں۔ اور جہاں ہم جا رہے ہیں وہ بھی بہت " عزت دار لوگ ہیں۔ آپ کے پردے کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ آپ گھر میں بلال سمجھ رہا تھا اس کا مسئلہ تب ہی تسلی دلائی "بات کر لیں پھر بتا دیجیے گا

جویرہ محض سر ہلا گئی۔ اب بھلا وہ کیا کہہ سکتی تھی۔ ابھی فلحال تو ایسا کوئی " ہمممم " ارادہ نہیں تھا اس کا

بلال اور عبید دونوں کہتے وہاں سے نکل گئے۔ جویرہ بھی "او کے تو پھر ہم چلتے ہیں " بکس لے کر اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئی

@@@@@@@@

ہادی "زی بھائی، زی بھائی، یار کن خیالوں میں گم ہیں آپ؟ کب سے بلا رہا ہوں" صائم سے ملنے زیدی ولا آیا تھا۔ صائم اس سے بات کر کے روم میں گیا۔ جبکہ ہادی لان کی طرف آ گیا۔ جہاں منزہ کرسی پر بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔ وہ اسے دیکھتا اس طرف آیا

منزہ اس کی آواز پر ہوش میں آئی "ہاں، کہیں نہیں، یہیں ہوں"

"تم کب آئے؟ اور تمہیں سکون نہیں ہے ہر وقت آوارہ گردیاں کرتے رہتے ہو" منزہ اسے رات کے وقت وہاں دیکھ کر بے عزت کرتے بولی

یار زی بھائی، یہی تو زندگی ہے۔ جتنا جینا ہے اب ہی جی لیتے ہیں، بعد میں تو بیوی کے " ہادی شرارت سے بولا تو منزہ نفی میں سر ہلاتے مسکرا دی "جوتے ہی کھانے ہیں

منزہ اس کے کندھے پر چپت لگاتے بولی "تم نہیں سدھر سکتے "

ہادی دوبارہ بولا۔ جس پر منزہ کی "اب یہ بتائیں پریشان کیوں ہیں، کیا ہوا ہے؟" مسکراہٹ سمٹی

منزہ کے چہرے کی افسردگی دیکھتے ہادی کے دل کو کچھ ہوا "کیا کرو گے جان کر؟"

ہادی اتنی آسانی سے اس کی جان "وہ بعد کا مسئلہ ہے، پہلے بتائیں کیا ہوا ہے؟" تھوڑی چھوڑنے والا تھا

منزہ کو بھی شاید کوئی چاہیے تھا جس کے سامنے وہ دل کا بوجھ ہلکا کر "ہادی وہ۔۔۔" پاتی۔ اور دوست سے بہتر ہمراز کون ہو سکتا ہے

@@@@@@@@

منزہ اداس سی ہوتی دوبارہ کرسی "ہادی مجھے لگتا ہے بلال کسی اور سے محبت کرتا ہے" پر ڈھے گئی۔ ہادی بھی اچانک سے سنجیدہ ہوا، منزہ کے جذبات سے ناواقف تو نہیں تھا وہ

ہادی جانتا تھا وہ جنون کی "تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو؟ کیا اس نے تم سے کچھ کہا ہے؟" حد تک پاگل ہے بلال کے لیے۔ بلال کو تو کیا وہ اس کے خیال کو بھی کسی سے بانٹ نہیں سکتی تھی۔

نہیں، اس نے بولا تو نہیں ہے مگر میری چھٹی حس بار بار کچھ غلط ہونے کا اشارہ کر رہی ہے۔ تم سب کو میرے جذبات کا علم ہے تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کے بلال اتنا وہ پاگل جھلی سی لڑکی جس کا کام صرف مسکرانا اور شرارتیں کرنا تھا اِس "انجان ہو؟ عشق کے روگ نے اندر سے اسے بھی کھوکھلا کرنا شروع کر دیا تھا

تم زیادہ سوچ رہی ہو زی، اور کچھ نہیں۔ اگر بلال کی زندگی میں کوئی لڑکی ہوتی تو ہم " میں سے کسی ناں کسی کو تو علم ہوتا۔ اور رہی بات تمہاری تو ہماری پیاری سی زی کو بلال

ہادی اس کے سامنے بیٹھتا اسے "خان اگنور کر ہی نہیں سکتا۔ ہونا تو اسے تمہارا ہی ہے
سمجھانے لگا

تم سچ کہہ رہے ہوناں ہادی؟ صائم بھی کہتا ہے مگر نا جانے کیوں میں بہت زیادہ"
منزہ کا چہرہ پریشانی کے ساتھ ساتھ کہیں ناں کہیں پُر امید بھی تھا "خوفزدہ ہوں

ڈرنا چھوڑ دو زی۔ ہمارے زی بھائی پر ڈر سوٹ نہیں کرتا۔ اور ویسے بھی ہمارے"
ہادی اس کے سر پر "ہوتے ہوئے تمہیں پریشان ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے
چت لگاتے مسکرایا تو وہ بھی مسکرا دی

ہادی سنجیدگی چھوڑتے اپنے موڈ "خیر چھوڑو یہ بتاؤ میرے ساتھ ڈیٹ پہ چلو گی؟" میں واپس آتے بولا

منزہ ہادی کی رگ رگ سے واقف تھی تب ہی "ٹھیک ہے مگر بل تم پے کرو گے" اس کی کمزوری پر وار کیا تھا

ہی ہی ہی، اگر مجھے بل ہی پے کرنا ہوتا تو مجھے کیا ریسٹورنٹ کا راستہ نہیں آتا؟ تمہیں" ہادی دانت دکھاتے بولا "ساتھ کس لیے لے کر جا رہا ہوں

منزہ نے اسے تھوڑی سی، ہلکی سی "شرم و حیا نامی بلا سے کبھی پالا پڑا ہے تمہارا؟" شرم دلانی چاہی جو کے ناممکن تھا

نہیں، شرم سے تو کبھی نہیں ملا، ہاں پچھلے دنوں حیا سے دوستی رہی ہے میری، مگر وہ" بھی میرے علاوہ بھی دو لڑکوں سے رابطے میں تھی تو میں نے اس سے بریک اپ ہادی دی گریٹ کو ہرانا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا "کر لیا

تم رکو زرا، بتاتی ہوں میں منیب کو، جو تھوڑا بہت چانس دینا تھا اس نے تمہیں اپنی" اور یہ لگا منزہ کا فقرہ ہادی کے دل پر "بہن دینے کا اس سے بھی جاؤ گے تم

روہانسی سی "زی بھائی۔۔۔یار میں نے اس لیے تو آپ کو اپنا ہمراز نہیں بنایا تھا" شکل بناتا وہ منزہ کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔ مگر وہ بھی میسنی بنتی اپنی مسکراہٹ چھپا گئی

ہاں پتا ہے مجھے کیوں بنایا تھا اپنا ہمراز، صرف ہانیہ کی خبر گیری کے لیے، ورنہ" ہادی کبھی کبھی ہی کسی کے "تمہارے جیسا گھنا میسنا کہیں کسی کو اپنا راز بتا ہی ناں دے ہتھے چڑھتا تھا اور آج منزہ کا دن تھا

افففف ہادی کی معصوم محبت، "اور تم نے جیسے مجھے ساری خبریں دے دی ہیں ناں؟" جب جب وہ اس دشمنِ جاں کا نام سنتا تھا تب اسے دیکھنے کی خواہش شدت پکڑنے لگتی تھی

منزہ اس کا اداس چہرہ دیکھتے "ہانیہ سے یاد آیا، اس کی تازہ ترین تصویر دیکھو گے؟" مسکرا کر بولی۔ جس کی بات پر ہادی کا چہرہ لمحوں میں کھلا تھا

اسے موبائل پکڑتا دیکھ کر پوچھا۔ "اور یہ تازہ ترین تصویر آپ کو ملی کہاں سے؟" لہجے میں عجیب سی جلن جھلکی تھی

وانیہ منیب کی کزن تھی جو منزہ "یار وانی نے سٹیٹس پر لگائی تھی وہیں سے چرائی ہے" لوگوں کی دوست بن گئی تھی۔ گھر پاس ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ تر ہانیہ کے ساتھ ہی پائی جاتی تھی

شادی کے بعد سب سے پہلے اس وانی کا بندوبست کروں گا۔ جب دیکھو تب میری" منزہ ہادی کی پوزیسیونیس پر نفی میں سر ہلا گئی "ٹیڈی کے ارد گرد منڈلاتی رہتی ہے

منزہ موبائل کا رخ اس کی سمت کرتے بولی۔ ہادی نے ہلکا "وہ سب چھوڑو یہ دیکھو" سا سر اٹھایا مگر نظریں جیسے جم سی گئیں

مکمل کالے لباس میں اس کا سرخ و سفید رنگ نکھرا نکھرا سا لگ رہا تھا۔ انگلیوں کی پوروں پر سامنے پڑی شرٹ کا ڈیزائن محسوس کرتے ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بہار دکھا رہی تھی۔ اس کی بے خبری میں لی گئی تصویر ہادی کو چند لمحوں کے لیے ارد گرد سے بیگانہ کر گئی

منزہ اس کی محویت محسوس کرتے شرارت سے بولی "بس کرو نظر لگاؤ گے کیا؟"

زی بھائی، مجھے نہیں پتا میرے سالے کو مناؤ، مجھے آج ہی نکاح کرنا ہے۔ اپنی ٹیڈی "
ہادی ضدی انداز میں یوں بولا جیسے کھلونا لینے "کو دنیا کی ہر نظر سے چھپا کر رکھنا ہے
کی بات کر رہا ہو

منزہ عجیب سے انداز میں بولی "ہاں چلو ناں، چل کر تمہارا رشتہ مانگتے ہیں"

ہادی حیرت سے اسے دیکھتے بولا "ہیں؟ سچی؟"

ہاں اور پھر تمہارا سالہ ہم دونوں کا اوپر کا ٹکٹ کٹوائے گا وہ بھی فری میں، آیا بڑا"
منزہ منہ "نکاح کرنا یہاں اپنا پتا نہیں اس کا نکاح کروادوں۔ چلتے پھرتے نظر آؤ فوراً
بسورتے بولی اور اٹھ کر اندر کی سمت بڑھ گئی۔ پیچھے بیچارہ ہادی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا

@@@@@@@@@

منیب کلاس لے کر نکلا تو بلال اسے سامنے گراؤنڈ میں درخت سے ٹیک لگائے باتوں میں مصروف دکھا۔ جس کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔ منیب اس کی مسکراہٹ دیکھ کر متجسس سا ہوتا اس کی طرف بڑھا

بلال اسے پاس آتا دیکھ بات ختم کرتے "کیا بات ہے لالے بڑا مسکرا رہا ہے؟" موبائل کان سے ہٹا گیا۔ تب ہی منیب شرارت سے بولا

بلال اس کی شرارت سمجھتا "کچھ نہیں بس مردان سے فون تھا۔ وہیں بات کر رہا تھا" ہلکا سا مسکرا کر بولا

اس کی "وہ تو ٹھیک ہے لالے مگر کہیں وہاں ہماری بھابھی تو نہیں پسند کر رکھی؟" مسکراہٹ پر منیب کو اپنے ارد گرد گھنٹیاں بجتی سنائی دے رہی تھیں۔ اگر کہیں ایسا تو تو منزہ کا کیا ریکشن ہوتا

بلال اس کی بات سمجھے بغیر شرارت سے بولا۔ لمحہ بالمحہ منیب کو "اگر ایسا ہی ہو تو؟" اپنی دھڑکن سست ہوتی محسوس ہو رہی تھی

خود کو سنبھالتے لہجے کو سرسری "تو کیا؟ ہم اپنی بھابھی سے ملنے جائیں گے اور کیا؟" بنانے کی کوشش کی

ہاہاہا، جانتا ہوں تم کمینے میرا رشتہ تڑوانے پہنچ جاؤ گے۔ مگر خوشقسمتی سے فلحال ایسا" بلال مسکرا کر بولا تو جیسے منیب "کچھ نہیں ہے۔ مورے اور تاشیہ سے بات کر رہا تھا کی اٹکی سانس بحال ہوئی

منیب نے محبت پوچھا، تاشی بلال کی چھوٹی "اوہ، کیسی ہیں مورے؟ تاشی کیسی ہے؟" بہن تھی جو دس سال کی تھی۔ بلال کے ساتھ ایک بار لاہور آنے پر وہ ان سب کی لاڈو بن گئی

الحمدللہ سب لوگ ٹھیک ہیں۔ اور تاشی تو دن بدن مزید شرارتی ہوتی جارہی ہے، " بہن کا ذکر کرتے بلال خان کا لہجہ بے تحاشہ نرم تھا "اب بھی وہی ہنسارہی تھی مجھے

ان کی اگلی کلاس کا وقت "ماشاءاللہ، گاؤں سے آ کر مردان کا بھی پلین کریں گے" ہورہا تھا تب ہی وی دونوں کلاس کی طرف بڑھنے لگے

بلال خوش دلی سے بولا "ہاں ضرور کیوں نہیں"

@@@@@@@@

منیب نے کلاس میں بھی عیشال کو بلایا مگر اس "عشی، یار بات تو سنو، کیا ہوا ہے؟" کے چہرے پر تو نو لفٹ کا بورڈ لگا تھا۔ کلاس کے بعد بھی وہ یوں ہی باہر نکل آئی۔ اب وہ کب سے اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا

عیشال غصے سے اس کی سمت پلٹی "کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟"

منیب "مسئلہ میرے ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہے، کیوں اگنور کر رہی ہو مجھے؟" روہانسی سا ہوتے بولا، ایک تو یہ محبت انت کا ذلیل کرتی ہے

کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے، تم جاؤ جا کر شینا کو ٹائم دوناں، خوامخواہ میرے ساتھ وقت" عیشال نے کھینچ کھینچ کر طنز کے تیر "ضائع کر رہے ہو، اگر وہ ناراض ہو گئی تو؟ برسائے تھے

منیب غریب کے بچے کو تو شینا کے فرشتوں کی بھی خبر نہیں تھی "کون شینا؟"

عیشال تپ کر کہتی جانے "ہاں اب وہ کون شینا ہو گئی ہے۔ کل کو کہنا کون عیشال؟" کے لیے پلٹی

منیب "یار عیشال بتاؤ تو سہی کیا بول رہی ہو، قسم لے لو مجھے بلکل علم نہیں ہے" جلدی سے اس کے سامنے آ کر رکا

عیشال منہ پھلائے بولی تو منیب کو "جھوٹ مت بولو، ہادی نے سب بتا دیا ہے مجھے سب سمجھ آگیا۔ ایسی ذلیل حرکت ایک ہی کمینہ کر سکتا تھا

منیب غصے سے چیخا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا اب وہ ہادی کی تلاش میں نکلا "ہادیییییی" تھا۔ ہادی کا تو اب اللہ ہی حافظ تھا

ہوا کچھ ہوں تھا کے عیشال کی کام کے لیے منیب کو ڈھونڈ رہی تھی۔ جب وہ کہیں نہیں ملا تو وہ ہادی کی سمت بڑھی جو کلاس میں آخری بینچ پر بیٹھا سونے کی تیاری کر رہا تھا

عیشال نے ٹیبل بجائی تو ہادی بڑبڑا کر اٹھا "ہادی"

سامنے کھڑی عیشال کو دیکھ کر اپنے حواس بحال کرتے بولا "ہا۔۔۔ہاں کیا ہوا؟"

عیشال یہاں وہاں نظریں گھماتی بولی۔ اس کے "منیب کو کہیں دیکھا ہے کیا تم نے؟" پوچھنے پر ہادی کی آنکھیں چمکیں

ہادی "منیب۔۔۔ہاں وہ شینا کے ساتھ ہے، وہ دونوں اکثر اکھٹے ہی ہوتے ہیں اب" اس کا چہرہ دیکھتے مسکراہٹ دبائے بولا

عیشال پہلی بار یہ نام سن رہی تھی۔ حیران ہونا تو بنتا تھا "شینا کون ہے؟"

وہ فرسٹ سیمسٹر کی سٹوڈینٹ ہے۔ منیب میں کافی دلچسپی لے رہی تھی۔ اب تو خیر" ہادی کی آنکھیں شرارت اور ذلالت سے بھری پڑی تھیں۔ "کام دو طرفہ ہو گیا ہے اگر کہیں منیب وہاں ہوتا تو اس کی خیر نہیں تھی

عیشال بامشکل اپنا غصہ ضبط کرتے بولی ہادی کا دل چاہ رہا تھا " ہممم، اوکے تھینکس" اونچی اونچی قہقہے لگائے

ادب سے جھک کر بولتا دوبارہ پہلے والی پوزیشن میں لیٹ گیا۔ جبکہ "مائی پلیئشیر" عیشال مشعل لوگوں کی طرف بڑھ گئی

@@@@@@@@@

اچانک منیب کی دھاڑ نما آواز پر پر سکون درخت سے ٹیک "تیرا بیڑہ غرق ہادی" لگائے آنکھیں موندے بیٹھا ہادی اچھلا اسے اپنی موت سامنے نظر آرہی تھی

ہادی کو اس وقت اپنے ناجانے کون کون سے گناہ یاد آرہے "کی۔۔۔ کیا ہوا؟" تھے، کہیں اسے پتا تو نہیں چل گیا کے وہ اس کی بہن کو۔۔۔ اس سے آگے وہ بیچارہ سوچ بھی نہیں سکا

مجھ سے پوچھ رہا کے کیا ہوا؟ عیشال کو میری جھوٹی داستانِ محبت تو نے سنائی ہے ناں" منیب ایک ہی جست میں اس کی طرف بڑھا "گھٹیا کمینے انسان

ہادی نے ایک پل کو سکون کا سانس لیا "اچھا وہ۔۔۔"

ہاں وہی، ابے تو کیوں میری شادی سے پہلے طلاق کروانے پر باضد ہے؟ بگاڑا کیا ہے" منیب روہانسی سا ہو گیا "مجھ مسکین نے تیرا

دیکھ منی، جلن اور محبت کا بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، جہاں محبت ہوتی ہے جلن بھی وہیں ہوتی ہے، عیشال ہمیشہ کہتی ہے کے تو صرف اس کا دوست ہے اور کچھ نہیں، مگر جب میں نے اسے یہ جھوٹی کہانی سنائی تو اس کی جلن اس کے چہرے پر واضح تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کے وہ بھی تجھے چاہتی ہے، بس احساس نہیں کر پا رہی، میں بس اسے ہادی اس کے قریب آتے اس کے کندھوں کے گرد بازو "وہی احساس دلا رہا تھا پھیلاتے بولا

منیب نے حیرت سے اسے دیکھا جس میر ہادی کو وہ جانتے تھے وہ ایسا تو نہیں تھا، وہ تو ہر وقت ہنستا مسکراتا، دوسروں کا ہنساتا پاگل سا بندہ تھا، جو لڑکیوں سے کوسوں دور رہتا تھا مگر یہ ہادی تو کوئی گہرے راز جیسا تھا، جو محبت پر اعتقاد رکھتا ہو

منیب دھیما سا مسکراتا شرارت سے "کی گل اے جگرے؟ محبت تے نہیں ہو گئی؟" لب دبائے بولا جبکہ ہادی اس کا انداز دیکھتے خود بھی قاتلانہ سا مسکرا دیا

اس کی پنجابی سنتے بلال نے اسے "اوئے تو پھر سے دو نمبر سلطان راہی بنا ہوا ہے؟" دھموکا جڑا

خان صاحب آپ کیا جانیں پنجابی زبان کی اہمیت، ہم پنجابیوں کی شان ہے یہ، آپ" منیب اور پنجابی کی شان میں گستاخی سن "بھی تو پشتو میں زاماڑازاماڑا کرتے رہتے ہیں لے ناممکن

اچانک جاسم کی ہانپتی آواز پر وہ سب "اوئے ایم ایچ جلدی چلو ایک پھڈا ہو گیا ہے" متوجہ ہوئے، وہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کا لڑکا تھا اور اس کی حالت بتا رہی تھی ضرور کچھ بڑا ہوا تھا۔ منیب اور ہادی سے پہلے بلال آگے بڑھا تھا۔ وہ دونوں عبید اور صائم کو دیکھنے لگے

@@@@@@@@

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر کچرا پھینکنے کی، یو سٹوپڈ گرل، لڑکوں جیسا حلیہ بنا کر خود " ڈیپارٹمنٹ کی "کو تیس مار خان سمجھ رہی ہو۔ تم جانتی نہیں ہو میرا باپ کون ہے سیڑھیوں کے پاس ایک لڑکی جس کے کپڑوں اور بالوں میں کہیں مٹی اور کچرا لگا تھا وہ سامنے موجود ببل چباتی منزہ کو دیکھ کر چیخ رہی تھی

او ہیلو، تمہارا باپ پرائم منسٹر بھی ہے ناں تب بھی میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں ہے۔" اور دوسری بات جب کچرا ارانی جیسی شکل لے کر ایسی حرکتیں کرو گی تو کچرا ہی ملے گا منزہ کا اطمینان قابلِ دید تھا "ناں پھول تو ملنے سے رہے

بلال جو "منزہ، یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ اور یہ سب کیا ہے؟ غزالہ یہ کیا ہوا آپ کو؟" ابھی وہاں پہنچا تھا منزہ کو بولتا دیکھ بیچ میں آیا

دیکھیں ناں بلال، آپ کی اس فیلو نے میرے ساتھ کیا کیا، بے وقوف لڑکی نے سارا" غزالہ نامی لڑکی بلال کو دیکھتے ایک ادا سے بولی "کچرہ مجھ پر پھینک دیا

اوہیلو، یہ ناز و ادا کسی اور کو دکھانا، اس بار کچرہ پھینکا ہے اگلی بار تمہیں گندے نالے" منزہ کئی دنوں سے اس لڑکی کو بلال کے آگے پیچھے پھرتا دیکھ "میں پھینکو گی، آئی بڑی رہی تھی تب ہی آج موقع ملتے ہی اس نے ایک اور سٹوڈینٹ کو ڈرا کر ساتھ ملاتے اس پر ڈسٹبین الٹی تھی

بلال کو منزہ کا انداز پسند نہیں آیا تب ہی "بیہیو یور سیلف منزہ، سوری بولو غزالہ کو" غصے سے بولا

منزہ کو بلال کا یوں "سوری، اور اس ماسی شکورا کو، نیور، میں نے کچھ غلط نہیں کیا" غزالہ۔ کا ساتھ دینا زہر لگا تھا مگر کچھ سوچ کر ضبط کر گئی

اس سے پہلے بلال مزید اسے کچھ "زی بھائی، زی بھائی کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے ناں؟" کہتا منیب اور ہادی بھی وہاں پہنچے، پیچھے عبید اور صائم بھی تھے

صائم پریشانی سے اس کے پاس آیا۔ جو بھی تھا وہ "منزہ کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے؟" اس کی بہن تھی اس کی ذمہ داری تھی یونی میں

منزہ ببل چباتے اسی "کچھ خاص نہیں، کچھ لوگوں کو ان کی اوقات دکھائی ہے" اطمینان سے بولی، تب ہی جاسم نے انہیں ساری بات بتائی جس پر ہادی اور منیب تو قہقہے لگا گئے جبکہ صائم اور عبید منزہ کی جنونیت دیکھتے دھیما سا مسکرا دیے

تم سب کی شہہ کی وجہ سے ہی یہ اتنی بدتمیز ہو گئی ہے۔ اب بھی اسے ڈانٹنے کی" بجائے ہنس کر اسے بڑھاوا دے رہے ہو، سوری غزالہ، یہ جو کچھ بھی ہوا میں معذرت بلال کو ان کے مسکرانے پر غصہ آیا تھا "خواہ ہوں

بلال یہ سب صرف ایک مذاق تھا۔ غزالہ ہم آپ سے سوری کرتے ہیں۔ منزہ" عبید کو بلال کا اہانت امیز لہجہ پسند نہیں "مزاق ضرور کرتی ہے مگر وہ بدتمیز نہیں ہے آیا تھا، اور آنکھیں تو منزہ کی بھی نم ہوئی تھیں جسے وہ سب سے چھپا گئی، مگر دوستوں سے بھلا کچھ چھپ سکتا ہے

بلال بے زاریت سے کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کا بے زار لہجہ منزہ "وٹ ایور" نے کیسے برداشت کیا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی

منزہ کی بھیگی سی آواز پر وہ سب ہی اداس ہو گئے تھے۔ مگر "صائم مجھے گھر جانا ہے" فلحال اسے کچھ بھی کہنے کا فائدہ نہیں تھا سو صائم خاموشی سے سر ہلاتا اسے لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا

@@@@

دو دن خاموشی کی نظر ہوئے تھے۔ وہ سب لوگ غیر محسوس انداز میں بلال سے ناراض تھے۔ وہ جانتے تھے منزہ غلط ہے۔ محبت زبردستی کا نام نہیں ہے۔ ناں ہی یہ زور زبردستی سے کروائی جاسکتی ہے۔ مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کے منزہ کا جنون اس کے بس میں نہیں ہے۔

کل انہیں گاؤں کے لیے نکلنا تھا۔ منزہ ان دو دنوں میں کافی حد تک خود کو کمپوز کر چکی تھی۔ اور پھر بلال کی بے رخی نئ تو نہیں تھی اب تو اسے عادت ہو چکی تھی اس سب کی۔ مگر یہ دل کمبخت اتنی بے عزتی پر بھی بعض نہیں آتا تھا

جویرہ نے گھر میں بات کی تو شاہ بی بی نے عیشال اور مشعل سے خور فون پر بات کر کے تسلی کر لی۔ ان کا ایک ہفتے کا ٹرپ تھا۔ جویرہ ویسے بھی بہت کم کہیں جاتی تھی۔ سو شاہ

بی بی اور شاہ صاحب نے اسے اجازت دے دی۔ کیونکہ سب سے بڑھ کر انہیں اپنی بیٹی پر یقین تھا۔

وہ لوگ نو لوگ تھے تب ہی عبید نے اپنے بابا سے بات کر کے ہائی ایس بک کروالی تھی۔ گاؤں کا راستہ تقریباً چار گھنٹے کا تھا۔ عیشال، مشغل، منزہ اور جویریہ یونی آگئی کیونکہ انہیں وہیں سے نکلنا تھا

سب کے آنے پر وہ لوگ گاڑی میں اپنی اپنی نشست سنبھال گئے۔ عبید ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ اس کے برابر فرنٹ سیٹ پر بلال بیٹھ گیا۔ جبکہ ہادی، منیب اور صائم پیچھے لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جویرہ سب سے اینڈ پر منزہ کے ساتھ ونڈو سیٹ پر تھی۔

ہادی "یار کچھ بولو، خدا کا واسطہ کچھ بولو ورنہ میں نے بوریت سے مر کھپ جانا ہے"

پانچ منٹ کی خاموشی کے بعد ہاتھ جوتے بولا تو وہ سب سیدھے ہوئے

منزہ اس کی بات "کوئی بات ہو تو بولیں ناں، اب کیا ایویں ہی بولو بولو کرتے رہیں؟"

پر سڑ کر بولی تو باقی سب اس کے انداز پر مسکرا دیے

ہادی اس کا "یار زی بھائی، آپ تو ہمارے گروپ کی شان، آن، مان اور جان ہیں"

موڈ ٹھیک کرنے کو شرارت سے بولا

منیب ہادی کی طرف اشارہ کرتے بولا "ہاں اور یہ ہمارے لیے وبالِ جان ہے"

ہادی "منیب بے بی آپ مجھے چھوڑو موبائل پر فوکس کرو شینا کے میسج آرہے ہیں" جان بوجھ کر عیشال کو دیکھتے اونچی آواز پر بولا۔ عیشال نے منیب کو غصے سے گھورا تو منیب نے ہادی کو زیرِ لب چار پانچ گالیوں سے نوازا

وہ بول تو ہادی سے رہا تھا مگر "کون شینا یار؟ میں کسی شینا کو نہیں جانتا قسم سے" مسکین سی صورت بنائے دیکھ عیشال کو رہا تھا۔ اس کی حالت پر ہادی کا دل چاہا قہقہے لگائے

"ہائے وے منیب، تو اپنی شینا کو بھول گیا؟ ہائے ہائے بچاری شینا لٹ گئی، برباد ہوگئی" ہادی دونوں ہاتھ سینے پر مارتے بولا تو باقی سب کے قہقہے گاڑی میں گونجے۔

ہادی تو کیوں مجھے گنجا کروانا چاہتا ہے؟ میرے بچوں پر ترس کھا۔ ورنہ جتنی تیری" منیب روہانسی سی آواز میں اس "سپیڈ ہے وہ دنیا میں آنے سے پہلے یتیم ہو جائیں گے کے کان کے قریب جھکتے بولا

نان ناں میں اپنے ہونے والے بچوں کی اکلوتی حسین سی ماما کے اکلوتے شوہر کے" ہادی اس کے کندھے پر ہاتھ "اکلوتے نکھٹو اور ناکارہ سالے کو کچھ نہیں ہونے دوں گا رکھتے آہستہ سے بولا مگر منیب بچارہ اپنے دکھ میں اس کی بات سمجھ ہی ناں سکا

اچھا تو مطلب تیرا شینا سے بریک اپ ہو گیا ہے، تو پہلے بتانا تھا ناں یار۔ تو دکھی مت" اچانک سر اٹھائے ہادی اونچی آواز میں بولا "ہو، تجھے شینا سے بھی پیاری لڑکی ملے گی

منیب کا دل چاہا چلتی گاڑی سے کود جائے، ہادی جیسے کمینے دوستوں کے ہوتے ہوئے اس جنم میں تو اس کی دال گلنے والی نہیں تھی۔ اسے بچانے کے چکر میں وہ اسے اچھا خاصا پھنسا رہا تھا

تم دونوں اپنی فالتو بکواس آہستہ آواز میں کر سکتے ہو پلیز۔ تم دونوں نے چیخ چیخ نے " مشعل ان دونوں کو غصے سے گھور کر بولی تو وہ دونوں سیدھے ہوئے " دماغ پکا دیا ہے

وہ کیا ہے ناں مشی، ہم چاہتے ہیں تم عادی ہو جاؤ کیونکہ کل کو صائم کی پھٹے ڈھول " ہادی " جیسی بھدی آواز سننی پڑے گی تمہیں۔ تو اچھا ہے ناں ابھی سے پریکٹیس کر لو نے ہار ماننا سیکھا ہی کہاں تھا

میری آواز پھٹے ڈھول جیسی ہے تو تم کونسا بولتے ہوئے پیانو کی دھنیں نکالتے ہو۔ "

صائم جو کب سے چپ تھا خود پر اٹیک ہوتا "اپنی آواز کے بارے میں کیا خیال ہے؟ دیکھ کر میدان میں آیا

ہادی کالر کھڑا کرتے بولا "الحمدللہ، کوئل جیسی سریلی آواز ہے میری"

شاباش ہے۔ مجھے شروع سے ہی شک تھا۔ تو مرد ہو ہی نہیں سکتا۔ آج مان گیا ناں" صائم مسکراہٹ دبائے بولا۔ اچانک ہادی کو اپنی بات "کوئل جیسی آواز ہے تیری سمجھ آئی تو استغفار پڑھ کر رہ گیا

"اویار میرا مطلب کا کوئل کا جو میل ہوتا ہے۔ کوئلہ اس کے جیسی آواز ہے میری" ہادی ایک بار پھر غلط بول گیا تھا جس کا احساس اسے سب کی ہنسی پر ہوا

منیب ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ جبکہ ہادی نے اب "ہاہاہاہااومائی گاڈ، ہادی کوئلہ" کے خاموش ہونا بہتر سمجھا کیونکہ اپنی خوشی میں وہ کیا کیا بول رہا تھا اس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں تھا۔ بس دل کی دھڑکن گاڑی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی جارہی تھی

@@@@@@@@@

عبید سارے راستے شیشے سے جویرہ پر فوکس کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر بے سود ونڈو سیٹ پر ہونے کی وجہ سے وہ مرر میں بلکل نظر نہیں آ رہی تھی۔ جبکہ پیچھے کی فضا اب ہادی کی خاموشی پر خاموش ہو چکی تھی۔ تقریباً چار گھنٹے بعد وہ لوگ منیب کی حویلی کے سامنے رکے۔

گاڑی سے نکل کر وہ لوگ ایک ساتھ ہی اندر کی سمت بڑھے۔ ارد گرد موجود سر سبز باغات اور کھیتوں کے درمیان موجود یہ بڑی سی حویلی بہت خوبصورت تھی۔ نیلے اور سفید رنگ سے سجی حویلی دور سے ہی سب کو اپنی طرف کھینچتی تھی

منیب اندر آتے اپنی ماں کے سامنے جھکا۔ جو بڑے سے کھلے صحن "السلام علیکم اماں" میں بنے تخت نما جگہ پر بیٹھی تھیں۔ سکن کلر کے لباس میں وہ بہت حسین سی خاتون

تھیں۔ جن کے چہرے پر ہلکی ہلکی جھریاں تھیں۔ وہ اصل میں منیب کی دادی تھیں۔ جنہیں وہ سب اماں جان ہی کہتے تھے۔ منیب کے والدین کی وفات ہو چکی تھی

اماں جان اس کا "وعلیکم السلام، جی ایاں نوں، میرا پتر آیا ماں صدقے، ماں واری" ماتھا چومتے خوشی سے بولیں

اماں صرف آپ کا یہ پتر نہیں آیا۔ آپ کے باقی پتر بھی آئے ہیں۔ اور تو اور آپ" ہادی کی آواز پر اماں جان چونکیں وہ سب پیچھے تھے "کی دھی رانیاں بھی آئی ہیں

اماں جان آگے بڑھ "ماں صدقے جاوے، میرا پتر ہادی وی آیا ہے۔ جی ایاں تو پتر" باری باری منیب کی طرح ہی ان سب سے محبت سے ملیں

اماں جان نقاب میں چہرہ "ہادی پتر اے دھی کون اے؟ پہلے تے نہیں آئی سی" چھپائے کھڑی جویرہ کو دیکھ کر بولیں

منزہ نے "اماں یہ ہماری جونئیر ہیں۔ جویرہ، کچھ دن پہلے ہی ہماری دوست بنی ہیں" جویرہ کا تعارف کروایا تو اماں جان نے اسے بھی گلے لگایا

اچانک آتی سریلی سی آواز پر ان سب کے سر میکانکی انداز میں گھمے۔ مگر "بھیاااا" ایک دھڑکن تو یوں ساکت ہوئی تھی جیسے دوبارہ دھڑکنا ہی ناں تو۔ اور پھر صرف دھڑکن ہی نہیں وہ خود بھی ساکت ہوا تھا

گہرے گلابی رنگ کی گول گھیرے والی قمیض اور پٹیالہ شلوار زیب تن کیے۔ گلابی ہی دوپٹے کو سلیقے سے سر پر اوڑھے پاؤں میں گلابی کھسہ اور ان حسین مگر بے نور آنکھوں میں کاجل جو یقیناً وانیہ کا ہی کارنامہ تھا، لگائے وہ کامنی سی گڑیا بھائی کی آواز سن کر بھاگی چلی آرہی تھی

منیب نے بھاگ کر خود اس گلابی گڑیا کو بانہوں میں "بھیا کی جان، میری گڑیا" بھرتے گھما ڈالا۔ وہ چھوٹی سی لڑکی جان تھی، ناں صرف منیب اور اماں جان کی بلکہ ہادی کی بھی۔ اس پل اس کے دل میں خواہش مچلی تھی کے کاش، کاش وہ حق رکھتا اور منیب کی جگہ اسے خود میں سمو سکتا۔ دل کی اس شریر سی سرگوشی پر خود ہی دل کو ڈپٹا تھا

ہانیہ منہ بسورتے مصنوعی خفگی سے بولی تو "بھیا آپ کب آئے؟ بتایا بھی نہیں؟" اس کا انداز دیکھ کر سب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی جس سے وہ خود بھی لاعلم تھی

بھیا کی جان ابھی پہنچا ہوں۔ اور اگر بتا دیتا تو سرپرائز تھوڑی رہتا۔ میں اپنی جان کو" منیب اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اس کا سر چومتے بولا "سرپرائز دینا چاہتا تھا

ہانی، بھائی کو پاتے ہی ہم سب کو بھول گئی ناں؟ بھئی ہمیں یاد رکھے گا بھی کون، ہم" منزہ اس کے پاس آتے بولی تو ہانیہ چونکی "ہیں ہی کون آخر

"منزہ آپی؟ منزہ آپی یہ آپ ہیں ناں؟ ہائے اللہ آپ سب بھی ساتھ آئے ہیں" آواز کی سمت ہاتھ بڑھاتے منزہ کے چہرے کو چھوا۔ پھر خوشی سے اچھلی

منزہ کھینچ کر اسے سینے میں بھینچ گئی۔ وہ "بلکل میری گلابی گڑیا۔ ہم سب آئے ہیں" تھی ہی اتنی کیوٹ اور پیاری۔ عبید، صائم، بلال نے اگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔ جبکہ عیشال، مشعل اور جویریہ اس کے گلے لگیں۔ ہادی ان سب کو دیکھ کر صرف گہرا سانس بھر کر رہ گیا

کر لو زیادتیاں میرے ساتھ ظالمو، میرا بھی وقت آئے گا۔ اپنی ٹیڈی کے ارد گرد " آہستہ سے منزہ کے قریب جھکتے سرگوشی کی "پھٹکنے نہیں دوں گا کسی کو یاد رکھنا سب جس پر وہ اپنی مسکراہٹ دبا گئی

اماں جان نے کہا تو منیب ان سب "پتر تسی سب تھک گئے ہو گے، جاؤ آرام کر لو" لڑکوں کو جبکہ ہانیہ لڑکیوں کے ساتھ حویلی کے اندر بڑھ گئی۔ ہادی سمجھ نہیں پا رہا تھا

کیسے دل کو سنبھالے۔ وہ سامنے نہیں تھی تو سپنے جذبات کے بند کے ٹوٹنے کا ڈر رہتا تھا اب تو وہ نظروں کے سامنے موجود تھی۔ وہ خود کو سنبھالتا تو کیسے ؟

@@@@@@@@

شام میں ہانیہ اوپر چھت پر آ گئی۔ وہ سب تو تھکن سے بے حال گہری نیند میں تھے جبکہ ہانیہ کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ چھت پر ٹھنڈی ہوائیں جسم سے ٹکراتی اسے سکون دے رہی تھیں تب بھی آرام سے وہاں ٹہلنے لگی۔ اچانک اسے یوں لگا جیسے کوئی اور بھی وہاں موجود ہو

اچانک ارد گرد سر گھماتے بولی۔ ہادی جسے خود بھی نیند نہیں "کوئی ہے کیا یہاں؟" آ رہی تھی اسے دیکھنے کی غرض سے باہر نکلا۔ اسے کمرے سے نکل کر چھت کی سمت آتا دیکھ خود بھی پیچھے پیچھے اوپر آ گیا

کوئی جواب ناں پا کر خود کلامی کے انداز میں "ہانی تیرا وہم ہے، یہاں کون ہو گا؟" بولی تو ہادی مسکرا دیا۔ وہ آنکھوں میں محبتوں کا جہاں آباد کیے یک ٹک اسے دیکھتا جا رہا تھا

اچانک آتی آواز پر ہادی ہوش میں آتے "ہانیہ، میری جند جانیہ کہاں ہے تو؟" چھت پر بنے کمرے کی اوٹ میں ہو گیا

ہانیہ سیڑھیوں کی طرف جا کر "وانی، میں یہاں اوپر ہوں، شور مت کر اوپر آجا" بولی۔ وانیہ کا کوئی بھروسہ نہیں تھا اپنے پھٹے ہوئے ڈھول سے سب کو جگا دیتی

ہانو تو یہاں اوپر کیوں آئی؟ تجھے پتا ہے ناں بے بے کہتی ہیں شام میں درختوں کے پاس جانے سے جن عاشق ہو جاتے ہیں۔ اور تو تو ہے بھی اتنی پیاری" وانیہ کے تفشیشی انداز میں بولنے پر ہادی کو ہنسی آنے لگی

جانے دے وانی، ایک اندھی لڑکی پر جن عاشق ہو کر کیا کرے گا۔ تو بھی بس پاگل" ہانیہ مسکرا کر کرب سے بولی۔ مگر نا جانے کیوں اس کی بات تیر کی طرح ہادی "ہے کے سینے میں چبھی تھی

خود کو کم سمجھنے کی غلطی مت کرنا میری جانیہ، تو اتنی پیاری ہے کے جو ایک نظر دیکھ "

وانیہ کی بات کی "لے وہ پل میں دل ہار دے، خیر یہ بتا باہر گاڑی کس کی ہے؟

تصدیق تو ہادی کی ایک ایک سانس نے کی تھی

"لے تجھے بتانا تو بھول ہی گئی، منیب بھیا آئے ہیں، اپنے شہری دوستوں کے ساتھ "

ہانیہ سر پر ہاتھ مارتے بولی

وانیہ "ارے واہ، اچھا سن منیب بھیا کا وہ دوست، وہ جو شرارتی سا تھا کیا نام تھا اس کا"

پُر سوچ انداز میں بولی

افففففف یہ لگا ہادی کے دل پر ٹھاہ کر کے، اس کی ٹیڈی کے لبوں سے "کون ہادی؟" اس کا نام اتنا حسین لگے گا یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ آج پہلی بار وہ اسے اپنا نام لیتے سن رہا تھا

وانیہ کے پوچھنے پر ہادی کو تجسس ہوا، آخر وہ "ہاں ہاں وہی ہادی، وہ بھی آیا ہے کیا؟" کیوں پوچھ رہی تھی ہادی کے بارے میں

الجھی تو ہانیہ بھی تھی "ہاں آئے ہیں وہ بھی، کیوں؟"

کچھ نہیں، پچھلی بار اس کی حرکتیں کچھ مشکوک لگی تھیں۔ بس دیکھنا ہے جو میں سوچ" وانیہ آہستہ آواز میں بولی، مگر فاصلہ کم ہونے کی وجہ "رہی ہوں وہ سہی ہے کے نہیں سے ہادی سن چکا تھا

ہانیہ مزید الجھ گئی تھی اس کی بات پر "کیا بول رہی ہے تو؟"

"کچھ نہیں، چھوڑ یہ سب، چل کچن میں چل کر مہمانوں کے لیے کچھ بناتے ہیں" وانیہ اس کا ہاتھ تھام کر نیچے چلی گئی۔ ان کے جانے کے بعد ہادی باہر نکلا

ہادی ایک پل کو وانیہ کی ذہانت کا "اس کا مطلب اس چڑیل کو مجھ پر شک ہو گیا ہے" قائل ہوا تھا۔ اب اسے وانیہ سے محتاط رہنا تھا۔ کچھ لمحوں بعد وہ خود بھی نیچے چل دیا

@@@@@@@@

عیشال اور مشعل کو ایک روم ملا تھا۔ جبکہ منزہ اور جویرہ ایک کمرے میں تھیں۔ عیشال سو کر اٹھی تو اسے فریش ہونا تھا۔ مگر واشروم میں گئی تو پانی نہیں تھا۔ تب ہی وہ کمرے سے باہر نکلی تا کے کسی ملازم کو بتا سکے

یار تو سمجھتا کیوں نہیں ہے، وہ میری زندگی ہے۔ میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے۔" اس دنیا میں سب سے زیادہ، اور ڈگری پوری ہوتے ہی مجھے اس سے شادی کرنی ہے منیب کے روم کے سامنے سے گزری تو اندر سے آتی آواز "چاہے کچھ بھی ہو جائے پر ساکت ہوئی

یہی سب باتیں جب اس نے مزاق میں اس سے بولیں تھیں تو وہ شاکڈ ضرور ہوئی تھی اور غصہ بھی کیا تھا مگر اسے برا نہیں لگا تھا مگر آج وہ کسی اور کے لیے یہ سب کہہ رہا تھا تو اسے برا لگ رہا تھا

منیب باہر نکل تو کمرے "ارے عیشال تم یہاں؟ سب خیریت؟ کچھ چاہیے تھا کیا؟" کے باہر کھڑی عیشال کو دیکھ کر چونکا

بامشکل خود کو کمپوز "وہ، نل میں پانی نہیں آ رہا تھا۔ وہی بتانے کے لیے نکلی تھی" کرتے مصنوعی سا مسکرا کر بولی

منیب معذرت "اوہ، چلو میں ملازم سے کہہ دیتا ہوں۔ سوری تمہیں پریشانی ہوئی"
خواہ انداز میں بولتا اسے بہت اجنبی لگا تھا

کیا ہو گیا ہے منیب، ہم دوست ہیں، اور دوستوں میں سوری تھینک یو کب سے"
عیشال خود کو شکوہ کرنے سے روک نہیں سکی "آ گیا؟

بلکل، تمہیں تو چاہیے جب یہ واشروم میں ہوتی تو تم پانی کی سپلائی بند کر دیتے۔"
پیچھے سے آتی منزہ اس کی بات کو مزاح کا "کیونکہ یہ ہوتی ہے دوستی ہے ناں عیشو؟
رنگ دیتے بولی

منیب ہنس کر بولا، تو عیشال دھیما سا مسکرا دی "ٹھیک ہے، اگلی بار ایسا ہی کروں گا"

پھر اس کی نفی کرتے بولی "اب ایسا بھی نہیں بولا میں نے"

"تم سب لوگ فریش ہو جاؤ، شام میں سیر کے لیے چلیں گے۔ پورا گاؤں دکھاؤں گا" منیب مسکرا کر بولا تو وہ دونوں بھی سر ہلاتے مسکرا دیں "تم لوگوں کو

@@@@@@@@@

عبید فریش ہو کر باہر نکلا۔ کوریڈور میں کسی کو ناں پا کر وہ منیب کے روم کی طرف بڑھا۔ مگر سیڑھیوں کے پاس آتے وہ کنفیوز ہو گیا کے منیب کا کمرہ دائیں طرف تھا یا

بائیں۔ بڑی سی حویلی میں بے شمار کمرے تھے۔ اور گولائی میں ہونے کی وجہ سے سب ایک سا لگتا تھا

پھر اندازاً دائیں طرف بنے دوسرے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دو منٹ جواب ناں ملنے پر وہ دروازہ کھولتے اندر بڑھا۔ چاروں طرف نظر گھمائی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ تب ہی باہر نکلنے لگا جب اچانک واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی

وہ پلٹا مگر سامنے دیکھتے ساکت ہوا۔ یہی حال مقابل کا تھا۔ وہ ایک لمحے میں گھومی تھی۔ جویرہ جو نہا کر نکل رہی تھی کمرے میں عبید کو پا کر ساکت رہ گئی۔ گو اس نے دوپٹہ اچھی طرح سر پر اوڑھ رکھا تھا مگر چہرہ ڈھکا ہوا نہیں تھا۔

ایک لمحے کی بات تھی اور عبید اسی ایک لمحے میں قید ہو گیا۔ اس کی محبت چہرے یا حسن کی محتاج نہیں تھی۔ اسنے تو بغیر دیکھے اس سے محبت کی تھی۔ مگر یہ بھی سچ تھا کے جویرہ بے مثال حسن کی مالک تھی۔ براون ہرنی سی آنکھیں، چھوٹا سا تیکھا ناک، بھرے بھرے گلابی ہونٹ، سرخ و سفید پھولے گال اور ہونٹوں کے بلکل اوپر چمکتا تل۔ اس تل نے عبید کو ساکت کر دیا تھا

وہ "اہ آئی ایم سوری، مجھے لگا یہ کمرہ منیب کا ہے۔ آئی ایم رئیلی سوری ونس آ گین" نقاب لگائے پلٹی تو عبید ہوش میں آتا نظریں جھکا گیا۔ وہ اتنا بے ادب اور بے لحاظ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا سامنے کھڑی لڑکی کن کی بیٹی ہے

جویرہ جانتی تھی وہ جان بوجھ کر ایسے آ "جی یہ ان کا کمرہ نہیں ہے۔ ہمیں ملا ہے۔" بھی نہیں سکتا

عبید معافی مانگتے جلدی سے باہر نکل گئی۔ اس کی ایک چھوٹی سی غلطی بہت "سوری" جلد اس کا سکون، چین سب چھیننے والی تھی جس کا اندازہ ابھی اسے نہیں تھا۔ مگر بہت جلد ہونے والا تھا

@@@@@@@@

منیب انہیں اپنی آبائی زمینوں کی طرف لے آیا تھا۔ یہ جگہ چونکہ گاؤں سے تھوڑا ہٹ کر تھی اسی لیے یہاں لوگ اور بھیڑ بھی زیادہ نہیں تھی۔ انہیں آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب اندھیرا پھیلنے لگا۔ کیونکہ وہ گھر سے ہی شام میں نکلے تھے

ہادی وہاں "یار منیب کیوں ناں آج رات یہاں کیمپنگ کریں؟ کیا کہتے ہو تم سب؟" کا پُرسکون ماحول محسوس کرتے بولا

منزہ "ناٹ آ بیڈ آئیڈیا، اب ٹرپ پر ہیں تو پوری طرح ٹرپ کو انجوائے کرتے ہیں" کو بھی اس کا آئیڈیا پسند آیا تھا۔ وانیہ اور رہانیہ بھی ان کے ساتھ تھیں

مشعل حیرت زدہ سامنہ بنائے بولی۔ "مگر ہم ساری رات یہاں کریں گے کیا؟" اسے تو ویسے بھی اس ویرانے اور اندھیرے سے ڈر لگنے لگا تھا

ہادی گندہ سامنہ بنائے بولا "جھنگالالہ ہُر ہُر کریں گے"

پھر صائم کی طرف پلٹا جو مشعل "یار صائم یہ تیری منگیتر اتنی بے وقوف کیوں ہے؟" کی بات کا پسِ منظر اور اس کا متوقع ریکشن سوچتے مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا

"بے وقوف کسے بولا ہے تم نے؟ تم، تمہاری ساس، تمہارا اسسر اور پورا اسسرال" مشعل ہادی کے بال پکڑنے کے لیے اس کی سمت بڑھی "بے وقوف

صائم اپنی اس ہوتی سوتی، مشلی کشلی کو سمجھا لے۔ خبردار جو میرے مرحوم ساس" ہادی ایک نظر ہانیہ پر ڈال کر بول ساتھ ساتھ مشعل سے بچاؤ بھی "سسر کو کچھ بولا تو کر رہا تھا

اور تجھے کیسے پتا کے تیرے ساس سسر مرحوم ہیں یا ہوں گے ؟ کس چکر میں ہے "

منیب اس کی بات اچکتے بولا "بیٹا؟

چکر تو کوئی نہیں۔ مگر میرے بابا کہتے ہیں تجھے بیٹی دینی کس نے ہے۔ اب ظاہر ہے "
جیتے جی تو کوئی بیٹی دینے والا نہیں ہے تو یہی اپشن بچتا میرے پاس۔ اب کنوارا تھوڑی
ہادی آنکھ دباتے بولا تو باقی سب قہقے لگا گئے۔ ہانیہ بھی اس کی "مرنا ہے میں نے
شرارت سے بھرپور آواز سنتی قہقہ لگا گئی

ہانیہ کے قہقے کی جلترنگ سن کر ہادی ساکت ہوا تھا۔ مگر جلد ہی خود پر قابو پا گیا۔ یہاں بہکنا آفورڈ نہیں کر سکتا تھا وہ۔ کسی اور نے اس کی یہ حالت غور سے ضرور غور سے دیکھی تھی

بلال ہنستے ہوئے بولا تو ہادی احترام "تو ایک نمبر کی اعلیٰ کو الٹی کا بے غیرت ہے ہادی" سے کورنش بجالا یا جیسے کوئی بہت پیارا خطاب دیا گیا ہو

مصنوعی کالر کھڑا کرتے بولا۔ "بس کبھی غرور نہیں ہے"

کچھ ہی دیر میں وہ سب لوگ زمین پر کپڑا اچھائے گول دائرہ بنائے بیٹھ گئے۔ ارد گرد درخت اور فصلیں ہونے کی وجہ سے رات کو وہاں موسم کافی حد تک ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ دوسرا اندھیرا ابھی تھا تب ہی منیب نے درمیان میں آگ جلالی

اچانک منزہ کو خیال آیا تب ہی اچھل کر بولی۔ "یار چلو ڈمب شریٹس کھیلتے ہیں؟" پہلے تو سب نے منہ بنائے مگر پھر کچھ سوچ کر مان گئے

اب ایک طرف ہادی کی ٹیم تھی اور دوسری طرف منیب کی ٹیم تھی۔ ہادی اور منیب کو باری باری اپنے ٹیم میمبرز چننے تھے

سب سے پہلے منیب نے چنا تھا "عیشال"

ہادی ایک نمبر کا کمینہ تھا۔ جانتا تھا جہاں وانیہ ہو گی ہانیہ بھی وہیں ہو گی تب "وانیہ" ہی وانیہ کا نام لیا

منیب نے سائیڈ پر بیٹھی منزہ کی سمت اشارہ کیا "منزہ"

اب کی باری ہادی کی تھی "جویرہ"

وہ دونوں نظروں ہی نظروں میں اچھی خاصی پلاننگ کرلی تھی "بلال"

ہادی نے عبید کو دیکھتے آنکھ دبائی "عبید"

منیب بولا تو ہادی سر ہلا گیا "مشعل میری ٹیم میں اور صائم تمہاری ڈن؟"

اب ایک ٹیم میں ہادی، وانیہ، ہانی، صائم، عبید اور جویرہ تھے جبکہ دوسری ٹیم میں منیب، منزہ، بلال، عیشال اور مشعل تھے۔ اور اب وہ دونوں آمنے سامنے اپنی ٹیم

کے حساب سے بیٹھے تھے۔ ہادی جان بوجھ کر ہانیہ کے دائیں طرف بیٹھ گیا۔ جس کے دوسری طرف وانیہ بیٹھی تھی۔

پہلے عبید اٹھ کر منیب لوگوں کی طرف گیا جس کے کان میں انہوں نے کسی مووی یا سانگ کا نام بولا تھا۔ جس پر وہ اٹھ کر سامنے آگیا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ انگلیوں کو ہلاتے ہاتھوں کو اوپر سے نیچے لایا۔

ہادی اس کا اشارہ سمجھتے بولا جس پر وہ سر اثبات میں ہلا "بارش؟ بارش والے بادل؟" گیا۔ پھر اپنی جانب اشارہ کیا

اس بار وانیہ جلدی سے بولی۔ عبید نے سر ہلاتے سہی ہونے کا اشارہ کیا۔ اور "میں؟" پھر جویرہ کی طرف اشارہ کیا۔ جویرہ حیران تھی وہ اس کی سمت کیوں اشارہ کر رہا ہے

ہادی نے تکے مارے تو وہ تجھے پر سر ہلا گیا۔ عبید نے اپنی "تم؟ تمہیں؟ تجھے؟" آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں کو پھیلایا۔ ان کو سمجھ ناں آنے پر اس نے دوبارہ سارے اشارے دہرائے

اب کی بار وہ سب کچھ ناں "کبھی جو بادل برسے میں دیکھوں تجھے آنکھیں بھر کے؟" کچھ سمجھ گئے تھے۔ تب ہی ہادی گنگنایا۔ اور عبید خوشی سے ہاہو کا نعرہ لگا گیا۔ جس پر وہ سب خوشی سے چیخے

اب باری منیب کی ٹیم کی تھی۔ اور گانا منزہ کو دیا گیا تھا۔ جو سامنے کھڑی اشارے کر رہی تھی۔ کافی کوشش کے بعد بلا آخر بلال سمجھ گیا

آئی لو یو"

آئی لو یو" باڈی گاڈ مووی کا سانگ اس نے گنگنایا تو سب مسکرا دیے۔ ہادی نے منزہ اور منیب کو دیکھتے آنکھ دبائی

ہادی جب اسے گانا بتا رہا "آج یہ کھڑوس آپ سے اظہارِ محبت کرے گا زی بھائی" تھا تب شرارت سے بولا تھا منزہ اس کی بات یاد کرتے مسکرا دی

منیب ہانیہ سے بولا تو حیران ہوئی۔ بھلا وہ کیسے "ہانیہ یہاں آؤ، اب تم کھیلو گی"

ہانیہ اپنی طرف اشارہ کرتے بولی "بھیا مگر میں کیسے؟"

منزہ "ہانی گڑیا تم کسی کو دیکھ کر سمجھ نہیں سکتی مگر تمہیں تو کوئی سمجھ سکتا ہے ناں؟" ہادی کو دیکھتے ذو معنی انداز میں بولی۔ آخر ان کے اتنا فورس کرنے پر ہانیہ کو اٹھنا ہی پڑا

بند آنکھوں سے ان کے سامنے کھڑی اپنے مومی ہاتھوں کو اشارے دیتی وہ کوئی حسین پری لگ رہی تھی۔ ہادی اپنی جگہ سے اٹھا اور اس سے چند انچ کی دور پر آ کھڑا ہوا۔ ہانیہ کا ہاتھ اچانک ہادی کے چہرے سے ٹکرایا۔ تو ہادی اس لمس پر آنکھیں موند گیا۔ ہانیہ کا ہاتھ ہادی کے چہرے پر حرکت کرتا اس کے نقش کی بناوٹ کو محسوس کر رہا تھا

اس نے نازک لبوں کی ہلکی سی جنبش کو اتنے قریب سے دیکھتے ہادی "ہادی۔۔" بے خود ہونے لگا تھا

اچانک خود کو لگنے والے جھٹکے پر وہ ہوش میں آیا۔ دیکھا تو وہ اپنی پہلے والی "ہادی" جگہ پر بیٹھا تھا جبکہ ہانیہ سامنے کھڑی اشاروں سے اپنی بات سمجھا رہی تھی۔ ہادی اپنے خوش کن خیالوں پر خود کو ہی ڈپٹ کر رہ گیا

ہم تم کو نگاہوں میں"
اس طرح چھپا لیں گے
تم چاہے بچو جتنا

ہم تم کو چرا لیں

تیری عاشقی میں جاناں

دنیا بھلا دیں گے

تم چاہے بچو جتنا

ہم تم کو چرا لیں گے" اس کے دو لائنوں کے اشارے سمجھتے ہادی نے جذبوں سے بھرپور آواز میں اس کے لیے گانا گنگنا دیا

"یار چھوڑو اس سب کو، کیوں ناں ہم سب لوگ باری باری ہارر سٹوریز سنائیں؟" صائم جان بوجھ کر بولا کیونکہ مشعل کو اندھیرے سے ڈر لگتا تھا۔ اور صائم اب اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا

مشعل جلدی سے بولی تو وہ سب ہنس دیے "نہیں، پلیز یہ نہیں، کچھ اور کھیل لو پلیز" جانتے تھے وہ ان سب میں سب سے ڈرپوک ہے

اچانک ہادی چیخ مار کر مشعل کے پیچھے اشارہ کرتے ڈر "مشی وہ۔۔۔۔وہ مشی۔۔۔" کر بولا۔ مشعل نے ناں آگے دیکھا ناں پیچھے اونچی اونچی چیخیں مارنے لگی۔ جبکہ باقی سب اس کی حالت دیکھتے اپنی ہنسی ناں روک سکے

ہادی ہنسی روک کر بولا، اور ایک بار پھر لوٹ "مشی تمہارے پیچھے درخت ہے یار" پوٹ ہو گیا۔ باقی سب کا بھی یہی حال تھا

ایک بار پھر ہادی آگے آگے تھا اور مشعل اس کے "تم آج مجھ سے بچ جاؤ ہادی" پیچھے۔ اور اس بار ہادی کی واقع ہی خیر نہیں تھی۔

@@@@@@@@

اگلا دن بھی انہوں نے موج مستی کرتے گزارا تھا۔ سارا دن ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچتے، ایک دوسرے کو چڑاتے رہتے تھے۔ ہادی کو تو موقع چاہیے ہوتا تھا کسی کو قابو کرنے کا۔ ہانیہ بھی ان سب کی کمپنی کو بہت زیادہ انجوائے کر رہی تھی۔

دو تین دن اسی طرح گزرے تھے۔ آج وانیہ کسی وجہ سے آ نہیں سکی تھی تب ہی ہانیہ ان کے گھر کی طرف نکل آئی۔ ویسے بھی وہ بچپن سے یہیں پلی بڑھی تھی سو

اسے بہت سے راستوں کا اچھی طرح علم تھا۔ ابھی وہ آدھے راستے پہنچی تھی جب عجیب سے احساس پر رکی

"کون ہے یہاں؟ دیکھو تم جو کوئی بھی ہو، بہت ہوا یہ چھپن چھپائی کا کھیل، سیدھے طریقے سے بتاؤ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو" ہانیہ کچھ دنوں سے خود کو کسی کی نظروں کے حصار میں محسوس کر رہی تھی، کئی بار تو یوں لگتا جیسے کوئی بے حد قریب ہو اس کے مگر وہ جو کوئی بھی تھا وہ خاموشی کا کھیل کھیل رہا تھا

دوسری جانب سامنے موجود ہادی اس نازک سی حسینہ کو دیکھ کر مسکرا دیا، جو باقی سب کے لیے اندھی تھی، مگر کوئی اس سے پوچھتا کے وہ تو ہادی کی محبت کی تپش تک کو پہچان جاتی تھی تو بھلا وہ کیسے اندھی ہو سکتی ہے

لگتا ہے تم مجھے بہت ہلکا لے رہے ہو، مانا کے میں دیکھ نہیں سکتی مگر محسوس کر سکتی "ہوں، ہانیہ سلطان کو عام سمجھنے کی غلطی مت کرنا، میں منیب سلطان کی بہن ہوں ہانیہ اسے خاموش پا کر جھنجھلا گئی، "میرے بھائی کو پتا چلا تو ٹانگیں توڑ دیں گے تمہاری تب ہی جو منہ میں آیا بولتی گئی

تم عام ہو بھی نہیں سکتی جانِ ہادی، تم تو اس دنیا میں سب سے خاص ہو، اتنی خاص" کے میں خود تمہارا اغلام تک بننے کو تیار ہوں۔ بہت جلد تمہیں بتاؤں گا کے کیا ہو تم میر ہادی کے لیے، اور سالے صاحب کی دھمکی مت دو، آج تک اس سالے کے ہادی دل "بہت سے راز چھپائے ہیں میں نے، تو کیا وہ مجھے اپنی بہن نہیں دے سکتا میں سوچ ہی سکا تھا، اتنی جلدی وہ اسے کچھ بھی بتانا نہیں چاہتا تھا

بھاڑ میں جاؤ ذلیل انسان، ویلے، نکمے دنیا کے فارغ ترین انسان، اللہ کرے گنجے ہو" ہانیہ اسے اچھے خاصے القابات سے نوازتے وہاں سے آگے بڑھ گئی، "جاؤ تم، کمینہ جبکہ ہادی ازل کی ڈھٹائی سے ہنس دیا، بھئی محبوب کی تو ہر ادا ہی جان لیوا ہوتی ہے اور یہاں تو محبوب بھی میر ہادی کی تھی

@@@@@@@@

منیب "وے ہادی، تیریاں حرکتیں مینو مشکوک لگدیاں نے؟ کی چل ریا اے پتر؟" جو ابھی باہر سے آیا تھا ہادی کو گم صم سا کھڑا دیکھتے اس کی سمت آیا

میری حرکتوں کو چھوڑ دو نمبر سلطان راہی، اور عیشال پر دھیان دے۔ کہیں ایسا ناں" ہادی "ہو تیری ہیر کھیڑوں کی ڈولی میں بے جائے اور تو رانجھا بنا کھے کھاتا رہ جائے اس کا دھیان اپنی جانب سے موڑتا عیشال کی طرف دلا گیا

تیرے منہ میں کٹاتے سوا ہادی، میں مر جاؤں یا مار دوں گا مگر عیشال کے بچوں کا" منیب ایک ادا سے بولتا سچ میں کا سلطان راہی ہی "ماموں نہیں بنوں گا، ہاں بتا رہا ہوں لگا تھا ہادی کو

میرے منہ میں کٹا ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مرد کا بچہ بن کر جا کر بتا دے اسے" ہادی منہ بسور کر مشورہ دیتے بولا "کے تو اس سے پیار کرتا ہے

ہادی تیرے جیسے دوست ہی ہوتے ہیں جو چھتر پڑواتے ہیں، اور پھر زخموں پہ ٹکور "

منیب اس دن والا عیشال کا روپ یاد کرتے بولا " بھی خود ہی کرتے ہیں

یار تو یہ بھی تو سوچ ایک دفعہ کے پڑے چھتر ساری عمر ماموں سننے سے تو بہتر ہیں "

ناں؟ اور ماموں بننا ہی ہے تو میرے بچوں کا بن جائیں اب تو خود بتا عیشال کے بچوں کا

ہادی تیزی سے بولا۔ پھر خود ہی بات سمجھتے ہی اس کا "ماموں بنتے اچھا لگے گا تو؟

سانس خشک ہوا تھا مگر یہ تو شکر کے منیب اس بار بھی نہیں سمجھا تھا

منیب "ہاں یار، کہہ تو تو ٹھیک رہا ہے مگر تو ہی بتا ایسا کیا کروں کے عیشال مان جائے؟"

مسکین سا منہ بناتے بولا

ہادی کا "میرے پاس ایک آئیڈیا ہے، مگر اس کے لیے زی بھائی کی ضرورت ہے۔" شیطانی زماغ چلا تھا اور اب ایم ایم ایچ دی تھری ڈیولز تیار تھے ایک نئ دھمال چوکڑی مچانے کے لیے

@@@@@@@@

منزہ جسے ہادی پلین بتا چکا تھا ایکسائیٹڈ سی بھاگتے ہوئے نیچے جا رہی تھی۔ "آہہہہہہ" جب اچانک سامنے سے آتے بلال سے ٹکرا گئی۔ بلال نے ایک لمحے کے لیے اسے تھاما مگر جلد ہی اسے چھوڑتے پیچھے ہو گیا

بلال غصے سے اس کا "تم انسانوں والی حرکتیں کرنا کب شروع کرو گی منزہ زیدی؟" لاپرواہ انداز دیکھتے بولا۔ اس کا چھوٹی سی فراک نما کرتی اور جینز میں دوپٹے سے بے نیاز وجود دیکھ کر بلال کو ہمیشہ کی طرح اس پر طیش آیا تھا

منزہ اس کے غصے کو دیکھتے "سوری وہ میں جلدی میں تھی اسی لیے دیکھ نہیں سکی" آہستہ سے بولی۔ ویسے بھی بلال خان کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کب کہاں اس کی عزت دو کوڑی کی کر دیتا

ہنہہہہ، دیکھ کر چلنا سیکھا ہی کب ہے تم نے؟ تمہیں ہر وقت اپنی ان فضول حرکتوں" بلال نا جانے کیوں کبھی کبھی بے انتہا تلخ "سے فرصت ملے تو تم کچھ اور دیکھ سکو ناں ہو جاتا تھا اور وہ بھی صرف منزہ کے معاملے میں

غلطی میری تھی جس کے لیے میں معافی مانگ چکی ہوں۔ مگر نا جانے آپ کو کتنے " منزہ کی آنکھوں میں دھند سی چھانے "نفلوں کا ثواب ملتا ہے میری بے عزتی کر کے لگی تھی۔ یہ شخص ہمیشہ ہی اس کا دل چکنا چور کر دیتا تھا

بلال کو شاید خود بھی اپنی روڈنیس کا احساس ہو گیا تھا تب ہی خود کو لاپرواہ "وٹ ایور" ظاہر کرتے وہاں سے نکل گیا

منیب جو نیچے آ رہا تھا اسے سیڑھیوں کے پاس ساکت کھڑا دیکھ "کیا ہوا زی بھائی؟" اس کی طرف آیا

منزہ مصنوعی سا مسکرا کر عیشال کے روم کی طرف بڑھ گئی۔ اسے پلین "کچھ نہیں" پر عمل کرنا تھا۔ وہ بلال خان کی وجہ سے اپنے دوستوں کو اگنور نہیں کر سکتی تھی۔

منیب بھی کندھے اچکاتے اپنے کام میں لگ گیا

@@@@@@@@@

صائم کب سے چائے بنوانے کے لیے کسی کو ڈھونڈ رہا تھا مگر یوں کسی اور کو کہنا بھی اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا تب ہی مشعل کو ڈھونڈتا اس کے کمرے کی طرف آیا "مشی۔۔۔ مشی یار کہاں ہو تم؟"

مشعل جو بیڈ پر بیٹھی موبائل میں مصروف تھی "کیا ہوا ہے؟ کیوں چلا رہے ہیں؟" اسے کمرے میں آتا دیکھ سر اٹھاتے بولی

صائم اسے دیکھتے منت سماجت بھرے "یار ایک کپ چائے پلا دو اللہ کا واسطہ ہے" انداز میں بولا

توبہ ہے صائم، میں نے کہا پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔ اس وقت آپ پتا ہے کیسے لگ رہے" مشعل سر پیٹ کر رہ گئی۔ یہ سہی قسم کا نشئی بندہ تھا "ہیں؟

صائم سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ نا جانے کیسا لگ رہا تھا وہ اسے "کیسا؟"

جیسے کسی بھنگی کو نشہ ناں ملا ہو ویسے، نہیں آپ کیا چیز ہیں؟ چائے ناں ہو گئی افیم" مشعل کو ابھی سے اپنا سارا فیوچر کچن میں "ہو گئی جس کے بنا آپ کا نشہ ٹوٹ رہا ہو چائے بناتے گزرتا دکھ رہا تھا

دیکھو مشی، اس دنیا میں دو ہی چیزوں کا نشہ ہے صائم زیدی کو ایک چائے کا اور" صائم کہتے اس کے قریب ہوا۔ مشعل کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب "دوسرا۔۔ ہوئی تھیں

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ نظریں جھکائے بولی "دوسرا؟"

صائم اس کے کان کے قریب جھکتے شرارت سے بولا "چائے کے دوسرے کپ کا"

مشعل کچھ پل میں اس کی بات کی گہرائی تک پہنچی تو ایک دم چیخ اٹھی۔ "صائمممممم"

جس پر وہ ہنستا ہوا باہر بھاگا

بھاگتے بھاگتے بھی فرمائش کرنا نہیں بھولا تھا "چائے بنا کر دے جانا سویٹ ہارٹ"

مشعل نفی میں سر ہلاتے بڑبڑا کر رہ گئی "چرسی"

@@@@@@@@

منزہ کب سے عیشال کی منتیں کررہی تھی مگر "عیشی چل ناں یار میرے ساتھ پلیز" وہ تھی کے ناول میں ڈوبی ٹس سے مس نہیں ہورہی تھی

عیشال منہ بسورتے بولی مگر وہاں پرواہ کسے "یار منزہ مجھے ناول پورا کرنے دوناں" تھی

بھاڑ میں جائے یہ منحوس، مجھے تمہیں بہت ضروری چیز دکھانی ہے۔ چلو میرے" ساتھ، ایک توجب میں کہیں چلنے کا کہتی ہوں تب اس لڑکی کو موت پڑنے لگ جاتی منزہ غصے سے بولتی ساتھ ساتھ اسے اٹھارہی تھی "ہے

کچھ ہی دیر میں وہ اسے چھت پر لے آئی، ایک دوسرے سے سے باتیں کرتے کرتے وہ دونوں ٹہل رہی تھیں۔ جب اچانک عیشال کی نظر ایک طرف اٹھی اور ساکت رہ گئی

@@@@

سامنے ہی چھت کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ چھوٹی چھوٹی کینڈلز تھوڑے تھوڑے فاصلے پر رکھ کر راستہ بنایا گیا تھا جس پر درمیان میں پھول ہی پھول بکھرے ہوئے تھے۔ راستے کے اختتام پر درمیان میں ٹیبل تھا جس کے دونوں طرف دو کرسیاں رکھی گئی تھیں

ٹیبل پر درمیان میں اصل پھولوں سے مزین واس رکھا تھا اور بلیک اور ریڈ کمبینیشن سے سجے کور ٹیبل کو مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔ عیشال ہلکی ہلکی روشنی میں یہ سارا ماحول دیکھ کر گنگ رہ گئی۔ سامنے ہی منیب دوسری طرف منہ کیے کھڑا تھا

منزہ ایک نظر اس کے چہرے پر ڈال کر مصنوعی "یہ منیب یہاں کیا کر رہا ہے؟" حیرانی سے بولی

کیا کرتیں ہیں زی بھائی، آپ کو یہ بھی نہیں پتا۔ آج منیب شینا کو پرپوز کرنے والا" ہے۔ وہ جلد ہی یہاں پہنچنے والی ہے۔ منیب کہتا ہے شینا بلکل اس کے ٹائپ کی ہے۔ بہادر ہے، بات بات کر روتی نہیں ہے۔ اور اپنے دل کی سنتی ہے۔ ورنہ تو آج کل ہادی لب دبائے "لڑکیاں بے وقوف ہوتی ہے دل میں کچھ ہوتا ہے اور منہ پر کچھ اور مخاطب منزہ سے تھا مگر ان دونوں کی نظریں عیشال پر تھیں

اس کی باتیں سنتی عیشال منیب کی جانب متوجہ تھی۔ ناجانے کیوں اسے یہ بات سن کر شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ یہی وہ لمحہ تھا جس میں عیشال پر یہ دلسوز انکشاف ہوا تھا کے وہ منیب سے محبت کرتی ہے۔ وہ محبت جسے آج تک وہ دوستی کا پیراہن پہناتی آئی تھیں

"ارے واہ، ہمیں کیوں نہیں بتایا، چلو عشی سائیڈ پر ہوتے ہیں ایویں اگر اس کا پلین خراب ہو گیا تو ناراض ہو گا" منزہ اس کا ہاتھ تھامے سائیڈ پر ہوئی مگر عیشال ایک قدم بھی نہیں ہلی تھی۔ وہ یک ٹک منیب کو دیکھ رہی تھی۔ ہادی اور منزہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرادیے

عیشال چلوناں یار، ابھی شینا آگئی تو تم دونوں کو دیکھ کر کہیں کچھ اور ناں سوچ لے۔ "

" بھئی اب تو منیب کو اس کی پسند اور مرضی دیکھ کر ہی ہم سے بات کرنی ہو گی ناں

ہادی نے عیشال کے دل میں لگی جلن کی آگ پر پیٹرول ڈالا

کیوں؟ منیب ہمارا دوست ہے۔ اسے ہم سے بات کرنے کے لیے کسی کی اجازت کی " ضرورت نہیں ہے ناں ہی کبھی ہو گی۔ اس منیب کو تو میں بتاتی ہوں وہ شینا مینا ہوتی کون ہے ہمارا دوست ہم سے چھیننے والی۔ اور یہ بے وقوف اس چار دن پہلے ملی لڑکی عیشال کے تو سر پر لگی اور تلوں پر جا بجھی " کے لیے ہمیں اگنور کرے گا

عیشال اسی راستے پر تیز تیز قدم بڑھاتی منیب کے سر پر "کیا کر رہے ہو تم یہاں؟" پہنچی

منیب نے پیچھے دیکھا تو ہادی اور منزہ انگوٹھا "عیشی تم یہاں کیوں آگئی، میں تو یہاں" دکھاتے مسکرا رہے تھے

پتا ہے تم اپنی اس سگی شینا کا انتظار کر رہے ہو۔ اب تمہارے لیے مجھ سے زیادہ وہ چوہیا اہم ہو گئی ہے؟ تم اس کے لیے مجھ سے کہہ رہے ہو کے میں یہاں ناں آؤں؟" عیشال کو شدید غصہ آ رہا تھا۔ اپنی جلن کو طیش میں لپیٹے اس پر اتار اتھا

دیکھو عیشال، تم میری دوست ہو۔ جبکہ وہ میری محبت ہے۔ جس کے لیے میں نے" یہ سب کیا ہے وہ میرے لیے اس دنیا میں سب سے خاص ہے۔ جس کے لیے منیب سلطان ہنستے ہنستے جان دے سکتا ہے۔ جس کی ایک مسکراہٹ پر میں دنیا وار سکتا منیب اس کے ناراض اور "ہوں۔ تم ہی بتاؤ میری محبت کا کیا مقام ہونا چاہیے؟ پھولے منہ کو دیکھتے دلکشی سے بولا

مطلب تم اب صرف اس کے ہو جاؤ گے ؟ اور ہم ؟ میں ؟ میں کہاں ہوں تمہاری"
زندگی میں منیب ؟ میں تو تمہاری دوست ہوں ناں ؟ تم کہتے تھے عیشال کی جگہ تمہاری
عیشال کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے "زندگی میں کبھی کوئی نہیں لے سکتا ؟
تھے۔ وہ نہیں برداشت کر پا رہی تھی منیب کے منہ سے کسی اور کا ذکر بھی

میں آج بھی وہی کہتا ہوں۔ عیشال کی جگہ اس دل میں اور میری زندگی میں اور کوئی"
نہیں لے سکتا۔ مگر زندگی میں ہر کسی کو ایک محبت کرنے والی ساتھی کی ضرورت بھی
منیب اس کے آنسو "ہوتی ہے۔ اب عیشال میری محبت تو نہیں بن سکتی ناں ؟
برداشت نہیں کر پا رہا تھا مگر آج اسے یہ کرنا ہی تھا

کیوں؟ کیوں نہیں بن سکتی عیشال تمہاری محبت؟ کیا کمی ہے مجھ میں؟ وہ شینا کیا مجھ " ایک دم سے وہ غصے سے پھٹی تھی وہ خود بھی سمجھ نہیں "سے زیادہ پیاری ہے؟ بولو؟ پائی وہ کیا بول گئی ہے

لیکن تم نے ہی تو کہا تھا میں تمہارا صرف دوست ہوں۔ اور تمہیں دوستی کو غلط رنگ " منیب جس کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے دو قدم "دینے والوں سے نفرت ہے؟ آگے بڑھتے بظاہر سنجیدگی سے بولا

بکواس کی تھی میں نے۔ میں نہیں دیکھ سکتی تمہیں کسی اور کے ساتھ۔ نہیں " برداشت کر سکتی کسی اور کو تمہارے لیے خود سے زیادہ خاص۔ تم دوست ہو تو صرف عیشال اس کا گریبان "میرے اور اگر محبت ہو تو وہ بھی صرف اور صرف میری سمجھے تھامے غصے سے بولی تو منیب کھل کر مسکرا دیا

"جو حکم یور ہائینس، یہ خادم صرف آپ کا ہے، دوست بھی آپکا، محبت بھی آپ کی اور انشاءاللہ بہت جلد شوہر بھی صرف آپ کا" منیب محبت سے اس کے ہاتھ اپنے کالر سے ہٹاتے اپنے ہاتھوں میں تھامتے بولا

"کیا؟ مگر؟ یہ سب؟ تم تو شینا؟" عیشال اس کی بات پر ناسمجھی سے اسے دیکھتے بامشکل بولی

"کون شینا؟ میری زندگی میں شینا نام کی کوئی لڑکی دور دور تک نہیں ہے، یہ سب تو ہادی کا پلین تھا تمہیں تمہاری فیلینگز کا احساس دلانے کا" منیب ہنس کر بولا تو عیشال کا منہ کھلا

وہ بامشکل بڑبڑائی "مطلب یہ سب؟"

"یہ سب میں نے اپنی محبت، اپنی زندگی کے لیے کیا ہے۔ جو اس وقت میرے سامنے کھڑی ہے۔ اس دن میں نے جو کچھ بھی بولا تھا وہ کسی مووی کا ڈائیلاگ نہیں تھا۔ وہ منیب اس کی ناک دباتے بولا تو وہ آنکھیں چھوٹی "میرے تمہارے لیے جذبات تھے کیے منہ پھلا گئی

"عیشال فاطمہ آئی لو یو، آئی لو یو فرام دی ڈیپ کور آف مائی ہارٹ، یو آر مائی لائف لائن وداوٹ وچ آئی جسٹ کانٹ ایمیجن مائی لائف، آئی لو یو اینڈ آئی ول کیپ منیب جیب سے انگوٹھی نکال کر اس کے "لوونگ یو رٹل دی اینڈ۔ ول یو میری می؟

سامنے جھکتا ہوا بولا۔ اس کا اظہار اتنا حسین تھا کے عیشال چند لمحے کے لیے مبہوت رہ گئی

اچانک آتی آوازوں پر وہ گھومی تو وہ سب کے سب "سے یس، سے یس عیشال" لبوں پر دلکش مسکراہٹ لیے شور مچاتے دکھائی دیے۔ ہانیہ اداس تھی کے وہ اپنے بھائی کی خوشی دیکھ نہیں سکتی۔ مگر وہ خوش بھی تھی کے آج اس کے بھائی کی زندگی کا سب سے بڑا دن ہے

عیشال آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے بولی تو باقی سب نے زور "یس" شور سے ہوٹنگ کرتے ماحول کو مزید حسین بنایا تھا۔ منیب آہستہ سے وہ آنگوٹھی اس کی رنگ فنگر میں پہنا گیا

ہادی شرارت "مبارک ہو منیب، آخر تو عیشال کے بچوں کا ماموں بننے سے بچ گیا" کے قریب آتے بولا تو جہاں منیب اور عیشال جھنپ گئے وہیں باقی سب کے قہقے بے ساختہ تھے

سچی بات ہے یار، محبت میں سب سے بڑا خوف یہی ہو تا، کہیں ابو بننے کی خواہش" صائم شرارت سے بولا تو وہ سب لڑکیاں "کرتے کرتے ماموں ہی ناں بن جائیں بے ساختہ جھنپ گئیں

مشعل اس کے چت لگاتے بولی تو "شرم کریں صائم، کوئی لحاظ ہی نہیں آپ میں" باقی سب کے ایک بار پھر قہقہ لگا گئے

بہت مبارک ہو منیب، اب جلد از جلد اپنے نکاح کے چھوارے کھلا دو تاکے باقی" عبید صاحب بھی آج سنجیدگی چھوڑے شرارت کے موڈ "سب کی بھی قسمت کھلے میں تھے

ہاں اور منیب مایوں میں ناں سب سے پہلی چماٹ مجھے ماریں، شاید پھر ہی میری" ہادی ترسی صورت لیے بولا تو سب نفی میں سر ہلا گئے۔ اس کا کچھ "قسمت کھل جائے نہیں ہو سکتا تھا

اب کے عیشال بولی تو سب اس کی پریشان صورت دیکھتے سنجیدہ "مگر ایک مسئلہ ہے" ہوئے

منیب بھی سیدھا ہوتا بولا "کیا ہوا؟"

بابا، انہوں نے بولا تھا جسے مرضی شادی کے لیے پسند کر لینا، مگر کسی پنجابی سپوکن"
عیشال کے بابا کراچی سے لاہور شفٹ ہوئے "فیملی کے بارے میں سوچنا بھی مت
تھے سو انہین پنجابی بولنے والوں سے عجیب سی چڑ تھی

او چھڈ یار، تیرے پیونوں وی سنبھال لاں گے۔ پنجابی تے پنجابیاں دی شان"
ہادی اپنی ہلکی ہلکی داڑھی کو مصنوعی بل دیتے آج سلطان راہی "ہوندی، کیوں منیبے
بننے کے موڈ میں تھا

"آہو، تمہارے ابا کو ہم نے سلطان راہی کا فین ناں بنایا تو ہم بھی ایم ایم ایچ نہیں" منیب بھی اسی انداز میں بولا تو باقی سب ایک بار پھر مسکرا دیے

منیب ہانیہ کو ہاتھ سے تھام کر "ہانیہ، یہاں آئے میرا بچہ، خوش ہو بھائی کی جان؟" پاس لائے خود سے لگا گیا

میں آپ کے لیے بہت خوش ہوں بھائی۔ اللہ آپ کو اور عیشال آپی کو ہمیشہ خوش" ہانیہ بھائی کی خوشی محسوس کرتے چہک کر بولی تو ہادی کو اس پر ڈھیروں پیار "رکھے آیا

منیب اب اس گڑیا کی بھی شادی کروادو۔ تاکہ ہماری گڑیا بھی اپنے گڈے کے پاس" جاسکے

منزہ ہادی کو ایک نظر دیکھ کر منیب سے بولی جو سٹپٹا کر سیدھا ہوا وہیں ہانیہ بھی اس کی بات پر اداسی سے مسکرادی۔ گال بے ساختگی سے سرخ ہوئے

نہیں بھئی، میں اپنی گڑیا کی شادی نہیں کرنے والا۔ میرا بچہ ہمیشہ میرے پاس رہے" گا۔ ہیں ناں ہانی؟

منیب ہانیہ کے سر پر شفقت بھرا بوسہ دیتے بولا تو وہ سر ہلا گئی

"بے غیرت خود تو شادی کے لیے مرا جارہا اور میری باری ظالم سماج بن رہا ہے"

ہادی زیرِلب بڑبڑایا تو منزہ اسے دیکھتے قہقہ لگا گئی

@@@@@@@@

ماں صدقے جاوے میرا پتر، وے منیب ویسے تے تو نے کدی کوئی اچھا کام نہیں کیا" اماں جان عیشال کو خود سے لپٹائے "پر میری عیشال نوں پسند کر کے تو پہلا چنگا کم کیتا خوشی سے نہال تھیں۔ منیب انہیں سب کچھ بتا چکا تھا اور انہیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا

منیب منہ بسورے بولا "اماں یہ میری تعریف تھی کے بے عزتی؟ کنفرم کریں پلیز" تو باقی سب مسکرا دیے

وانیہ شرارت سے "منیب بھائی آپ کی میٹھی میٹھی ہوئی ہے اگر آپ فیل کریں تو" لب دبائے بولی تو منیب اپنا سا منہ لے کر رہ گیا

اماں میں بھیا کی شادی پہ خوب ناچوں گی۔ اور یہاں تک چوڑیاں پہنوں گی۔ مہندی" بھی لگاؤں گی اور ہاں گجرے بھی۔ آپ مجھے لگانے نہیں دیتی کچھ بھی۔ بھیا کی شادی ہانیہ کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی سے ناچنے "پہ میں آپ کی کوئی بات نہیں مانوں گی لگے۔ وہ سب لاونج میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔

عیشال اماں جان کے ایک طرف جبکہ ہانیہ دوسری طرف بیٹھی تھی۔ وانیہ ہانیہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔ دوسرے صوفے پر منزہ، مشعل اور جویرہ تھیں۔ جبکہ وہ منیب اور ہادی نیچے کاوچ پر گرنے کے انداز میں پڑے تھے اور صائم، عبید اور بلال ٹو سیٹر صوفے پر اڑے ترچھے پڑے تھے

ہانیہ کی بات پر جہاں اماں جان اور باقی سب مسکرائے تھے وہیں ہادی کی آنکھیں چمکیں۔ وہ حسن کی ملکہ پہلے ہی اس کے حواسوں پر سوار رہتی تھی اگر سولہ سنگھار کر لیتی تو وہ معصوم کہاں جاتا۔ مگر جو بھی تھا اس کی معصوم خواہشات پر ہادی کو جی بھر کر پیار امڈا تھا

"ٹھیک ہے میری جان، جو چاہے پہن لینا۔ مگر اگر میری شہزادی کو نظر لگ گئی تو؟" اماں جان کو نیا خوف لاحق ہوا تھا

اماں اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ہی کہتی ہیں اللہ کی بنائی دنیا حسن سے بھری پڑی ہے تو پھر بھلا میرے اس نامکمل حسن کو کس کی نظر لگنی " ہانیہ کی بظاہر مسکرا کر کی گئی بات پر سب کے دل میں درد اٹھا تھا۔ وہ پاگل جس نے کبھی خود کو دیکھا تک نہیں تھا اپنے حسن سے بے نیاز تھی تب ہی شاید ایسا بول گئی تھی

اللہ پاک کی بنائی کوئی چیز نامکمل نہیں ہوتی۔ ہاں اس کے ہر کام میں مصلحت ضرور" ہوتی ہے۔ وہ جانتا ہے کسے کتنا دینا ہے۔ شاید اس نے آپ کو آنکھیں اسی لیے نہیں دیں کے کہیں آپ کو آپ ہی کی نظر ناں لگ جائے۔ خود کو کبھی بھی کمتر نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ ناشکری ہوتی ہے جو اللہ کو پسند نہیں ہے" یہ آواز وہاں سے آئی تھی جہاں سے کسی کو امید نہیں تھی

ہادی کی سنجیدگی سے بھرپور آواز پر وہ سب چونکے تھے۔ اس کے چہرے پر صاف لکھا تھا کے اسے ہانیہ کے جملے نے تکلیف دی ہے۔ مگر وہ جلد ہی اپنے تاثرات چھپاتا کال کا بہانا بنائے وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

منیب حیرت زدہ سا بولا۔ ہادی کی حالت ان سب کے لیے "یہ ہادی کو کیا ہو گیا تھا؟" حیران کن تھی

کچھ نہیں یار، تمہیں پتا تو ہے وہ کب کہاں، کونسی بات کرتا ہے یہ اس کے سوا کوئی" منزہ نے جلدی سے بات بدلی جس پر ماحول دوبارہ نارمل "نہیں جانتا۔ چِل کرو سب ہوا تھا

اماں "عیشال پتر اسی جلد ہی تیرے بابا سے گل کرن آواں گے۔ ٹھیک ہے ناں؟" جان عیشال کی سمت متوجہ ہوتے بولیں تو وہ سر ہلا گئی۔ باقی سب اماں جان کی جلدی پر مسکرا دیے۔ جبکہ ہانیہ تو اب تک ہادی کی آواز اور لہجے کی تکلیف میں کھوئی ہوئی تھی

@@@@@@@@

کافی دیر بعد محفل برخاست ہوئی تو "کیا ہوا جویرہ؟ آپ یہاں اس وقت خیریت؟" وہ سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیے۔ رات کے پہر جویرہ گھر میں کال کرنے کے لیے باہر نکلی۔ وہ لاونج میں تھی جب عبید کی آواز پر چونکی۔ جلدی سے دوپٹے سے منہ ڈھانپتے اس کی طرف مڑی

جویرہ آہستہ سے "جی وہ بابا کو کال کرنے آئے تھے۔ انہیں سے بات کر رہے تھے" بولی تو وہ سر ہلا گیا۔ رات کے اس پہر اسے سامنے دیکھنا یہ بہت دلکش اور حسین سا احساس تھا۔ جسے وہ شاید لفظوں میں بیان ناں کر پاتا

عبید کو نا جانے "آپ آج شام سے کافی چپ چپ ہیں؟ کیا بات ہے سب خیریت؟" کیوں وہ تھوڑی چپ چپ سی محسوس ہوئی

کچھ خاص نہیں۔ بس خود پر حیران تھے ہم اتنی جلدی اتنے پُر اعتماد ہو جائیں گے، کبھی سوچا نہیں تھا۔ ہم تو وہ تھے جو کچھ عرصہ پہلے یونی تک آنے سے خوفزدہ تھے اور جویرہ حیران سی بول رہی تھی "اب یہاں گھر سے اتنی دور آ گئے ہیں

عبید اس کی بات پر دھیما سا مسکرا کر بولا تو وہ نفی "آپ جانتی ہیں ایسا کیوں ہے؟" میں سر ہلا گئی

صحبت، آپ کی صحبت آپ کی شخصیت پر بہت گہرا اثر رکھتی ہے۔ دوست وہ" ہوتے ہیں جو آپ کو زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتے ہیں۔ جہاں ہم لڑکھڑانے لگتے ہیں وہاں وہ آگے بڑھ کر تھام لیتے ہیں۔ آپ غور کریں یقیناً آپ عبید کا انداز "نے ایسے دوست بنائے ہوں گے تب ہی آپ میں یہ تبدیلی آئی ہے ایسا ہوتا تھا کے سامنے والا اسے سننے پر مجبور ہو جاتا تھا

اس کی بات پر جویرہ بھی آہستہ اور رازداری سے بولی "اب آپ کو ایک راز بتاؤں" تو عبید اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ کر رہ گیا

میں نے مشعل، عیشال اور منزہ کے علاوہ کوئی دوست نہیں بنایا یونی میں۔ ان تینوں" نے ہی مجھے اس طرح سنبھالا ہے کے میں خود حیران ہوں۔ اور سب سے بڑھ کر آپ

"نے جو مجھے ہر جگہ گائیڈ کیا۔ مجھے پروٹیکٹ کیا ایسا کوئی نہیں کرتا۔ تھینک یو سو مچ جویرہ نظریں جھکائے دھیما سا مسکرا کر بولی تو عبید اسے دیکھ کر رہ گیا۔

مجھے خوشی ہے کے ہم سب دوست آپ کے کام آئے۔ رات بہت ہو گئی ہے۔ آپکو" عبید بھی نظریں گھماتا بولا تو جویرہ سر ہلا کر وہاں سے چل دی "آرام کرنا چاہیے

کوئی احساس، کوئی جزبہ تو تھا جس نے ان دونوں کو جوڑ رکھا تھا۔ ایک ایسا جذبہ جو ہر مفاد اور منافقت سے پاک تھا۔ عبید کی محبت اور جویریہ کی عزت جو اس کے دل میں عبید کے لیے تھے وہ بہت پاکیزہ تھی۔ اور شاید اللہ کو یہ پاکیزگی پسند آجاتی

@@@@@@@@

ہادی جو ہانیہ کی بات کے بعد لان میں چکر لگا کر غصہ "!ہادی۔۔۔بات سنیں پلیز" قابو کرنے میں ہلکان ہو رہا تھا نسوانی آواز پر پلٹا۔ جہاں وانیہ کھڑی تھی۔ وہ بامشکل اپنے تاثرات چھپاتا اس کی سمت آیا

وہ جانتا تھا وانیہ کہیں ناں کہیں کچھ تو جانتی ہے۔ مگر کتنا اور کیا یہ اسے پتا کرنا "جی؟" تھا

وانیہ اس کا چہرہ کھوجتے "اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو کیا آپ جواب دیں گے؟" ہوئے بولی۔ ہادی خود کو مزید ریلیکس کرنے لگا

ہادی دل میں "جی اگر آپ کی بات کا کوئی جواب ہوا تو ضرور دوں گا۔ آپ بتائیں؟" آل تو جلال تو کا ورد زور و شور سے کر رہا تھا

میں جانتی ہوں آپ ہانیہ کو پسند کرتے ہیں۔ اب سے نہیں تین سال پہلے جب آئے" وانیہ اسے منہ کھولتا دیکھ "تھے تب سے۔ اب مجھے جھٹلانے کی کوشش مت کریے گا بولنے سے روک گئی

وانیہ سینے پر ہاتھ باندھتے سنجیدگی "مجھے بس یہ جاننا ہے اس پسند کی نوعیت کیا ہے؟" سے بولی۔ ہادی سمجھ چکا تھا اب بچنے کا کوئی راستہ نہیں

ہادی اسے بازو سے پکڑ کر کرسی پر "پہلے تم یہ بتاؤ بہن بن کر سنو گی کے سالی؟" بیٹھاتا بولا خود اس کے سامنے بیٹھ گیا

وانیہ بھی "یہ تو تمہارے جذبوں پر منحصر ہے۔ تم شروع کرو میں اینڈ میں بتاؤں گی" اس کے فرینک ہونے پر آپ سے تم پر آئی تھی

یار دیکھو۔ منیب کو ابھی مت بتانا، ورنہ وہ سالہ میرا کچومر بنا دے گا۔ ہاں یہ سچ ہے۔ میں ہانیہ سلطان سے محبت کرتا ہوں۔ بلکہ محبت تو اب کہیں پیچھے رہ گئی ہے وہ میرا عشق اور جنون بن گئی ہیں۔ میرے ہر دن کا پہلا خیال اور ہر رات کا پہلا حسین ہادی بالوں "خواب ہیں ہانیہ۔ اب تو میں خود بھی نہیں جانتا کتنی محبت ہے ان سے میں ہاتھ پھیرتے بولا تو وانیہ اس کی محبت کی شدت دیکھتے مسکرا دی۔ اس کی ہانیہ ایسا ہی انسان ڈیزرو کرتی تھی

وانیہ بس اسے "ہانیہ دیکھ نہیں سکتی پھر بھی؟ اگر کبھی تم اس سے بیزار ہو گئے تو؟" آزمانا چاہتی تھی ورنہ اس کی شدتیں تو اس کے چہرے پر درج تھیں

میر ہادی خود سے بیزار ہو سکتا ہے مگر ہانیہ سلطان سے نہیں۔ تو کیا ہوا اگر وہ دیکھ " نہیں سکتیں؟ میں تو دیکھ سکتا ہوں ناں۔ وہ میری آنکھوں سے دنیا دیکھیں گی۔ مجھے محسوس کریں گی۔ اور میرے لیے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہو گی کے ہانیہ سلطان وہ سچ "اپنے محسوسات سے صرف میرا نقش اپنے دماغ پر بنائیں گی۔ اور کسی کا نہیں میں دیوانہ تھا۔ بھلا ایسی محبت کوئی کرتا ہے جیسی وہ کر رہا تھا

میں بہت خوش ہوں ہادی بھائی۔ آپ اماں جان کی ہانیہ کے حق میں مانگی جانے والی" وانیہ "دعاؤں کا صلہ ہیں۔ ہانیہ سلطان خوش قسمت ہے کے انہیں میر ہادی ملیں گے دل سے کھل کر مسکرا دی

"نہیں، جب وہ مجھے ملیں گی تو میر ہادی کی خوش قسمتی کا اندازہ لگانا ناممکن ہو جائے گا" آسمان پر نظریں ٹکائے وہ ایک جذب کے عالم میں بولا تو آسمان کے ستارے بھی اس عاشق کی دیوانگی پر مسکرا دیے

اک کام کرو گے تم؟

اپنے نام کے سنگ

میرا نام لکھو گے تم؟

جو چھین ناں سکے

کوئی بھی مجھ سے

جن کی تعمیر سے وابستہ

ہوں میرے ہر پل

کی خوشیاں سبھی

سنو کوئی ایسے ہی خواب

میری آنکھوں کی زیست کرو گے تم؟

@@@@@@@@

مگر ایک بات وانی، ابھی اس بارے میں ہانیہ کو کچھ مت بتانا۔ اگر منی کو شک بھی" ہادی ایک دم سے "ہو گیا تو میری نیا سمندر میں اترنے سے پہلے ہی ڈوب جائے گی اپنے ازلی روپ میں آتے بولا

وانیہ "مگر کب تک چھپائیں گے آپ ان سے؟ کبھی ناں کبھی تو بتانا ہی پڑے گا" جانتی تھی اس کا ڈر بے جا نہیں ہے۔ کوئی بھی بھائی برداشت نہیں کرتا کے اس کا دوست ہی اس کے گھر نقب لگائے

ارے جب وقت آئے گا تب اسے بھی بتا دوں گا۔ پہلے تو مجھے ہانیہ کو منانا ہے۔ پہلے" ہادی منہ بسور کر بولا تو وانیہ سر ہلا گئی "وہ مان جائیں تو پھر اپنے سالے سے نبٹوں گا

ہانیہ جو شاید اسی کو ڈھونڈھنے نکلی تھی اسے دیکھتے بولی۔ ہادی "وانی، تم یہاں ہو کیا؟" نے منہ پر انگلی رکھتے اسے اپنا ناں بتانے کا بولا

وانیہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لاتی "ہاں ہانی میں یہیں ہوں، کیا ہوا تم سوئی نہیں؟" کرسی پر بیٹھا گئی

ہانیہ کو عادت تھی اپنے "وانی یار ابھی کچھ دیر پہلے جو ہوا میں وہ سب سوچ رہی تھی" دل کی ہر بات وانیہ سے کہنے کی تب ہی دل میں چل رہی بات اس سے بولی

وانیہ جانتی تھی وہ کیا کہہ رہی ہے مگر پھر بھی اس سے منہ سے سننا "کونسی بات ہانو؟" چاہتی تھی

میں جانتی ہوں میں نے غلط بات بولی تھی۔ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ مگر تم نے " ہانیہ پوری "نوٹ کیا ہادی کے لہجے میں کچھ الگ تھا۔ کچھ عجیب، مگر کیا اور کیوں؟ طرح الجھی ہوئی تھی۔ ہادی اس کے گہرے مشاہدے پر مسکرا دیا

اچھا؟ مجھے تو کچھ خاص محسوس نہیں ہوا۔ تم نے ناشکری والی بات کی تھی تب ہی" وانیہ ہادی کا "شاید ہادی بھائی وہ سب بول گئے۔ تمہیں سمجھانا چاہتے ہوں گے مسکراتا چہرہ دیکھ کر بولی

نہیں ناں یار، وہ صرف سمجھانا نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میرے ایسا بولنے سے " انہیں تکلیف ہوئی ہو۔ برا لگا ہو۔ مگر میں نے تو جو کہا تھا خود کو کہا تھا تو پھر انہیں کیوں

ہانیہ پوری طرح الجھی ہوئی تھی۔ کچھ دنوں سے جو اس کے ساتھ ہو رہا تھا وہ "برا لگا؟ بہت عجیب تھا اس پر ہادی کی باتیں

وانیہ اس کا دھیان بھٹکانے کو بولی تو "تم چھوڑو یار، پاگل ہیں وہ ان کی کیا ہی بات کرنا" ہادی نے اسے گھورا

اب کے ہانیہ بھی ہادی کی شرارتی باتیں یاد کرتی مسکرا دی۔ "پاگل تو وہ سچ میں ہیں" ہادی کا دل چاہا کھل کر قہقہ لگائے

خیالوں میں ہی جیسے اس کے کانوں میں سرگوشی کی " بلکل آپ کے عشق میں پاگل" تھی۔ مگر ان خیالوں کے حقیقت ہونے بھی میں ابھی بہت وقت تھا

@@@@@@@@

اگلے "ہادی پتر، ہن تو وی کوئی کڑی پسند کر لے۔ تا کے ہم تیرا وی ویاہ ویکھ سکیں" دن صبح ناشتے کی ٹیبل پر اماں جان نے ہادی کو دیکھتے نیا کٹا کھولا۔ ہادی بیچارے کی چائے گلے میں اٹکتے بچی

چہرے پر زمانے بھر کی "اماں جان میں تو کر لوں مگر مجھے کڑی دینی کس نے ہے؟" مسکینیت طاری کیے بولا۔ ٹیبل پر اس وقت صرف وہ لڑکے موجود تھے اور ساتھ دادی باقی سب جویرہ کے پردے کی وجہ سے کچن میں ہی محفل جما چکی تھی جو تھوڑے فاصلے پر تھی

لے میرا پتر اتنا سوہنا ہے۔ پتر تو ناں لے کڑی کا میں ہوں ناں تیری شادی کرادوں"
دادی کو اس کی مصنوعی معصومیت پر جی بھر کر پیار آیا تھا "گی

ہادی "اماں جان پھر لڑکی بھی آپ ہی بتادیں۔ جس سے کہیں گی شادی کرلوں گا"
اٹھ کر ان کے قدموں میں آکر بیٹھ گیا۔

لے پتر یہ مشعل اور عیشال تو بک ہیں تو ایسا کر اپنی منزہ سے ویاہ کر لے۔ بڑی پیاری"
اماں جان نے اپنے عظیم مشورے سے نوازا تو ہادی بچارہ سٹپٹا کر رہ گیا "ہے ماشاءاللہ

ارے اماں جان زی بھائی نہیں، ان کے لیے تو ہم کوئی سنجیدہ سا سمجھدار سا لڑکا" منیب نے جلدی سے "ڈھوڈیں گے۔ اور ویسے بھی وہ تو ہمارے بھائی ہیں کیوں ہادی آگے بڑھتے بات کو سنبھالا اور کن آکھیوں سے بلال کو دیکھا جو بے تاثر سا چہرہ لیے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ ہادی نے اس کی بات پر زور و شوروں سے سر ہلایا

اب کے بار عبید کو "اچھا۔ تے فیر یہ جو نئی بچی ہے جویرہ۔ یہ بھی بڑی سوہنی ہے" ہارٹ اٹیک آتے آتے بچا تھا

اللہ کو مانیں اماں جان، کیوں اپنے سمجھدار پتر کو بے موت مارنا چاہتی ہیں۔ جویرہ.جی" ہادی اوپر ہوتے ان "تو انشاءاللہ ہماری بھابھی ہوں گی۔ ابھی کسی کو بتایئے گا مت کے کان میں سرگوشی کرتے بولا تو اماں جان عبید کا چہرہ دیکھتے مسکرا دیں

اب کے دادی اس کے سر پر چت "تے فیر توہی بتا دے، کیسی کڑی چاہیے تجھے؟" لگاتے بولیں

میری حسین اماں جان مجھے بلکل آپ کے جیسی لڑکی چاہیے، یوں سمجھیں آپ کی" ہادی انہیں گلے لگاتے مسکا مارتے بولا "پرچھائی ہو بس

اماں جان "اچھا۔۔۔ ہمم تو پھر یہ ہماری وانیہ کیسی رہے گی؟ تو کہے تو بات کروں؟" کی بات پر ہادی کا دل چاہا اپنے بال نوچ لے

ساری دنیا کی لڑکیاں گنوا دیں اماں جان۔ بس جہاں آنا تھا وہاں نہیں پہنچیں۔ یا اللہ" ہادی دل ہی دل میں بڑبڑایا "مجھے صبر دے

نہیں اماں جان وانیہ تو میری بہن جیسی ہے۔ آپ دفع کریں مجھے شادی کرنی ہی" ہادی منہ بسور کر کہتا واپس اپنی جگہ جا کر بیٹھ "نہیں ہے۔ میں کنوارا ہی ٹھیک ہوں گیا۔ باقی سب بھی مسکرا کر اپنے اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے

@@@@@@@@

میر صاحب آپ کو کوئی پرواہ ہے کے نہیں بیٹے کی؟ اتنے دن سے اس سے ناراض" ہادی کی مما ثمینہ بیگم میر طارق زمان سے "پھر رہے ہیں ایک فون تک نہیں کیا اسے بولیں جو آفس کے لیے تیار ہو رہے تھے

میر طارق تو پہلے ہی غصے میں "تو آپ کے بیٹے نے کونسا کہا کے باپ کو فون کر لوں؟" تھے۔ ہادی نے ان کی ناک میں دم کر رکھا تھا

ثمینہ بیگم ماں تھیں آخر "آپ ایوں ہی میرے معصوم بچے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں" کیسے کچھ سن لیتیں اس کے خلاف

بیگم اب میں نے غش کھا کر گر پڑنا ہے۔ معصومیت کے م سے بھی واقف نہیں ہے" طارق صاحب بیگم کے غیر سیاسی بیان پر ہول اٹھے تھے "آپ کا سپوت

میر صاحب میں بتا رہی ہوں اگر آج آپ نے میرے بیٹے سے بات ناں کی تو" ثمینہ بیگم مصنوعی "میں۔۔۔ تو میں ہاں تو میں گھر چھوڑ کر بھائی کے گھر چلی جاؤں گی آنسو پونچھتے بولیں

طارق صاحب "اتنا خوش قسمت نہیں ہوں میں، جیسی ڈرامے باز ماں ویسا نوٹنکی بیٹا" جانتے تھے وہ انہیں ایموشنل بلیک میل کر رہی ہیں

میر صاحب زیادہ پُھس پُھس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس بار سنجیدہ" ثمینہ بیگم انہیں منہ ہی منہ بڑبڑاتے دیکھ کر جلال سے بولیں "ہوں"

کرلوں گا کال میری ڈرامے باز بیگم۔ ابھی میٹینگ کے لیے لیٹ ہورہا ہوں۔ "آکر طارق صاحب ان کے ماتھے پر بوسہ دیتے باہر نکل گئے۔ ثمینہ بیگم "بات کرتے ہیں اپنا مقصد پورا ہونے پر دلکشی سے مسکرا دیں

اگر کہا جاتا کے میر ہادی اپنی ماں کی کاپی تھا تو غلط ناں ہوتا۔ وہ بھی ایسی ہی تھیں۔ کبھی بے انتہا شرارتی تو کبھی اتنی ہی حساس اور نرم دل۔ ہادی کی ڈارلنگ مما

@@@@@@@@

صائم لان "ہاں ناں ڈئیر میں واپس آتے ہی تم سے ملتا ہوں۔ کیوں فکر کر رہی ہو؟"
میں کھڑا فون پر بات کر رہا تھا جب مشعل وہاں سے گزری ڈئیر لفظ پر اس کا ماتھا ٹھنکا۔
تب ہی ہادی اور منیب بھی وہاں آ گئے

صائم کو ابھی بھی پتا نہیں تھا کے مشعل اس کے "او کے خدا حافظ۔ اپنا خیال رکھنا"
پیچھے کھڑی ہے۔ ہادی اور منیب اس کے سامنے آ کر رکے۔ دونوں کی آنکھیں
شرارت سے چمکیں تھیں۔ خدا خیر کرے صائم پر

ارے صائم، یار یہاں تو ان محترماوں کا پیچھا چھوڑ دے۔ تیری منگیتر بھی یہیں ہے"
ہادی مشعل کو دیکھتا صائم سے بولا جو ہقابکا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا "اگر اس نے دیکھ لیا تو

اب یہ کون سی محترمائیں اس کے حصے میں ڈال رہا تھا "مگر۔۔"

"یار یاروں سے کیسی شرم۔ ہم تو تیرے یار ہیں دلدار ہیں۔ اور میں نے تو وہ نمبر بھی اب کی بار منیب اس کی بات کاٹتے "دیکھا تھا تیرے موبائل میں جو جان سے سیو تھا بولا

"ہاں اور ہنی نام جو سیو تھا اس سے تو میری بھی بات ہوئی تھی۔ بول رہی تھی صائم" ہادی مشعل کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھتے "بہت جلد مجھ سے شادی کرنے والا ہے بولا

یار تو مشی کے ہوتے ہوئے ان لڑکیوں کو کیسے لفٹ کروا سکتا ہے؟ اگر اسے پتا چل"

منیب سرزنش کرنے کے انداز میں بولا "گیا تو گن گن کے جوتے مارے گی

پہلی بات میں نے کسی کا نام جان اور ہنی سے سیو نہیں کیا۔ ناں ایسی کو لڑکیاں ہیں"

لو بھئی صائم "میری لائف میں۔ اگر بنا بھی لوں تو کیا؟ میں مشعل سے ڈرتا ہوں کیا؟

صاحب اور مار و شوخی

منیب اس کا رخ مشی کی طرف کرتا بولا۔ جو لال "ڈرتا نہیں مگر اب ڈرنا پڑے گا"

بھبھو کا چہرہ لیے اسے گھور رہی تھی

صائم نے تھوک نگلتے اسے دیکھا جو کسی بھی لمحے پھٹنے کو تیار تھی "مشییی"

@@@@@@@@

کیا کہہ رہے تھے تم؟ مشعل سے ڈرتا کون ہے؟ ہاں مجھ سے کیوں ڈرو گے تم۔ جب" جان اور ہنی بناتے ہوئے نہیں ڈرے تو اب کیوں ڈرنا۔ تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو۔ دھوکے باز، بے وفا، مطلبی۔ دوبارہ اپنی چھچھوندر جیسی شکل مجھے دکھائی تو گنجا کر مشعل جو ایک بار شروع ہوئی تو پھر اسے روکے کون۔ صائم "دوں گی تمہیں بے چارہ حیرت زدہ اپنی بے عزتی سن رہا تھا جبکہ وہ دونوں پھپھے کٹنے ان کی لڑائی کروا کر اب مزے سے فلم انجوائے کر رہے تھے

صائم نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا تو وہ دو قدم دور ہوئی "مشی یار میری بات تو سنو"

کیا سنو ہاں؟ جتنا سنا وہ کافی نہیں تھا؟ یا ابھی کوئی شیلا، منی باقی رہتی ہے جس کے " مشعل تیکھے چتون بولی تو صائم سر پیٹ کر رہ گیا "بارے میں مجھے نہیں پتا؟

منی سن "یار مشی مجھے کیوں بیچ میں لا رہی ہو میں صائم کی گرل فرینڈ تھوڑی ہوں" کر منیب منہ بنائے بولا

ابے ڈھکن چپ کر۔ وہ تیرے والا منی نہیں بول رہی وہ لڑکی والا منی بول رہی ہے۔" "انہیں لگے رہنے دے فری کی فلم کیوں خراب کر رہا ہے۔ مشی یو کین پلیز کنٹینیو ہادی منیب کے تھپڑ مار کر بولا تو منیب سر ہلا گیا

مشی یار یہ دو پھاپھے کٹنے ماسی شکیلہ بنے ہماری لڑائی کروا رہے ہیں اور تم لڑ رہی ہو" صائم کو اب ان دونوں کا پلین سمجھ آیا تب ہی روہانسی "مجھ سے۔ ایسا کچھ نہیں ہے یار سا ہوتا بولا

ان دونوں کو کیا مصیبت پڑی ہے ہمیں لڑانے کی؟ اور میں نے خود تمہیں فون پہ" مشی کا پارہ ساتویں آسمان پر تھا "ڈیئر ڈیئر کرتے سنا ہے۔ جھوٹ مت بولو

جارہی ہوں میں۔ تم اب اپنی ان ہوتی سوتیوں کے پاس ہی جانا خبردار اگر چائے" مشعل پاؤں پٹختی واک آوٹ کر گئی "بنوانے میرے پاس آئے تو چڑ سی کہیں کے

صائم "گھٹیا انسانو تم دونوں کی وجہ سے وہ مجھے چڑسی اور نا جانے کیا کیا بول کر گئی ہے" بازو موڑتا ان کی طرف مڑا جو ایک ہی جست میں کئی قدم دور ہوئے تھے

افففف منیب کا ڈائیلاگ، وہ "زندگی کے نشیب و فراز میں ایسے لمحات بھی آتے ہیں" بھی کہہ رہے تھے بہت دونوں سے منیب نے اپنا ورلڈ فیمس ڈائیلاگ نہیں بولا

اور ویسے بھی کہہ تو تو ایسے رہا ہے جیسے پہلے مشی تیری بہت عزت کرتی تھی؟ دل پہ" ہادی اسے آنکھ مارتے بولا تو صائم کو "کیوں لیتا ہے پگلے وہ تو ہر بار تجھے چڑسی بلاتی ہے مزید طیش آیا مگر وہاں پرواہ کسے تھی

کمینو وہ ناراض ہو گئی ہے مجھ سے۔ اب وہ تم دونوں کی سگی جلدی مانے گی بھی"

صائم بیچارہ سر پکڑے کرسی پر ڈھے گیا "نہیں۔ عجیب مصیب ہے یار

ہادی صائم کے پیچھے دیکھتے بولا تو ایک بار پھر "مشی صائم تمہیں مصیبت کہہ رہا ہے"

صائم کا دم نکلا تھا

وہ جلدی تو بولتا پلٹا تو وہاں دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ "مشی جان میں تو مزاق۔۔"

ہادی اور منیب اس کا چہرہ دیکھتے قہقہ لگا کر وہاں سے بھاگے کیونکہ اب صائم سے انہیں صرف ان کی بھاگنے سپیڈ بچا سکتی تھی۔

@@@@@@@

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری"

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری" بلال زیرِ لب گنگناتا ہوا موبائل ہاتھ میں تھامے بیٹھا تھا۔ لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ تھی جیسے آج اس کا موڈ بہت اچھا ہو۔ منزہ کچن میں طرف جا رہی تھی جب اس کی گنگناہٹ سنتی رکی۔ آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا

میرے لیے تو یہ گانا گا نہیں سکتا۔ کیونکہ میرے لیے اس سڑیل خان کے منہ سے" خود کلامی "صرف طنز ہی نکلتا ہے۔ تو پھر یہ کس ماں کو زندگی بنا رہا ہے۔ اس کی تو میں کے انداز میں بازو ٹانگ کر اس کی طرف بڑھی

بظاہر مسکراہٹ لیے وہ دانت پیستے بولی۔ بلال "کون ہے بھئی وہ؟ ہمیں بھی تو پتا چلے" نے حیرانی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا

بلال کا موڈ خوشگوار تھا تب ہی اسی دوستانہ لہجے میں منزہ سے بولا "کون؟"

اس کے لہجے پر منزہ کو تھوڑا "وہی جسے عزت مآب بلال خان زندگی کہہ رہے ہیں" حوصلہ ملا تو اسی انداز میں بولی

بلال شرارت سے لب دبائے بولا تو منزہ نے آنکھیں مزید چھوٹی کیے "اچھاااااوہ" اسے گھورا

منزہ کا جلن سے برا حال تھا بس نہیں چل رہا تھا وہ چڑیل اس "جی ہاں وہی حسینہ عالم" کے سامنے آئے اور منزہ اس کا سر پھوڑ دے

بلال اسی "ہے کوئی، جو بہت خاص ہے۔ میری زندگی میں سب سے خاص" مسکراہٹ سے بولا تو منزہ کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا وہ تو سمجھ رہی تھی شاید یہ سب اس کا وہم ہو گا اور بلال اس کی غلط فہمی دور کر دے گا

اپنے درد کو چھپاتے سلگتے لہجے میں پوچھا "کون ہے وہ خوش نصیب؟"

بلال کے موبائل پر کال آئی تو وہ "فلحال تو نہیں بتا سکتا ہاں وقت آنے پر ملوا دوں گا" اٹھ کر باہر نکل گیا۔ جبکہ منزہ وہیں صوفے پر ڈھے گئی۔ ٹانگوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تھا

صائم اندر آیا تو اسے یوں بیٹھا دیکھ پریشانی سے اس کی طرف بڑھا "منزہ کیا ہوا؟"

میں نے اسے ہار دیا صائم۔ میں کہتی تھی ناں وہ میرا کبھی نہیں ہو گا۔ وہ کبھی مجھ سے "منزہ سسکتے "پیار نہیں کرے گا۔ دیکھو آج اس نے کہہ دیا کے وہ کسی اور کا ہے ہوئے بے ربط سا بولی تو صائم اس کی حالت پر تڑپ اٹھا

صائم اسے خود "منزہ میری جان ریلیکس، تمہارا بھائی ہے ناں، مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" سے لگائے بولا تو وہ اور زیادہ رونے لگی

منزہ اسے بلال کی بولی بات بتاتی چلی گئی۔ صائم نے بے ساختہ لب بھینچے۔ "بلال۔۔" منزہ کی دیوانگی سے ناواقف تو نہیں تھا وہ

صائم اسے سیدھا کرتا "منزہ سنبھالو خود کو۔ اگر تم کہو تو میں بات کروں بلال سے؟" اس کے آنسو صاف کرتے بولا

نہیں صائم، تم کچھ نہیں کہو گے۔ یہ میری لڑائی ہے اسے میں خود لڑوں گی۔ بلال" منزہ آنسو پونچھتے جنون سے بولی تو "خان میرا ہے اور ہر قیمت پر صرف میرا ہی ہو گا صائم اسے دیکھ کر رہ گیا

کہنے کو وہ "منزہ کچھ بھی ایسا مت کرنا جس سے تمہیں کوئی نقصان ہو یا تکلیف پہنچے" صائم کے تایا کی بیٹی تھی مگر اس کے لیے سگی بہن تھی۔ ان کے گھر کی رونق وہ اسے کسی تکلیف میں نہیں سکتا تھا۔

فکر مت کرو۔ میں جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔ بلال خان ابھی منزہ زیدی کے جنون" منزہ شدت سے بولی تو چند لمحے صائم کو اس کی شدت سے "سے ناواقف نہیں ہے خوف سا آیا مگر پھر سر جھٹک گیا

ٹھیک ہے۔ مگر ابھی کے لیے خاموشی بہتر ہے۔ دو دنوں میں ہم واپس جا رہے ہیں" صائم نے سمجھایا تو وہ سر ہلا گئی۔ "پھر کچھ سوچیں گے اس بارے میں

@@@@@@@@@

ناہجار، بے شرم کوئی مروت لحاظ ہے یا نہیں تجھ میں ؟ خود تو جا کر بیٹھ گیا ہے وہاں" طارق صاحب نے ہادی کو فون "میری بیوی کو میرے خلاف کر گیا ہے نالائق اولاد کیا جو دوسری ہی بیل پر اٹھا لیا گیا۔ انہوں نے آو دیکھا ناں تاؤ اسے جھاڑنا شروع کر دیا

او سر جی بریک پر پیر رکھو ذرا۔ ناں سلام ناں دعا سیدھا کوسنوں پر اتر آئے ہیں ایسا" ہادی اچھے سے جانتا تھا یہ بے موسم "کوئی کرتا ہے بھلا جوان اولاد کے ساتھ؟ طوفان کیوں اٹھ رہا ہے پھر بھی مسکین بننے کی اداکاری کرنا ضروری سمجھا تھا

نہیں تیرا کوئی کام ہے دعائیں لینے والا؟ پہلے تو نے ہم دونوں میاں بیوی کی لڑائی" کروائی۔ پھر جب میں نے تیرا کارڈ فریز کروایا تو تو نے میری بیوی کو میرے خلاف طارق صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے "ورغلانا شروع کر دیا؟ کھوتے کے پتر ہوتا تو دو لگاتے مگر اس گدھے کو عقل پھر بھی نہیں آنا تھی

بس میر صاحب بس، مجھے جو کہنا ہے کہہ لیں میں اففف تک نہیں کروں گا مگر اگر" ہادی کی اداکاری عروج پر "میرے باپ کو گالی دی تو میں برداشت نہیں کروں گا تھی

اب اوزیادہ سنی دیول بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ عزت سے گھر آکر اپنی ماں کو اپنا" طارق صاحب "چہرہ دکھاؤ ورنہ وہ میرا کمرے میں داخلہ تک ممنوں کر دے گی خجل سے ہوتے اسی پر برس پڑے

میر صاحب جوان اولاد کے سامنے عاشقی کرتے کوئی خیال نہیں ہے آپ کو؟ یہ" نہیں کے بیٹا شادی کے لائق ہو گیا اس کو پوچھ لیں کے بیٹا کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو اپنے کمرہ بدر ہونے کی فکر لگ گئی ہے۔ نہیں مجھے بتائیں اتنے بڑے مینشن میں اگر میری ماں آپ کو کمرے سے نکال بھی دیتی ہے تو آپ کسی اور کمرے میں رہ لیں۔ وہ بھی ہادی تھا جس سے باتوں میں جیتنا ناممکن تھا "اس میں اتنا بھڑکنے کی کیا بات ہے

۔ تو یہ بتا اپنی 2 میرا گھر، میری بیوی میری مرضی میں چاہے عاشقی کروں یا عاشقی" شادی کا تو ایسے بول رہا ہے جیسے تجھے لڑکی مل جانی ہے۔ تو ایسا کر کوئی ایسی لڑکی پسند کر جو یا تو عقل سے پیدل ہو یا دیکھ ناں سکتی ہو کیونکہ ان دونوں باتوں کے علاوہ تیرا کہیں طارق صاحب نے باتوں باتوں میں اس کی اچھی خاصی کی تھی۔ "چانس نہیں ہے

ہادی جو ان کی بات پر مسکرا رہا تھا آخری بار پھر شیر ہوا

میر صاحب، اگر آپ کو لڑکی وہ بھی میری میری ڈارلنگ مما جیسی مل سکتی ہے تو میں" ہادی "تو پھر مما پہ گیا ہوں۔ اور ویسے آپ کی آخری بات پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ مسکراہٹ دبائے بولا تو طارق صاحب نفی میں سر ہلا گئے

آخر انہوں نے ہی ہار مانی تھی "تو نہیں سدھر سکتا ناں؟"

ہادی تو پھر ہادی تھا "یار اگر میں سدھر گیا تو شریف لوگ کہاں جائیں گے ؟"

وہ ساری بات سائیڈ پر کرتے بولے کیونکہ سچ تو یہی تھا کے وہ بھی ہادی کو مس کر رہے تھے "اچھا یہ بتا گھر کب آ رہا ہے ؟"

بس دو دن بعد یہاں سے نکلیں گے پھر سیدھا آپ کے پاس۔ ویسے سر جی میرے ایک ادا سے "بارے میں اتنا مت سوچا کریں میں دل میں آتا ہوں سمجھ میں نہیں " ڈائیلاگ مارا تھا

طارق صاحب اس کی "ڈائیلاگ تو کم از کم اوریجنل مارا کر۔ ڈوپلیکیٹ سلمان خان" ڈرامے بازی پر نفی میں سر ہلا گئے

باقی کی بحث ہم گھر میں کریں گے۔ میری ڈارلنگ مما کو میرا پیار دیجیے گا۔ اور ہاں" وہ فون بند کرنے سے پہلے بھی شرارت سے بعض نہیں آیا "میرے والا پیار دیجیے گا تھا

طارق صاحب موبائل کو گھورتے بڑبڑا کر رہ گئے مگر پھر اس کی "بے ہودہ" شرارتیں یاد کرتے مسکرا دیے۔ وہ ان کی زندگی بھر کی جمع پونجی تھا

@@@@@@@@

جویرہ جو عبید کو "ارے جویرہ بھا۔۔۔ جویرہ بہنا آپ کسی کو ڈھونڈ رہی ہیں کیا؟" ڈھونڈنے آئی تھی اس کے موبائل میں کوئی اشو آ رہا تھا اور یہاں وہ عبید کے علاوہ ان لڑکوں میں سے کسی سے زیادہ واقف بھی نہیں تھی۔ باہر وہ سب محفل جمائے لاونج میں بیٹھے تھے۔ ہادی اسے دیکھتے شرارت سے بولا

بول وہ ہادی سے رہی تھی جبکہ نظریں عبید پر تھیں جو خود "جی وہ ہمیں کچھ کام تھا" بھی اسی کو دیکھ رہا تھا

ہادی جانتا تھا وہ کیا کہنا چاہتی ہے "آپ حکم کریں کیا مدد کر سکتا ہوں میں آپ کی" مگر اسے ستانا فرض سمجھا تھا

جویرہ تو اس کی آفر پر سٹپٹا گئی۔ اسے خود بھی "آپ نہیں وہ ہمیں عبید جی سے کام تھا" اندازہ نہیں ہوا اس نے کیا بولا

ہادی شرارت سے عبید کی طرف مڑا باقی "عبید جی پلیز جویرہ جیسی کی مدد کر دیں" تینوں بھی سر جھکائے اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہے تھے۔ وہ بہت کیوٹ لگی تھی عبید جی بولتے ہوئے

بلیک شلوار قمیض میں ملبوس "میرے آنے تک اپنا رولہ ختم کرو تم سب !ہادیی" عبید نے رعب سے ان سے کہا وہ سب سنجیدہ ہوئے۔ بھئی عبید ہی تو تھا جو انہیں قابو کر سکتا تھا

بلیک شلوار سوٹ میں عبید کو چوڑا وجود اور سرخ و سفید رنگت غضب ڈھا رہی تھی۔ اس پر ہلکی ہلکی داڑھی اور مونچھیں قاتلانہ تھیں۔ وہ کتنا خوبرو تھا کے لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی اسے پلٹ کر دیکھنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اس پر اس کا سنجیدہ اور نرم لہجہ قیامت ڈھاتا تھا

"آئیں جویرہ" عبید آگے بڑھتا بولا تو جویرہ اس کے پیچھے چل دی۔ باقی سب کی شرارتی نظروں نے دور تک ان کا تعاقب کیا تھا

"آپ پلیز ہادی کی باتوں کو دل پر مت لیجیے گا۔ وہ دل کا برا نہیں کے بس تھوڑا شرارتی ہے" عبید اس کی سمت مڑتا آہستہ سے بولا

ہمیں برا نہیں لگتا۔ آپ کے سب دوست بھلے ہی شرارتی ہیں مگر وہ عزت کرنا جانتے ہیں۔ آج تک کبھی کسی نے کوئی بری حرکت نہیں کی۔ اور ہادی بھائی تو بہت سویٹ سے ہیں۔ اور وہ تھوڑے نہیں بہت زیادہ شرارتی ہیں" جویرہ نے پہلی بار اتنا تفصیلی جواب دیا تھا اور یہ ایسا کچھ غلط بھی نہیں تھا

"یہ تو آپ نے بلکل ٹھیک کہا۔ خیر بتائیں کیا پروبلم ہے" اور شرافت میں تو اس مسٹر ہینڈسم کا بھی کوئی مقابلہ نہیں تھا جو اس سے بات کرتے کبھی اس کی طرف نہیں دیکھتا تھا

"وہ ہمارے موبائل کے سپیکرز میں کوئی مسئلہ ہے۔ بابا کو کال کی تھی مگر ہمارے آواز ٹھیک سے ان تک پہنچ نہیں پا رہی۔ ایک بار تو ہم نے منزہ کے فون سے بات کرلی ہے

جویرہ موبائل اس کی طرف بڑھاتے "پر پھر بھی وہ جلد ہی دوبارہ کال کریں گے۔ بولی تو وہ سر ہلا گیا

اوکے، کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ مجھے تھوڑا ٹائم دیں میں ٹھیک کروا دیتا ہوں۔ آپ" عبید ہلکا سا مسکرا کر بولا تو وہ سر ہلاتے "روم میں جائیں میں فون آپ تک پہنچا دوں گا روم کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ عبید بھی باہر نکل گیا

عبید لاونج کے پاس سے گزرا تو پیچھے سے آتی آواز پر مڑا۔ ہادی "سنیے عبید جی" شرارتی مسکراہٹ لیے جویرہ کے انداز میں باریک سی آواز نکالتے بولا۔ اس کی حرکت پر باقی سب کے قہقے گونجے۔ عبید کا ہاتھ جوتے کی طرف بڑھتا دیکھ ہادی نے بنا بریک کے وہاں سے نکلنا مناسب سمجھا

@@@@@@@@

شام کے وقت ہانیہ عیشال کو "ہاں جی تو عیشال جی، کیسا لگا آپ کو اپنا سسرال ٹوبی؟" لے کر گھر کے پیچھلی طرف بنے لان میں لے آئی جہاں منیب نے ہانیہ کے لیے جھولا لگوایا تھا۔ ہانیہ اسے بیٹھا کر خود کام کا بہانہ کرتی وہاں سے چلی گئی۔ تب ہی منیب کمرے کی کھڑکی سے اسے دیکھتا وہاں پہنچا

بہت پیارا ماشاءاللہ، اور سب لوگ بھی بہت اچھے ہیں، اماں جان، ہانیہ اور وانیہ "
عیشال اس کی بات پر کھل کر مسکرادی " بھی

منیب جھولے پر اس "باقی گھر والوں کو چھوڑو، ہونے والا گھر والا کیسا لگتا ہے یہ بتاؤ" سے تھوڑا فاصلہ رکھے بیٹھتے بولا

گھر والا بس گزارے لائق ہے، مگر چلو جہاں باقی سب اتنا اچھا ہے تو اس معاملے میں" عیشال شرارت سے لب دبائے بولی تو منیب نے اسے گھورا "میں کمپرومائز کر لوں گی

ایک عالم فدا ہے اس حسین چہرے پر اور تم اسے گزارے لائق کہہ رہی ہو گستاخ" منیب آنکھیں چھوٹی کیے بولا جس پر عیشال کا قہقہ بے ساختہ تھا "لڑکی

کون ناں مر جائے اس غلط فہمی پہ اے خدا۔ بندہ کتا پال لے، بلی پال لے مگر خوش" عیشال ناک سے مکھی اڑنے کے انداز میں بولی "فہمی کبھی ناں پالے

منیب شرارت چھوڑتے سنجیدہ "اچھا یہ میری غلط فہمی ہے تو پھر بتاؤ حقیقت کیا ہے" سے لہجے میں بولا تو عیشال کی بھی شرارت ہوا ہوئی تھی

حقیقت وہی ہے جو میں نے کچھ دیر پہلے بیان کی تھی۔ بلکہ نہیں میں غلط تھی۔ "تم لبوں کا کونہ دانتوں میں دبائے بولی تو منیب ہلکا سا اس کی "گزارے لائق نہیں ہو سمت جھکا

گھمبیر لہجے میں بولتے اسے کنفیوز کرنے کی پوری تیاری تھی "پھر کس لائق ہوں؟"

ہنستے ہوئے "تم میونسپل کمیٹی میں جھاڑو دینے والے کی نوکری کرنے کے لائق ہو" کہتی وہ جھولے سے اتر کر بھاگی۔

منیب بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے "عیشاللل، تم ہاتھ آؤ زرا تمہیں میں بتاتا ہوں" بھاگا مگر وہ تب تک گھر کے اندر غائب ہو چکی تھی

@@@@@@@@

ہانیہ جو عیشال کے پاس واپس جا رہی تھی منیب اور عیشال کی آواز سنتے مسکرا کر پلٹی۔ اس کا ارادہ واپس اندر جانے کا تھا۔ وہ گھر کے اندر کی سمت جاتے چار زینوں میں سے اوپر والے پر تھی جب اچانک سامنے سے بلی آتے اس کے پاؤں میں لگی

وہ چیخ مارتے اچھلی۔ بیلنس بگڑنے پر ہانیہ پیچھے کی سمت ہوئی۔ ممکن تھا کے "آہہہہہہہ" وہ گرتے سخت قسم کی چوٹ لگوا لیتی

ہادی جو سامنے والے لان سے واپس آرہا تھا اور اسے "ہانیہ کیا آپ ٹھیک ہیں؟" دیکھتے رکا تھا اچانک ہانیہ کو گرتا دیکھ اس کی طرف بڑھا۔ اس کی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اٹھا کر نیچے کھڑا کیا۔ ایک پل میں ہادی کا دل لرزا تھا۔ وہی حال ہانیہ کا تھا۔ وہ ہادی کے اتنے قریب تھی کے اس کی دھڑکنوں کی آواز سن سکتی تھی۔ نا جانے کتنے لمحوں گزرے جب ہادی کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی

ہانیہ سیدھے ہوتے اپنی سانس بحال کرتے بولی۔ اگر "ج۔۔۔۔جی میں ٹھیک ہوں" ہادی نہیں آتا تو؟

"شکر الحمد" بے اختیار ہادی کے منہ سے پھسلا۔ ہانیہ نے ایک دم جھکا سر اٹھایا۔ مگر افسوس کے وہ سامنے والے کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔

ہانیہ اس کی مشکور تھی جو عین وقت پر فرشتہ بن کر آیا "شکریہ آپ نے مجھے بچالیا" تھا

"کوئی بات نہیں یہ میرا فرض تھا۔ آپ اپنا دھیان رکھا کریں۔ اگر کچھ ہو جاتا تو؟" ہادی ابھی تک خوف کے زیرِ اثر تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی حالت میں اتنا کھوئے تھے کے ہادی کے ہاتھ ہانیہ کی کمر پر یونہیں برقرار تھے مگر وہ محسوس ناں کر سکے۔

"عادت تو اب مجھے اور ۔ہیں رہتی ہی کر مل وہ ہوں لکھیں میں قسمت ٹھوکریں جو ہو گئی ہے۔ میں سہی سے چل نہیں پاتی کئی بار" ہانیہ ترش سی مسکان سجائے بولی تو ہادی کو اس پر غصہ آنے لگا

"کئی بار کچھ اندھیروں سے نکلنے کے لیے اور بغیر ٹھوکر کھائے منزل تک پہنچنے کے لیے کسی ہمسفر کی ضرورت ہوتی ہے جو آپ کو گرنے سے پہلے تھام لے" ہادی سنجیدگی سے بولا تو ہانیہ کو اپنی کمر پر اس کے ہاتھ محسوس ہوئے جس پر وہ ایک دم ساکت ہوئی تھی۔

@@@@@@@@@

منیب کی آواز پر ہانیہ جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔ وہ "ہانیہ، کیا ہوا کیا تم ٹھیک ہو؟" شائد اس کی چیخ سن کر آئے تھے۔ اندر سے وانیہ، عبید، منزہ، عیشال، مشعل، جویرہ، بلال اور صائم بھی وہیں آ گئے۔

"ج۔۔۔جی بھیا میں ٹھیک ہوں۔ بلی آ گئی تھی پاؤں میں۔ گرنے والی تھی مگر ہادی نے بچا لیا" منیب پریشانی سے اس کے پاؤں ٹٹولتے بولا تو ہانیہ اس کے ہاتھ تھامتے تسلی دینے کے انداز میں بولی

منیب مشکور نظروں "شکر الحمد، تھینک یو یار ہادی تو ناں ہوتا تو پتا نہیں کیا ہو جاتا" سے ہادی کو دیکھتے بولا

ہادی "اپنا شکریہ اپنے پاس رکھ میرے ساتھ یہ تکلفات برتے تو منہ توڑ دوں گا تیرا" اس کے کندھے پر مکہ مارتے بولا تو منیب اسے گلے لگا گیا

منیب شرارت سے بولا تو سب لوگ مسکرا دیے "تو تو جان ہے میری جانِ من"

ہادی عیشال کی سمت اشارہ کرتے بولا تو منیب جلدی سے "عیشال پیچھے کھڑی ہے بیٹا" پیچھے ہوا۔ اس کی جلدبازی پر ایک بار پھر سب کے قہقہے گونجے

"ارے اس میں شرمانے کی کیا بات ہے یہ تو کلئیر بات ہے اگر تم دونوں میں سے کوئی ایک لڑکی ہوتا تو تم دونوں کسی اور کو دیکھتے تک نہیں" عیشال منہ بنا کر بولی تو سب نے اس کی تائید کی کیونکہ منیب اور ہادی ہر وقت ایک ساتھ ہی پائے جاتے تھے

"ویسے یہ تو سولہ آنے سچی بات کہی ہے عیشال نے، یہ دونوں ہر وقت پچھلے جنم میں بچھڑے عشقوں کی طرح ساتھ چپکے پائے جاتے ہیں" صائم نے ہنس کر ان دونوں کا جیسے مزاق اڑایا

"اپنی جان اور ہنی کو کیوں بھول گئے صائم، مشی دیکھو خود تو اتنی لڑکیوں کے پیچھے پھرتا ہے اور ہم دوستوں کو باتیں کر رہا ہے" ہادی معصومیت سے لبریز چہرہ لیے ایک بار پھر مشعل کو اس کی ناراضگی یاد دلا گیا

گھٹیا انسان اللہ کرے تجھے کوئی لڑکی ناں ملے۔ اللہ کرے تیرے بچے گنجے پیدا ہوں" اور۔۔۔ اور ہاں اللہ کرے تیری بیوی تجھے روز سو جوتے مارے۔ پھپھکٹنا دوسروں مشی کو پاؤں پٹختے واک آؤٹ کرتے دیکھ جب "کی لڑائیاں کروانے والی محلے کی ماسی صائم کو اور کچھ سمجھ ناں آیا تو ہادی کو کوسنے لگا

ہادی دل پر ہاتھ رکھتے بولا۔ اس "تیرے منہ میں سو اوہ بھی سات چولہوں کی" بیچارے کے بھی کوئی ارمان تھے۔ بعد والی دو تو چلو وہ سہہ بھی لیتا مگر شادی ناں ہونے والی بد دعا تو سیدھا دل پر لگی تھی ٹھاہ کر کے

چپ کرو یار تم دونوں، فارغ عوام کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے جہاں دیکھو دو نمبر بری" بلال ان دونوں کو بحث کرتا "طرح فلاپ ہوئی مووی کی شوٹنگ شروع کر دیتے ہیں دیکھ ایک دم بولا

ہتھ ہولا رکھو خان صاحب۔ مووی کی شوٹنگ تک تو ٹھیک تھا یہ فلاپ مووی کہہ کر" منیب بلال کو دیکھ کر آئی برو اچکاتے بولا "ہماری بستی کرنا ضروری تھا؟

ہادی فل پنجابی اور پینڈو "بلالللل، وے بلاولا خیر ہے آج بڑی جگتیں آ رہی ہیں؟" انداز میں بولا۔ وہ سب لڑکیاں انہیں بحث میں مصروف دیکھ کر وہاں سے نکل گئیں

"تم لوگوں پر تو جگتوں کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جگت بھی کہتی ہے مارا ابھی تو کسے؟" بلال سڑا سا منہ بنائے بولا

ہاں تو تو جیسے پھول جھاڑتا ہے منہ سے ؟ نہیں میں تو کہتا ہوں تیرے منہ میں تو"

ہادی بھی اسی کے انداز میں بولا "گلابوں کا باغیچہ لگا ہوا ہے ہیں ناں ؟

عبید ہاتھ اٹھاتے بولا تو وہ سب "شٹ اپ گائز، تم لوگ چپ ہونے کا کیا لو گے ؟"

ایک دم سے اس کی طرف متوجہ ہوئے

ہادی دانت دکھاتے بولا تو باقی سب کی بھی بتیسیاں نکلی تھیں "آئی فون ایکس"

جیسے منہ کے ساتھ آئی فون ایکس مانگتے ہیں۔ قیامت کی 3310 آج کل لوگ نوکیا"

صائم ہادی پر چوٹ کرتے بولا تو سب کا قہقہ نکلا "نشانیاں ہیں بھئی

جیسا ہے تو اپنی فکر کر۔ نوکیا میں جو سانپ ہے وہ بھی 3310 بیٹا میرا منہ تو پھر بھی" ہادی ادھار رکھنا جانتا ہی کب تھا " تجھ سے زیادہ ہنڈسم ہے

یا میرے اللہ، تم سب کے سب لاعلاج ہو۔ چلو بلال میرے ساتھ مجھے کچھ کام ہے۔" عبید غصے سے دہاڑا تو وہ چارو "اور تم تینوں بھی جا کر پیکنگ کر لو کل ہمیں نکلنا ہے سیدھے ہوئے ورنہ جب وہ جگت بازی شروع کر دیتے تھے تو پھر رکنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ اب بھی عبید نے زبردستی ان کی محفل برخاست کروائی تھی

@@@@@@@@

آج ان کی یہاں "پتر آندے ریا کرو، میں بوڑھی اکیلی رہ رہ کے تھک جاتی ہوں" آخری رات تھی کل صبح انہیں واپس لاہور کے لیے نکلنا تھا تب ہی وہ سب اماں جان کے اردگرد ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے

اماں اب آپ کو لاہور آنا ہے صائم کی شادی کے لیے۔ ہماری ڈگری پوری ہوتے" منزہ اماں جان کا ہاتھ تھامے بولی "ہی صائم اور مشی کی شادی ہے

اماں "ماشاءاللہ ضرور پتر کیوں نہیں۔ میرے پتر کا ویاہ ہے میں تو ضرور آوں گی" جان محبت پاش نظروں سے صائم اور مشعل کو دیکھتے بولیں۔ صائم نے شرارت سے بھرپور نظر مشی پر ڈالی جس پر وہ بے ساختہ جھنپ گئی

ہاں پھر اس کے بعد منیب اور عیشال کی شادی کر دیں گے۔ عبید بھائی کی شادی تو" ہادی شرارت سے جویرہ پر نظر ڈالے عبید سے بولا "ابھی دور ہے

عیشال عبید کو دیکھتے بولی۔ وہ لڑکیاں "کیوں بھئی عبید تم شادی لیٹ کیوں کرو گے؟" عبید کے جذبات سے ناواقف تھیں۔

مجھے ابھی اس سب چکروں میں نہیں پڑنا۔ میں اچھے سے اسٹیبلش ہونا چاہتا ہوں" عبید ہادی کو گھورتے بولا جو ہر بار اسے پھنسا کر سائیڈ پر ہو جاتا تھا "پھر کچھ سوچوں گا

ہادی آنکھ دباتے بولا "ہاں اس نے پہلے بزنس ٹائیکون بننا ہے پھر مظلوم شوہر"

عبید اسے پُر اسرار نظروں "بیٹا میں تو مظلوم شوہر بنوں گا تو اپنا بتا کیا ارادے ہیں" سے دیکھتے بولا

میری تو بس ایک بار شادی ہونے دو۔ میں نے تو بیگم کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھ جانا" ہے۔ اور پھر وہ گانا نہیں ہے

جینا یہاں مرنا یہاں

اس کے سوا جانا کہاں

وہ حساب کرنا ہے میں نے۔ بس تم سب کی دعا چاہیے" ہادی ایک ادا سے بولتا محفل زعفران بنا گیا

منیب ہنستے ہوئے بولا تو "لکھوالو مجھ سے یہ اعلیٰ درجے کا زن مرید ہونے والا ہے"

باقی سب نے اثبات میں سر ہلا دیا

ہادی برخستگی سے بولا تو اماں نے اس کے کندھے پر چپت لگائی "انشاءاللہ"

اماں جان نے "چلو اب وقت بہت ہو گیا ہے۔ سب لوگ جا کر کچھ دیر آرام کر لو" انہیں وقت کا احساس دلایا تو وہ سب اٹھ کر اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے

@@@@@@@@

وہ سب آج ایک ہی کمرے میں رکی تھیں۔ اور ان کا "کیا ہوا ہانو؟ اداس کیوں ہو؟" ارادہ ساری رات رتجگہ منانے کا تھا۔ عیشال ہانیہ کو خاموش اور اداس دیکھتے اس کے پاس آتے بولی

ہانیہ اس کے ہاتھ تھامے اداسی سے "میں آپ سب کو بہت یاد کروں گی عیشال آپی" بولی

ہانی میری جان اداس مت ہو، اگلی بار آپ لاہور آنا ناں۔ پھر ہم آپ کو لاہور" عیشال اس کا معصوم اور پیارا سا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے بولی "گھمائیں گے

"آپی میں وہاں آکر کیا کروں گی۔ میں کونسا لاہور دیکھ سکتی ہوں۔ میں اتنی بے بس ہوں کے بغیر کسی سہارے کے کہیں جا بھی نہیں سکتی" ہانیہ آہستہ سے بولی تو وہ سب ہی اداس ہو گئیں

"ایسا نہیں بولتے ہانی۔ دیکھنا اللہ پاک تمہاری اس محرومی کے بدلے تمہیں کتنے بڑے انعام سے نوازیں گے" منزہ ہانیہ کے ہاتھ تھامے بولی ذہن میں ہادی کا خیال آیا تھا

ہانیہ ماحول کی اداسی کم کرنے کو بولی تو وہ "منزہ آپی آپ شادی کب کریں گی؟" سب مسکرا دیں

میں جب تمہارا وہ کھڑوس بھائی مانے گا تب۔ ویسے تو دور دور تک اس کے ماننے کے " منزہ پیچھے بیڈ پر گرتے مزے سے بولی۔ ہانیہ اس کی بات پر کھکھلا "کوئی چانس نہیں دی

ہانیہ منہ بسورے بولی تو "بلال بھائی اتنے کھڑوس کیوں ہیں۔ اتنی اچھی تو ہیں آپ" وہ سب مسکرا دیں

ہائے ہانی تو ہی جا کر اسے بتا۔ تاکے اس سڑیل کو پتا چلے منزہ کتنی اچھی ہے۔ میری" منزہ بھی اسی کے انداز میں بولی "اچھائی ساری دنیا کو دکھ جائے گی سوائے اس کے

مشعل منزہ کو دیکھتے حوصلہ دینے کے "اللہ تجھے صبر دے منزہ۔ اور بلال کو عقل" انداز میں بولی

"خود تو تجھے میرا سیدھا سادھا بھائی مل گیا ہے اب ہمیں ہمدردیاں دے رہی ہے" منزہ نے مشعل کو چھیڑا تو وہ منہ بسور گئی

خدا کا خوف کرو منزہ، سیدھا سادھا اور صائم زیدی" مشعل کانوں کو ہاتھ لگائے بولی تو وہ سب مسکرا دیں

ان سب کی شرارتی نظروں کا رخ "اچھا ویسے جیا تم بتاؤ، تمہیں کیسا لڑکا چاہیے؟" جویرہ کی طرف تھا

جویرہ تو ایک دم ان کے حملے پر "ہم۔۔۔ ہم نے کبھی اس بارے میں سوچا نہیں" سٹپٹا گئی۔ حسین تو وہ سب ہی بہت تھیں مگر ہانیہ اور جویرہ کے چہرے جیسی معصومیت کہیں نہیں تھی۔ جو انہیں مزید حسین بناتی تھی

تو سوچو ناں جیا جانم۔ مطلب کوئی تو ایسی خوبی ہو گی جو تم چاہتی ہو تمہارے شریک" اب کے بار عیشال اسے چھیڑتے بولی "حیات میں ہو؟

ہمم، زیادہ کچھ نہیں بس وہ عزت دینا جانتا ہو۔ مجھے بھی، میرے ماں باپ کو اور اپنے" جویرہ کچھ سوچ کر آہستہ سے "ارد گرد موجود ہر انسان کو۔ ڈیسنٹ اور کیئرنگ ہو بولی

"عبید بھائی جیسا؟" ہانیہ بے ساختہ بولی تو وہ سب شرارتی سا مسکرا دیں جبکہ جویرہ سٹپٹا گئی۔ ناجانے کیوں مگر یہ خوبی بتاتے ہوئے اس کے ذہن میں بھی بے دھیانی میں عبید کا ہی عکس جھلملایا تھا

سب کی خاموشی پر "میرا مطلب عبید بھائی بھی بہت ڈینسٹ اور کیئرنگ ہیں ناں" ہانیہ تفصیل سے بولی

اس سے پہلے وہ انہیں کچھ کہتی دروازے کی آواز پر عیشال باہر گئی۔ کچھ دیر بعد وہ اندر آئی تو اس کے ہاتھ میں جویرہ کا موبائل تھا

عیشال مسکرا کر "جیا یہ عبید نے تمہارا موبائل دیا ہے۔ وہ بول رہا ہے ٹھیک ہو گیا" بولی تو جویرہ ہلکا سا جھنپتے مسکرا کر موبائل تھام گئی

اس کے چہرے کو دیکھتے باقی سب بھی مسکرا کر دیکھتیں باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ ہانیہ نے یہ چند دن ان سب کی سنگت میں بہت انجوائے کیا تھا۔

@@@@@@@

اگلے دن وہ لوگ صبح ناشتے کے بعد واپسی کے لیے نکلے۔ ہادی نے رات ہی فیصلہ کیا تھا کے وہ ہانیہ کو اپنے جذبات سے آگاہ کر دے گا کیونکہ ہانیہ کے لیے ایک دم سے اس بات کو ہضم کرنا مشکل تھا۔ جانے سے پہلے وہ وانیہ کے پاس گیا

"وانیہ میں کچھ دیر بعد تمہیں ایک وائس کلپ سینڈ کروں گا تم وہ ہانیہ کو سنا دینا پلیز"

ہادی رازدارنہ انداز میں بولا

"ٹھیک ہے ہادی بھائی، مگر کیا آپ سچ میں یہ کرنا چاہتے ہیں؟ مطلب اس طرح؟"

وانیہ تھوڑی ڈری ہوئی بھی تھی

وانیہ منیب کو میں منالوں گا مگر میں نہیں جانتا ہانیہ کیسے رئیکٹ کریں گی۔ اسی لیے" میں پہلے انہیں بتانا چاہتا ہوں۔ تین ماہ ہیں ان کے پاس میں چاہتا ہوں وہ اس عرصے

ہادی سنجیدگی سے بولا تو وانیہ سر ہلا گئی "میں خود کو ذہنی طور پر تیار کرلیں

ہادی اس سے کہتا گاڑی کی سمت بڑھ گیا۔ وہ کلپ تیار کر چکا تھا "اوکے اللہ حافظ" اب بس وہ کلپ ہانیہ تک پہنچانی تھی۔ وہ خود بھی اس سے کہہ سکتا تھا۔ مگر کسی سے ناں ڈرنے والا ہادی ہانیہ کی ریجیکشن سے ڈر گیا تھا

وہ لوگ گاؤں سے سیدھا میر ولاز گئے تھے۔ راستے میں جویرہ کو اس کے گھر ڈراپ کرتے باقی سب اس طرف نکل آئے۔ بھئی میر ہادی اور میر طارق کے درمیان ہو رہے جگت بازی کے مقابلے کو بھلا وہ مس کیسے کر دیتے۔ وہ دنیا کے پہلے باپ بیٹا تھے جن کا آپس میں چھتیس کا اکڑا چلتا تھا

وہ وہاں پہنچے تو اتوار "آیئے لاڈ گورنر صاحب، تشریف آوری ہو گئی آپ کی؟" ہونے کے باعث میر طارق گھر میں ہی تھے۔ عبید سب سے پہلے آگے بڑھ کر ان کے

گلے لگا۔ پیچھے باری باری سب ان سے ملے جب آخر میں ہادی سامنے آیا تو میر طارق کی ناراضگی عود آئی

میر صاحب ابھی ابھی بچہ گھر آیا ہے اور آپ آتے ہی پنجے جھاڑ کر میرے معصوم" ثمینہ بیگم آگے بڑھتے اسے خود سے "بچے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ آمیرا بیٹا میری جان لگاتے خفگی سے انہیں دیکھتے بولیں

مما ڈارلنگ آپ کے سوا کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا، اور میر صاحب نے اسی بات پہ" "ہی مجھ سے بیر بندھا ہوا ہے۔ کیونکہ آپ ان سے زیادہ محبت مجھ سے کرتی ہیں ہادی باپ کو تپانے کے لیے ان کے گلے میں بانہیں ڈالتے بولا

بیگم اس نالائق کی بے جا حمایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور شہزادے" صاحب آپ، میری بیگم مجھ سے زیادہ محبت کسی سے نہیں کرتیں سو خوش فہمیاں پالنا میر طارق آنکھیں سکیڑتے بولے باقی سب صوفوں پر براجمان لائیو شو دیکھ "چھوڑ دو رہے تھے۔

صائم تو اٹھ کر کچن میں غائب ہو چکا تھا کیونکہ چار گھنٹے سے اسے چائے نہیں ملی تھی اور اس سے زیادہ برداشت اس میں ہر گز نہیں تھی

میر صاحب کوئی عمر کا لحاظ کر لیں۔ بچے کی محبت محبت کھیلنے کی عمر میں آپ کو اپنی فکر" ہادی محبت لفظ پر "پڑی ہے۔ مماڈارلنگ کیا گھول کر پلایا ہے میر صاحب کو؟ شرارت سے نظریں گھماتے بولا

چل بدمعاش کہیں کا۔ دیکھو میرے بچے آئیں ہیں اور آپ دونوں نے اپنی باتوں"
ثمینہ بیگم جھنپ کر اس کے چت "میں مجھے ان سے کھانے کا بھی پوچھنے نہیں دیا
لگاتے بولیں تو باقی سب مسکرا دیے

ارے آنٹی ڈارلنگ فکر ناٹ، میں ہوں ناں۔ چائے کے ساتھ ساتھ سنیکس کا بھی"
ان کی بات پر صائم جو کچن سے ہاتھ "بول دیا ہے میں نے اصغر کو۔ آپ چل کریں
میں سیب گھماتا نکل رہا تھا مزے سے بولا

ثمینہ بیگم پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے بولیں "میرا سمجھدار شہزادہ"

"آنٹی آپ کو پتا منیب نے عیشال کو پرپوز کر دیا۔ بہت جلد شادی ہے ان کی بھی" مشی نے تازہ ترین خبر نشر کی تو ثمینہ بیگم مسکرا دیں

ارے واہ ماشاءاللہ، خوش رہو دونوں۔ ہادی سیکھ لے کچھ منیب سے ہی۔ چار سال" ثمینہ بیگم ہادی "ہو گئے ہیں تجھے یونی میں دھکے کھاتے۔ بندہ کوئی قدم اٹھا ہی لیتا ہے کی سمت دیکھتے خفگی سے بولیں

ہادی ان کے گلے لگتے کان "مما جانو ٹاپ سیکریٹ ہے۔ بہت جلد خوشخبری ملے گی" میں بولا تو وہ مسکرا دیں مطلب وہ کوئی قدم اٹھا چکا تھا۔ وہ ہانیہ کے لیے ہادی کے جذبات سے اچھی طرح واقف تھیں

وہ دونوں ماں بیٹا کم اور دوست زیادہ تھے تب "شاباش یہ ہوئی ناں بات، میرا شیر" ہی وہ خوشی سے اس کا کندھا تھپتھپاتے بولیں

منیب سنجیدگی سے بولا "آنٹی ہادی کی شادی ہو یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر صرف مسئلہ ہے" تو وہ سب اس کی سمت متوجہ ہوئے

ثمینہ بیگم بھی پریشان ہو گئیں کہیں اسے کچھ پتا تو نہیں چل گیا "کیسا مسئلہ منیب؟"

ہادی کو لڑکی دینی کس نے ہے؟ افریقہ کے جنگلوں سے بھاگا ہوا آدمی مانو لگتا ہے یہ" منیب کی "بندہ کوئی نارمل اور ہوش مند لڑکی تو ایسا خطرہ کبھی مول نہیں لے گی شرارت سے لبریز آواز پر پورے لاونج میں قہقہے گونجے

بلکل سہی بات کی ہے منیب بیٹا، اسی لیے تو مجھے ہمیشہ سے شک تھا۔ میں انسان ہوں" میر طارق بھی اسی انداز میں بولے تو ہادی اپنا سا "میرے گھر بندر کیسے پیدا ہو گیا؟ منہ لے کر رہ گیا جبکہ باقی سب اس کی عزت افزائی خوب انجوائے کر رہے تھے

میں تو چلو آدی مانو ہوں مطلب آدھا انسان جیسا تو تو پورے کا پورا ہی چھچھوندر" ہادی دانت پیستے منیب سے بولا۔ جو چھچھوندر لفظ پر اسے دیکھ کر رہ گیا "ہے

عیشال جوش سے بولی تو "خوب جمے گی جب مل بیٹھیں گے ادی مانو اور چھچھوندر" منیب اور ہادی کا منہ دیکھتے وہ سب قہقہے لگاتے ہنس دیے۔ وہ سب صرف اپنے گھروں کی رونق نہیں تھے وہ جہاں ساتھ ہوتے تھے وہی جگہ بارونق بن جاتی تھی

یار ملتے ہیں پیار ملتے ہیں
ہم کو یارو نصیب سے
ایک دوجے کی عادتیں بنتے
دل کو چھوتے قریب سے
ہر ہنسی پہ آنسوؤں پہ
دیتے جو پہرہ
ایک دن کیوں چلے ہیں جاتے
چھوڑ کے یہ تنہا
یہ دوستی ملتی نصیب سے
یہ دوستی بڑھتی نصیب سے

@@@@@@@@@@

وانیہ کو ہادی کا وائس کلپ مل چکا تھا مگر سارا دن باوجود کوشش "ہانی کہاں ہے یار؟" کے بھی اسے ہانیہ اکیلے میں نہیں ملی تب ہی وہ اسے سنا نہیں سکی۔ اب رات ہوتے ہی وہ اس کے کمرے میں پہنچی

ہانیہ جو واشروم سے نکل رہی تھی اس کی آواز پر چونکی "یہیں ہوں کیا ہوا؟"

وانیہ اسے تھامے "یار یہ ایک ضروری وائس کلپ سنانی ہے تجھے۔ پلیز چل ناں" لا کر بیڈ پر بیٹھا گئی۔ اپنا موبائل آن کرتے وائس کلپ چلائے اس کے ہاتھ میں رکھا

ہزاروں چہروں میں تیرا چہرہ اچھا لگا

تجھ سے رابطوں کا سلسلہ اچھا لگا

گلاب چہرہ، مرمریں ہاتھ، کھنکتی چوڑیاں

آنکھوں میں پھیلا کاجل اچھا لگا

کانوں میں لٹکتی ہوئی تیری بالیاں

تیرے ہاتھوں میں سجا گجرہ اچھا لگا

تیرے پیرھن دلکش بڑے رنگ رنگ

تیرے دوپٹے کا گوٹہ کنارا اچھا لگا

تیرے بدن کی خوشبو اچھی لگی

شانے کا تیرے سہارا اچھا لگا

دلکش خدوخال، ساحرانہ نقوش تیرے

تخلیق کے شہ پاروں میں تیرا نظارہ اچھا لگا

موبائل سے گونجتی جذبات، احساسات سے لبریز آواز پر ہانیہ کا دل زور سے دھڑک کر ساکت ہوا تھا۔ وہ اچھے سے پہچان گئی تھی یہ آواز کس کی ہے۔ مگر یہ سب یوں بھیجنے کا مقصد

ہائے اس ایک نام میں ناجانے کیا تھا کے ہانیہ کا وجود ٹھنڈا پڑنے لگا "ہانیہ سلطان"

"جانتا ہوں یہ سب بہت عجیب ہے۔ شاید پاگل پن بھی۔ میں چاہتا تو یہ سب آپ کے روبرو کھڑے ہو کر بھی کہہ سکتا تھا۔ مگر میں کہیں ناں کہیں ڈر گیا تھا کے کہیں آپ

ہانیہ کو لگ رہا تھا اس کی "انکار ناں کر دیں اور میں ہمیشہ کے لیے تہی دامن رہ جاوں روح وجود کا ساتھ چھوڑنے کو ہے۔ کیا کہنے جا رہا تھا وہ؟

"میں میر ہادی اپنے پورے ہوش و حواس میں یہ اعتراف کرتا ہوں کے میں ہار گیا ہوں۔ اپنا دل، اپنا وجود اور اپنا سب کچھ چار سال پہلے ہانیہ سلطان کی ایک جھلک پر ہار چکا ہوں۔ ہانیہ سلطان میرے دوست کی بہن، اس کی عزت جس کی عزت مجھے خود سے زیادہ عزیز ہے۔ تب ہی بنا کچھ بولے چار سال بن باس کاٹتا رہا۔ بہت کوشش کی اس احساس سے جان چھڑانے کی مگر سب بے سود"

"بارش میں بھیگتی سفید لباس میں ملبوس وہ نازک سی پری سچ میں کسی فیری لینڈ کا سا حسن رکھتی تھی۔ مگر حسن سے زیادہ میں اس معصومیت میں کھو گیا جو اس چہرے پر رقصاں تھی۔ میں چاہتا تھا یہ سب آپ کو تب بتاؤں جب آپ ہانیہ میر ہادی بن کر

میرے وجود کے ساتھ میرے گھر کو روشن کرتیں۔ مگر اس سب سے پہلے آپ کی رضامندی بھی ضروری تھی۔ جس کے سہارے میں منیب کے سامنے کھڑا ہو کر ہانیہ کو علم نہیں ہوا کب اس کی آنکھوں سے بہتی نمی "دستِ سوال دراز کر سکوں اس کے گالوں کی زینت بنی

ہانیہ سلطان کیا آپ اس ناچیز کو قبول کر کے اسے اس دنیا کا سب سے خوش قسمت" انسان کہلانے کا موقع دیں گی؟ کیا میں اس بھروسے کے آپ میرا ساتھ دیں گی منیب کے سامنے اپنی درخواست رکھ دوں؟ خدارا مجھے کوئی ایک اشارہ دے دیں یہ وہ ہادی تو نہیں تھا جس کی آنکھوں کے ساتھ "تا کے میں باقی کا راستہ طے کر سکوں ساتھ آواز سے بھی شرارت ٹپکتی تھی۔ اس کی آواز میں تو درد تھا، خوف تھا، عشق تھا۔ کون تھا وہ آخر؟

آخر میں اپنے مخصوص انداز میں بولا تو وانیہ مسکرا "میں کیا سوہنیو ول یو میری می؟" دی۔ جبکہ ہانیہ کے تاثرات میں زرا سی بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ ساکت سی پتھر کا بت بنی بیٹھی تھی

ہانیہ مجھے چار سال پہلے ہی ہادی بھائی پر شک ہو گیا تھا۔ مگر خود کو غلط کہتی رہی۔ مگر" وانیہ اس کے دونوں ہاتھ "اس بار میرے پوچھنے پر انہوں نے مجھے سب کچھ بتا دیا تھامتے بولی تو وانیہ کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تکلیف بھی ابھری مطلب وانیہ سب جانتی تھی

وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں ہانیہ، اتنی کے شاید ہی اس دنیا میں کوئی تم سے کر" سکے۔ میں نے دیکھا ہے ان کے چہرے پر تمہاری محبت کا نور۔ ہانیہ ہادی بھائی وہ

وانیہ "انسان ہیں جن کا خواب کوئی بھی لڑکی دیکھ سکتی ہے۔ مگر ان کا خواب تم ہو
جانتی تھی وہ ناراض ہو گی مگر اس کا کام اسے قائل کرنا تھا

ہانیہ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں سے ہٹاتے بولی "وانیہ جاؤ یہاں سے مجھے اکیلا چھوڑ دو"
تو وانیہ اسے دیکھ کر رہ گئی

وانیہ اسے اس حالت میں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ "مگر ہانی میری بات۔۔۔"
اتنی بڑی بات اچانک اس کے لیے کسی صدمے سے کم نہیں تھی

ہانیہ سرد آواز میں بولی تو مجبوراً وانیہ کو جانا پڑا "وانیہ میں نے کہا مجھے تنہا چھوڑ دو"

کچھ دیر بعد ہادی کے نمبر سے میسج بلنک ہوا "وانیہ، کیا بولا ہانیہ نے؟"

"کچھ بھی بولے بغیر مجھے کمرے سے نکال دیا ہے۔ اب اللہ جانے کیا چل رہا ہے اس وانیہ نے سیڈ ایموجی کے ساتھ میسج بھیجا "کے دماغ میں

"یا اللہ خیر مطلب وہ غصے میں ہیں۔ یار مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اگر اس نے مجھے ریجیکٹ ہادی منہ بسورتے بولا "کر دیا تو؟

"ہادی بھائی آپ ڈرنے والی مخلوق ہی نہیں ہیں۔ اور اگر ہانیہ نے آپ کو ریجیکٹ کر بھی دیا تو کیا ہوا؟ اسے گھر سے اٹھوا لیں گے۔ ویسے بھی منیب اور اماں جان مان جائیں وانیہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کو شرارت سے بولی "بس ہانیہ کی خیر ہے

ہادی نے وائس کلپ بھیجی تو وانیہ ہنس دی "او باجی اوندے پرانے مینو گنجا کر دینا"

وانیہ میسج بھیج "کوئی نہیں لوگ عشق میں مجنوں بنتے ہیں آپ ٹکلے بن جانا نیو ٹرینڈ" کر کتنے ہی لمحے خود ہنستی رہی

ہادی سڑ کر بولا۔ ڈر تو تھوڑا تھوڑا "شاباش ہے، بڑی کوئی عقل کی بات بتائی ہے" وانیہ کو بھی لگ رہا تھا۔ پتا نہیں وہ کیسا ریکشن دیتی

وانیہ صدقِ دل سے بولی تو ہادی "چلیں آپ دعا کریں اللہ ہانیہ کا دل نرم کر دیں" کے روم روم نے آمین کہا تھا۔ ایک دو باتوں کے بعد ہادی آف لائن ہو گیا

@@@@@@@@

ان کی یونی اوپن ہو چکی تھی اور آج وہ سب یونی تشریف فرما ہوئے تھے مگر لیکچرز نا ں ہونے کی وجہ سے سب لوگ کینٹین میں محفل جمائے بیٹھے تھے۔

ہادی نیند سے بند ہوتی آنکھیں موندے ٹیبل کر سر "یار چھوٹے ناشتہ کروا دے" جھکائے بیٹھا تھا۔ منیب اور عیشال باتوں میں مصروف تھے۔ مشعل منہ پھولائے بیٹھی تھی جبکہ صائم اس کی منتیں کر رہا تھا

منزہ ادھر ادھر نظریں گھماتی شکار کی تلاش میں تھی۔ جبکہ بلال حسبِ معمول موبائل میں گھسا ہوا تھا۔ ہادی کی دھائی پر چند لمحے بعد چھوٹے نے ناشتہ لگانا شروع کر دیا

وہ لڑکا شاید ان کی حرکتوں سے "ہادی بھائی آج پہلے پیسے دو باقی ناشتہ پھر لگاؤں گا" واقف تھا تب ہی آدھا ناشتہ جس میں صرف چائے اور نان تھے لگاتے بولا

ہادی سر اٹھائے نیند سے بھری "میں کونسا کہیں بھاگ رہا ہوں دے کر ہی جاؤں گا" آواز میں بولا

وہ لڑکا منہ بسور گیا۔ "آپ کا پتا بھی نہیں ہے۔ دو منٹ لگاتے ہو غائب ہونے میں" وہ سب ناشتہ کرتے ایک دوسرے پر بل ڈالتے بھاگ کھڑے ہوتے جو آخر میں بیچارے عبید کو ہی بھرنا پڑتا

ہادی جیب سے پانچ ہزار کا نوٹ نکال کر "کیا یاد کرے گا چھوٹے یہ لے عیش کر" اسے دیتے بولا تو چھوٹے نے دیدے پھاڑے اسے دیکھا

اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے بولا تو ہادی نے "ہادی بھائی، کیا صبح صبح افیم کھائی ہے؟" اس کی گردن پر ہاتھ مارا

ہادی کا ہاتھ جوتے کی طرف بڑھتا دیکھ "رک تجھے بتاتا ہوں افیم کھائی ہے کے چرس" چھوٹا دو قدم دور ہوا

وہ لڑکا خوشامدی لہجے "ارے ہادی بھائی میں تو مزاق کر رہا تھا۔ دل پہ کیوں لیتے ہو؟" میں بولا

اس نے ناشتہ لگایا تو ان سب نے ڈٹ کر ناشتہ کیا۔ جانے سے پہلے ہادی عبید کو لیے کاؤنٹر کی طرف آیا

ہادی "چھوٹے ناشتہ بہت اعلیٰ بنا تھا۔ بس ایک بار نوٹ کھول کر چیک کر لینا" شرارت سے کہتے وہاں سے بھاگا۔ اس لڑکے نے ہادی کا دیا نوٹ کھولا تو اوپر بچوں کا

کھیل لکھا تھا۔ پہلے تو وہ حیرت کی زیادتی سے اور پھر ناشتہ لگانے کے چکر میں بھول ہی گیا تھا

وہ پیچھے سے چیخا مگر وہاں پرواہ کسے تھی "ہادیییی بھائییییی"

عبید جانتا تھا ایسا ہی کچھ ہو گا کیونکہ وہ کنجوسوں کا "ہاہاہا چھوڑو اسے چھوٹے یہ لو بل" سردار میر ہادی کہیں پیسے دے ہی ناں دیتا

@@@@@@@@@

حال۔۔۔۔۔

عیشال۔۔۔عیشال میری جان، کتنی دیر ہے ہمیں لاہور کے لیے نکلنا ہے یاد ہے ناں" منیب روم میں آتے بولا جہاں ستائیس سالہ عیشال خوبصورت سی ساڑھی "آپ کو؟ میں ملبوس تیار ہو رہی تھی

منیب شور مت کریں اتنی مشکل سے آپ کی بیٹی کو سلایا ہے۔ بعد میں اماں جان کو" عیشال اسے اونچا اونچا بولتے دیکھ کر بولی "تنگ کرے گی

جانم میری بیٹی بہت شریف ہے اپنی مما پہ بلکل نہیں گئی۔ اس لیے فکر مت کریں۔" منیب اس کا من موہنہ سا چہرہ دیکھتا بولا تو وہ نفی میں سر ہلاتے "جلدی ریڈی ہو جائیں مسکرا دی

اچھا منیب ہمیں لاہور پہلے بابا کی طرف چلنا ہے۔ ویسے بھی یونی تو ہمیں رات کو جانا" عیشال کچھ یاد آنے پر پلٹی "ہے ناں

منیب اس "او نو، ناٹ اگین یار۔ مجھے نہیں جانا سسر صاحب سے بے عزت ہونے" کی بات پر منہ بسور گیا

عیشال تیکھے چتون اسے "نہیں آج آپ بتا ہی دیں میری بابا کہتے کیا ہیں آپ کو؟" گھورتے پلٹی

یار یاد نہیں تمہیں، جب جب ہم ملتے ہیں ہماری اچھی خاصی جنگ ہوتی ہے۔ اور وجہ" منیب اسی انداز میں کہتا اس کے قریب آیا "تو تمہیں پتا ہی ہے

عیشال "آپ دونوں نہیں سدھر سکتے۔ اچھا یہ سب چھوڑیں ہادی پہنچ گیا پاکستان؟" بات ختم کرتے بولی

یار تم جانتی ہو میرا ہادی سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ پانچ سال ہو چکے ہیں مگر وہ ابھی "تک وہ سب بھول نہیں سکا۔ میرا بیسٹ فرینڈ مجھ سے دور ہو گیا صرف اس وجہ سے" منیب کی آواز میں اداسی گھلی تھی

منیب سنبھالیں خود کو، وہ بات اتنی چھوٹی بھی تو نہیں تھی جو یوں نظر انداز کر دی" عیشال اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی "جاتی

ہمممم، مگر اب گیا وقت پلٹ نہیں سکتا۔ میں وہ سب بدل نہیں سکتا۔ ہاں بس اس کی " منیب دکھ سے بولا تو عیشال بھی اداس ہو گئی۔ "معافی ملنے کا انتظار کر رہا ہوں

زندگی میں ہمیشہ خوشیاں ہوں یہ ضروری تو نہیں ہے۔ کئی بار کچھ دکھ لمبے عرصے تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں کئی بار زندگی بھر کے لیے دلوں میں دوریاں لے آتی ہیں۔ محبتیں ادھوری رہ جاتی ہیں

@@@@@@@@@

یونی میں ڈیبیٹ کمپیٹیشن کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ ڈیبیٹس کے بعد ان کی پارٹی بھی تھی سو سنئیرز ہونے کی بدولت تقریباً ساری تیاریاں ان کے سر آگئی تھیں۔ ان کا زیادہ تر وقت اوڈیٹوریم میں ہی گزرتا تھا

ابے گھونچو لائیٹس ہیں تمہارے مامے کی ٹنڈ نہیں ہے جو اس اینگل سے روشنی" ہادی اپنے جوئیر کے مشورے پر اس کے گردن سینکتے بولا "پڑنے پر زیادہ دکھیں گی

وہ بیچارہ منمنایا۔ غلطی اسی کی تھی میر "ہادی بھائی میں تو صرف مشورہ دے رہا تھا" ہادی کو بونگے مشورے دے رہا تھا مار تو پڑنی ہی تھی

چپ کر مشورے کا کچھ لگتا۔ جو بول رہا ہوں وہ کر۔ اور سن یہ جو بیک ڈیکوریشن کا" سامان ہے اسے سنبھال کے رکھ۔ اگر آخری وقت میں رولا ڈالا ناں یہ نہیں مل رہا وہ ہادی اسے آنکھیں دکھاتے بولا تو وہ سر ہلا گیا "نہیں مل رہا تو پھر دیکھیں

ہانیہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ وانیہ کے مطابق وہ بلکل خاموش ہے اس کی چپ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ اور ہادی کو یہی چپ ڈرا رہی تھی۔

اچانک ایک لڑکی اس میں لگی تو ہادی خیالوں کی دنیا سے باہر "آوچ ائی ایم سوری" نکلا۔ وہ لڑکی بھی ان کی جونئیر تھی

ہادی کو تو "یہ جو بھینس جیسی آنکھیں رکھی ہیں ان کا استعمال کرنا کب سیکھو گی تم؟" ویسے ہی یہ بندی زہر لگتی تھی جو خوامخواہ اس سے فری ہونے کی کوشش کرتی تھی

اس لڑکی کو غصہ نہیں "ناٹ فیئر سنئیر اتنی حسین آنکھوں کو بھینس جیسی تو مت بولو" آیا تھا اسے ہادی کی یہی شرارت اور فنی باتیں تو پسند تھیں تب ہی اس کے نزدیک ہوتے بولی

"اب یہ گوند کی طرح چپک کر کیا کرنا چاہ رہی ہو؟ اوپر چڑھو گی کیا؟ بلڈورز کہیں کی" ہادی نے جھٹکے سے اسے پیچھے کیا۔ جسے اب انسلٹ سی فیل ہوئی

وہ غصے سے چیخی مگر پرواہ کسے تھی۔ وہ لوگ بیک "تم میری انسلٹ کر رہے ہو ہادی" سٹیج کے ویران سے حصے میں ھڑے تھے

ہادی عزت کرتا تھا مگر ان کی جو اس کے قابل "ہاں کر رہا ہوں تو؟ کیا کرو گی؟" ہوتے تھے۔ مگر وہ لڑکی اس عزت کے قابل ہی نہیں تھی

وہ لڑکی پُر اسرار سا مسکرا کر بولی اور دو "ابھی بتاتی ہوں میں کیا کروں گی میر ہادی " قدم ہادی کے قریب ہوئی

وہ زبردستی ہادی کا کالر جھنجھوڑتے چیخنے لگی۔ "بچاؤ، بچاؤ ہیلپ می پلیز، کوئی تو بچاؤ" ہادی اسے جتنا ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا وہ اتنا گلے پڑ رہی تھی۔ ہادی کو سمجھ ناں آیا کیا ہوا ہے کچھ ہی دیر میں وہاں اچھا خاصا رش ہو گیا

@@@@@@@@

سب لوگ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے نظر آتا منظر دیکھ رہے تھے۔ ہادی کے ہاتھ اس لڑکی کے کندھوں پر تھے جس سے وہ اسے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا مگر دیکھنے پر کچھ اور ہی لگ رہا تھا۔ عبید، منیب، بلال، صائم، منزہ، عیشال اور مشعل بھی حیران پریشان سے اسے دیکھا رہے تھے

وہ لڑکی روتے "بچائیں مجھے پلیز، ہادی مجھ سے زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔" ہوئے بولی، ہادی نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا

ہادی کو اس کے دماغ کے سکر وو ہلے "کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ شکل دیکھی ہے اپنی" ہوئے لگے۔ جو اپنی عزت کی پرواہ کیے بغیر شور مچا رہی تھی

اب تو تم خود کو بچانے کے لیے ایسے ہی معصوم بنو گے ناں، اس نے مجھے ڈیٹ کی آفر" اس لڑکی کی "کی جب میں نے منع کرتے اسے سنائیں تو یہ مجھ سے زبردستی کرنے لگا اداکاری عروج پر تھی۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اتنی مسکین نظر آنے والی لڑکی ڈرامہ کر رہی ہو گی۔ سٹوڈینٹس میں چہ مگوئیاں ہونے لگی تھیں

"منزہ۔۔" منیب کی آواز پر منزہ دو قدم آگے بڑھی۔ منیب نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اشارہ کیا

"چٹاخ۔۔۔" اگلے ہی پل زوردار آواز گونجی، وہ لڑکی صدمے سے گنگ منہ پر ہاتھ رکھ گئی

"شکر کرو کے تم لڑکی ہو اسی لیے منزہ نے تمہیں تھپڑ مارا ہے۔ ورنہ جو بات تم نے کہی ہے اس پر میں تمہیں جان سے مار دیتا۔ تم ہمارے ہادی پر الزام لگاؤ گی اور ہم مان لیں گے؟ اتنی گری ہوئی حرکت کرنے سے پہلے وہ مر جانا پسند کرے گا" منیب کی سرد ترین آواز پر ہر طرف خاموشی چھا گئی

اور ویسے بھی ہادی کا سٹینڈرڈ اتنا بھی لو نہیں ہے کے وہ تم جیسی لڑکی کو ڈیٹ کی آفر" کرے۔ جسے اپنی عزت تک کا پاس نہیں ہے" مشعل غصے سے بولی تو عیشال نے سر ہلایا

ہادی فخر سے اپنے دوستوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کیسے بھول گیا کے ساری دنیا اس کے خلاف ہو سکتی ہے مگر اس کے دوست نہیں۔ کیونکہ دوستی وہ واحد رشتہ ہے جہاں انسان کو گواہی نہیں دینی پڑتی۔ خود کو ثابت نہیں کرنا پڑتا

اچانک پروفیسر ساجد کی آواز پر وہ سب سیدھے ہوئے "کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

پروفیسر ہادی نے مجھ سے زبردستی کرنے کی کوشش کی مگر اس کے دوست اسی کا" وہ لڑکی ڈھٹائی کی "ساتھ دے رہے ہیں، اور تو اور اس منزہ نے مجھے تھپڑ تک مارا ہے حدیں پار کرتی اب تک اپنے موقف پر قائم تھی۔

پروفیسر ساجد نے بے یقین نظروں سے ہادی کو دیکھا جیسے سننے میں کچھ "ہادی؟" غلطی ہو گئی ہو

سر یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ آپ اس کا سائز دیکھیں میں" ہادی کا ڈولتا کنفیڈینس بحال ہو چکا "نے اس سے زبردستی کر کے خودکشی کرنی تھی؟ تھا تب ہی اپنے ازلی انداز میں بولا

"ہادی بی سیریس، آپ سب ڈین کے آفس میں پہنچیں اب فیصلہ وہیں ہو گا"

پروفیسر ساجد سنجیدگی سے کہتے وہاں سے باہر نکل گئے۔ ان کے پیچھے باقی سٹوڈینٹس بھی نکلنے لگے

عبید "ڈونٹ وری ہادی، ہمیں یقین ہے تم پر، سٹریس لینے کی ضرورت نہیں ہے" ہادی کے گرد بازو حائل کرتے بولا۔ باقی سب بھی اسے دیکھ کر سر ہلا گئے

جانے جگرز، جب تک تم سب ہو تب تک مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ اور اس بلڈ ورز کو" ہادی "تو میں ایسا سبق سکھاؤں گا ہمیشہ یاد رکھے گی۔ آئی بڑی مجھ پر الزام لگانے والی مسکرا کر بولا تو وہ سب اس کی مسکراہٹ دیکھتے مسکرا دیے

صائم "یہ ہوئی ناں ہمارے جگر والی بات، چلو ڈین کو درشن دے کر آتے ہیں" دوسری طرف سے اسے گھیرتے بولا تو وہ سب وہاں سے نکلے

@@@@@@@@@

وہ سب لائن بنائے ڈین کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ لڑکی ایک بار پھر اپنی بنائی گئی کہانی روتے روتے ڈین کو سنا چکی تھی۔ اب ان کا رخ ان سب کی طرف تھا۔ ہادی کی نظروں میں زرا سی بھی گھبراہٹ یا پریشانی نہیں تھی

دوستی چھین لیتی ہے زمانے بھر کے غم
یار اچھے ہوں تو کانٹے بھی نہیں چبھتے

ڈین نے ہادی کو دیکھتے پوچھا "میر ہادی آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟"

سر میں سر ساجد کو بھی بتا چکا ہوں، میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میں اور شفی بیک سٹیج" ڈیکوریشن ڈسکس کر رہے تھے۔ وہ اندر گیا جب یہ وہاں آئی۔ آتے ہی مجھ سے ٹکرائی اور خوامخواہ گلے پڑنے لگی۔ جب میں نے اسے ڈانٹا تو اس نے اپنی انسلٹ کا بدلہ لینے ہادی سنجیدگی سے بولا اس کے لہجے کے ساتھ ساتھ "کے لیے یہ سب ڈرامہ سٹیج کیا آنکھیں بھی اس کی بے گناہی کی گواہ تھیں

سر آپ ہی بتائیں کوئی بھی لڑکی اپنی ہی عزت کیوں اچھالے گی۔ میر ہادی خود کو" اس لڑکی کی دوست جو اس کے ساتھ کھڑی تھی اچانک "بچانے کی کوشش کر رہا ہے بولی

وہ لڑکی "سر آپ میر ہادی کو یونی سے رسٹیکیٹ کریں ورنہ آئی ول کال دی پولیس" درشتی سے بولی

منزہ اس کی دھمکی پر ایک ہی جست میں اس کی سمت بڑھی جسے بامشکل "اوہیلو۔۔" بلال نے بازو سے تھام کر قابو کیا

بلال اسے روکتے سنجیدگی سے بولا "کنٹرول منزہ"

میر ہادی ایک لڑکی کبھی بھی خود کے بارے میں ایسا جھوٹ نہیں بول سکتی۔ آپ کی" شرارتوں کی شکایات مسلسل مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں مگر میں نظر انداز کر دیتا ہوں۔

مگر دس از بیونڈ دا لمٹ۔ آئی ہیو ٹو رسٹیکیٹ یو۔ اینڈ یو منزہ آپ نے کس بنا کر اس لڑکی کو تھپڑ مارا ہے۔ ایم ایم ایچ میں آپ لوگوں کو اگنور کر تا رہا ہوں اس کا مطلب ہر گز نہیں ہے کے آپ یہ سب کریں" ڈین منزہ کی حرکت پر آپے سے باہر ہوتے بولے

"سوری سر مگر ہادی اور منزہ نے کچھ غلط نہیں کیا۔ اگر پھر بھی آپ اس لڑکی کی پولیس کی دھمکی سے ڈر کر یہ کریں گے تو آپ کو ہادی اور منزہ سے پہلے مجھے رسٹیکیٹ کرنا ہو گا" منیب سنجیدہ ترین آواز لیے بولا

"مجھے بھی"

"مجھے بھی"

سر اگر اس یونی میں ہادی اور منزہ کے لیے جگہ نہیں ہے تو پھر ہم میں سے کوئی یہاں " عبید کی سنجیدہ آواز پر ڈین بھی "نہیں رہے گا۔ آپکو ہم سب کو رسٹیکیٹ کرنا ہو گا پریشان ہوئے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کے شرارتوں کے علاوہ وہ سب وہاں کے بہتریں سٹوڈینٹس تھے

ڈین کو اب غصہ آنے لگا تھا ان سب کی ڈھٹائی پر اگر "عبید ملک آپ کی ہمت۔۔۔" غلطی کی تھی تو مان لیتے مگر وہ اپنے موقف سے ہٹنے کو تیار نہیں تھے

"سر، ایک منٹ پلیز، یہ بیک سٹیج کی سی سی ٹی وی فوٹیج ہے۔ یہ دیکھ لیں پلیز"

پروفیسر ساجد کی آواز پر ڈین کی بات قطع ہوئی۔ اس لڑکی کے چہرے پر گھبراہٹ سے پسینہ چمکنے لگا تھا

انہوں نے فوٹیج آفس کی ایل ای ڈی سے کنیکٹ کی جس پر سکرین پر ہادی اور اس لڑکی کی فوٹیج چلنے لگی۔ ہادی نے اسے دور ہٹایا مگر وہ جان بوجھ کر ایک بار پھر اس کی طرف گئی اور شور مچانے لگی

سر ہادی میرا اسٹوڈینٹ ہے۔ شرارت کرتا ہے مگر کبھی کسی کو ہرٹ نہیں کرتا۔" یہاں تک کے وہ فطرتاً بہت حساس بچہ ہے۔ آج تک اس نے کبھی کلاس کی کسی لڑکی سے مس بیہیو نہیں کیا تو بھلا وہ یہ سب کیسے کر سکتا ہے" پروفیسر ساجد ڈین سے بولے تو ہادی کا دل کیا ان کے گال چوم لے

اور سر سب سے اہم بات، اگر مجھے خودکشی کرنی ہو گی ناں تو میں چھت سے کود کہ" ہادی ایک بار پھر شرارت سے بولا "مرنا پسند کروں گا ناں کے بھینس کے نیچے آ کے تو پروفیسر ساجد نے اسے گھورا

ان کی آواز میں تنبیہہ تھی۔ جس پر وہ کام پکڑ گیا "ہادیییی"

جی تو مس اب کیا میں آپ کو رسٹیکیٹ کروں یونی سے؟ ایک انوسنٹ سٹوڈینٹ پر" ڈین اس لڑکی کو گھورتے بولے "الزام لگاتے آپ شرم آنی چاہیے

عبید "سر پلیز جانے دیں اسے، ان کی پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دیں" اس لڑکی کا چہرہ دیکھتے سنجیدگی سے بولا

ہادی بھی عبید کی حمایت کرتے "جی سر، کوئی بات نہیں۔ آپ اسے معاف کر دیں" بولا تو ڈین سر ہلا گئے

ان دونوں کی وجہ سے میں آپ کو معاف کر رہا ہوں، دوبارہ مجھے ایسا کچھ سننے کو ملا تو" ڈین اس لڑکی سے بولے تو وہ سر جھکاتے وہاں سے نکل گئی۔ "یو ول ہیو ٹو پے فار ڈیٹ شکر تھا آج وہ بچ گئی

ڈین "آئی ایم سوری میر ہادی، مجھے بغیر تحقیق سے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا" معذرت خواہ نظروں سے اسے دیکھتے بولے

ہادی کو ان کا "ارے سر ایسا مت کہیں، اٹس اوکے، ہو جاتا ہے۔ مجھے برا نہیں لگا" اس طرح معافی مانگنا شرمندہ کر گیا۔

ڈین مسکرا کر بولے تو وہ سب "ڈیٹس گڈ، آپ لوگ جائیں فنکشنز کی تیاری کریں" بھی باری باری آفس سے نکل گئے

@@@@@@@@

یار تم لوگوں کو اتنا یقین کیوں تھا کے وہ سب میں نے نہیں کیا؟ اگر سچ میں میں نے" وہ لوگ آکر گراؤنڈ میں بیٹھے تو ہادی بولا "ایسا کچھ کیا ہوتا تو؟

منیب ہنس کر بولا تو وہ سب بھی ہنس دیے "اپنے مال ڈنگر کا پتا ہوتا کتنے پانی میں ہے"

اور کیا، اگر سچ میں تو نے ایسا کچھ کیا ہوتا تو سب سے پہلے جوتے میں نے مارنے تھے" صائم منیب کے ہاتھ پر ہاتھ "تجھے، وہ بھی اس بات پر کے تجھے یہی لڑکی ملی تھی کھوتے مارتے بولا۔

یار قسم سے بڑی ہی کوئی چیکو لڑکی تھی۔ اتنا تو فیویکول نہیں چپکتا ہو گا جتنا وہ مجھ سے" ہادی کو ابھی تک اس لڑکی پر غصہ آرہا تھا "چپک رہی تھی

دفع کرو اس بندریا کو، ویسے منزہ کیا اعلیٰ تھپڑ مارا تھا تم نے اسے، میری طرف سے "
عیشال ہادی کو بولتے منزہ کی سمت متوجہ ہوئی "ایک اور مارنا چاہیے تھا

یار زی بھائی آپ کے بندے کی خیر نہیں ہے۔ جتنا آپ کا ہاتھ وزنی ہے اس غریب "
ہادی شرارت سے ایک نظر بلال پر ڈالتے بولا "کی ہڈیوں کا سرمابنا ہو گا دو دن بعد ہی

بس اسی لیے تیاری کر رکھی ہے۔ یہاں اس نے ایسا ویسا کچھ کیا اور وہاں اس کی سیوا "
منزہ اپنے ہاتھ کا مکہ بناتے بولی "میرے مکوں سے ہو گی

ہادی کو یاد آیا کے ابھی "یار پارٹی کی تیاریاں بھی وہیں رہ گئیں، ابھی اتنا کام باقی ہے" ان کی تیاری پوری نہیں ہوئی تھی

صائم اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے بولا۔ "فکر مت کر، سب ہو جائے گا"

کریں گے تو ہو گا ناں، چلو جلدی ورنہ پھر بولیں گے ایک کام دیا تھا وہ بھی نہیں ہوا تم" ہادی اسے زبردستی کھڑا کرتے بولا۔ مجبوراً ان سب کو بھی اٹھنا پڑا "لوگوں سے

ہادی تجھے تو ڈین ر سٹیکیٹ ہی کر دیتے تو اچھا تھا۔ ناں خود سکون کرنا ناں ہمیں کرنے" بلال چڑ کر بولا تو ہادی نے اس کے دھموکا جڑا "دینا

ہادی کونسا ادھار رکھتا "تب تو بڑا کہہ رہے تھے پہلے مجھے نکالیں اب بکواس کر رہا ہے" تھا

بلال کندھا سہلاتے منہ بسور کر بولا "غلطی ہو گئی تھی مجھ سے"

ہادی اس کی گردن میں بازو حائل کرتا "شاباش ایسی غلطیاں کرتے رہنا چاہیے" مسکرا کر بولا تو وہ بھی مسکرا دیے

@@@@@@@@

عبید اکیلا اوڈیٹوریم میں کھڑا کل کے ڈیبیٹ کی تیاری کر رہا تھا جب جویرہ "عبید جی" وہاں آئی

عبید اسے وہاں آتے دیکھ حیرانی سے بولا "جویرہ؟ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

جویرہ پریشان سی "مجھے ابھی پتا چلا، ہادی بھائی کے بارے میں، کیا ہوا وہ ٹھیک ہیں؟" بولی تو عبید مسکرا دیا

عبید کے ریلیکس "کچھ نہیں ہوا اس گدھے کو، کینٹین میں بیٹھا دعوت اڑا رہا ہو گا" سے بولنے پر جویرہ کی سانس بحال ہوئی

کوئی لڑکی اتنا کیسے گر سکتی ہے؟ ایک بار بھی اس نے اپنی عزت، اپنے وقار کا نہیں" جویرہ کو اصل حیرت تو اس لڑکی پر تھی جس نے یہ سب کیا تھا "سوچا؟

آپ جانتی ہیں جیا، نفس جو ہوتا ہے ناں یہ انسان کا سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے۔" اصل امتحان شیطان سے لڑنا نہیں ہوتا بلکہ اصل امتحان اپنے نفس سے لڑنا ہے۔ بابا بلھے شاہ نے فرمایا تھا

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں

اپنا آپ ناں پڑھیا

جا جا وڑدا مندر مسجد

من اپنے وچ ناں وڑیا

لڑ دا رے ہو نال شیطان

نہیں نفس اپنے نال لڑیا

پہلے اپنے آپ نوں پڑھ

فیر مندر مسجد وڑ

جد نفس جاوے تیرا مر

فیر نال شیطاناں لڑ

اگر وہ لڑکی ایک بار اپنے نفس پر قابو پا لیتی تو اسے کبھی اتنی بے عزتی برداشت ناں کرنی پڑتی۔ مگر ہم انسان اگر اتنا سوچ لیں تو مشکل ہی کیا ہے" عبید سنجیدگی سے بولا تو جویرہ اس کی باتوں کے سحر میں کھو سی گئی

بامشکل "ہمم، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، خیر آپ کی تیاری ہوگئی کل کے لیے؟"

اس سحر سے نکلتے اس سے پوچھا

وہ عاجزی سے بولا تو جویرہ مسکرا دی۔ "جی الحمدللہ، اب اللہ کا کرم چاہیے"

وہ اس سے کہتے باہر نکل گئی۔ باہر آکر "چلیں اپ کنٹینیو کریں میں چلتی ہوں"

اچانک اس کے ذہن میں آیا کے عبید نے اسے جیا بولا ہے۔ وہ چند پل حیران ہوتے مسکرا دی

@@@@@@@@@

ہانیہ پلیز یار کچھ تو بولو؟ کم از کم مجھ سے بات ہی کر لو۔ اس طرح چپ رہو گی تو کیسے "
آج ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا ہانیہ کو چپ سادھے وانیہ پوچھ پوچھ کر تھک " چلے گا
چکی تھی وہ کچھ بولنے کو تیار ہی نہیں

وہ پھر سے اسی بے تاثر "جاؤ یہاں سے وانیہ، مجھے بات نہیں کرنی اس بارے میں"
لہجے میں بولی۔ جس میں ہر بار اس ذکر پر بولتی تھی

مگر ہانی تم سمجھنے کی کوشش تو، ہادی بھائی بہت محبت کرتے ہیں تم سے۔ تم انہیں ایک"
اگر ہانیہ ضد پر اڑی تھی تو وانیہ بھی اپنے موقف سے ہٹنے کو تیار نہیں "موقع تو دو
تھا۔

وانیہ پلیز، اگر تم چاہتی ہو کے میں تم سے بات کروں تو اس بات کا ذکر دوبارہ مت" ہانیہ "کرنا۔ یہ جو بھی بات ہے میرے اور تمہارے ہادی بھائی کے درمیان ہے سنجیدگی سے بولی تو وانیہ چپ کر گئی۔

ہادی کا میسج دیکھ کر وانیہ نے کال سپیکر پر ڈالی مگر ظاہر "وانیہ کال لاوڈ سپیکر پر کرو" یوں کیے جیسے ابھی کال آئی ہو

ہانیہ، میں نہیں جانتا آپ کیا سوچ رہی ہیں، یا میری محبت کو کس تناظر میں جانچ رہی" ہیں۔ مگر اگر آپ چاہتی ہیں میں انتظار کروں تو ٹھیک ہے۔ میں قیامت تک انتظار کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جب آپ کو لے اب مجھے جواب دے دینا چاہیے دے ہادی کی سنجیدہ سی آواز پر ہانیہ لب "دیجیے گا۔ وائی ول بی آلویز ویٹنگ فار یور آنسر بھینچ گئی

دراصل ہادی نے ہی وانیہ کو بھیجا تھا آج بھی ہانیہ سے بات کرنے اور خود کال پر خاموشی سے اس کی آواز سن رہا تھا۔ اگر ہانیہ اسے انتظار کروانا چاہتی ہے تو ایسا ہی سہی وہ انتظار کرنے کے لیے تیار تھا۔ بس آخر میں وہ مل جاتی اسے

@@@@@@@@

اگلے دن وہ لوگ صبح سب سے پہلے یونیورسٹی پہنچ چکے تھے۔ اور ساری تیاریوں کا آخری اور فائنل جائزہ لے رہے تھے۔ عبید کی تیاری بھی فائنل تھی۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں مہمان بھی آنے شروع ہو گئے۔ یہ ڈیبیٹس کیونکہ لاہور کی بلکہ پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی میں ہو رہا تھا اسی لیے کئی اہم شخصیات بھی مہمانوں میں شامل تھیں۔

مہمانوں کو ریسیو کرنے کی ذمہ داری ہادی کی تھی جو وہ باخوبی نبھا رہا تھا۔ بلال اور صائم سیکیوریٹی سنبھال رہے تھے۔ منزہ، منیب اور عیشال باقی انتظام دیکھ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں سارے گھر کی لائٹس آف ہوئی اور سٹیج پر سپاٹ لائیٹ میں عبید چلتا ہوا ڈائس تک پہنچا

@@@@@@@@

معزز مہمانان گرامی، اساتذہ اکرام اور قارئینِ کرام السلام علیکم، بندہِ ناچیز کو عبید "ملک کہتے ہیں۔ خدا بزرگ و برتر کے بابرکت نام سے ابتداء کرتا ہوں۔ دعا کے وہ مائک "جانے انجانے میں میرے منہ سے نکلے کسی بھی غلط لفظ پر مجھے معاف فرمائے میں گونجی عبید کی دلکش مردانہ آواز پر ہر طرف خاموشی چھا گئی

دعا کیا ہے؟ رب کو پکارنا، اس سے مانگنا، خود کو اس کے سامنے عاجز و حقیر تصور "دعا" کرنا۔ دعا وہ اقرار ہے کے اے رب تیرا بندہ تیرے سامنے حقیر اور ناتواں ہے۔ اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں "
:القرآن) دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (ف ۳۳۳)
"(186 سورت بقرہ

پکارنے والے سے مراد نمازی ہے کے جب وہ نماز کے سے فارغ ہوں تو اللہ سے دعا کریں، جب بندہ اپنے رب سے دعا مانگتا ہے تو وہ خود کو اس پاک ذات کے سامنے عاجز

تصور کرتا ہے اور اللہ کو عاجزی پسند ہے" عبید کے لہجے میں اس وقت وہی عاجزی تھی جو اس کے الفاظ میں تھے

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیثِ پاک میں فرمایا"

"دعا عبادت کا مغز ہے"

دعا ناں مانگنے والا مغرور ہونے لگتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اسے کسی چیز ہے لیے اللہ کو پکارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ غرور شیطان کا پسندیدہ عمل ہے۔ وہ شیطان جسے اسی غرور نے مکرم سے مردود بنا دیا

دعا مانگا کریں، دعائیں لیا کریں، دعائیں بلاؤں کو ٹال دیتی ہیں۔ دعا میں تقدیر بدلنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ماں باپ کے، بزرگوں کے اور پیر و فقیروں کے دل سے نکلی دعائیں مقدر کا ستارہ چمکا دیتی ہیں۔ اسی لیے خود کو اس قابل بنائیں کے لوگ آپ کو دعا دیں۔ خود اللہ سے مانگیں۔ اس کے حبیب کے وسیلے سے مانگیں

اللہ اپنے حبیب کے وسیلے سے مانگی گئی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔ آدم علیہ السلام کو جب جنت سے زمین پر اتارا گیا تو وہ ستر سال گریہ وزاری کرتے رہے، رو رو کر معافی مانگتے رہے۔ مگر توبہ قبول نہیں ہوئی۔ پھر یاد آیا کے جنت کے دروازے پر اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ایک اور نام لکھا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ گرامی یاد کرتے اس نام کے صدقے مانگا تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ کے آج تک اس نام کے وسیلے سے مانگی گئی دعا کبھی رد نہیں کی گئی" عبید کی گھمبیر آواز نے ایک سماں سا باندھ دیا تھا جس میں بندھ کر ہر کوئی اسے سننے پر مجبور ہو گیا تھا۔

ابھی باہر میں یہاں آنے کے لیے تیاری کر رہا تھا جب ایک سٹوڈینٹ میرے پاس" آئیں اور مجھ سے پوچھنے لگیں کے دعا مانگنا احسن عمل ہے۔ تو لوگ خود دعا کیوں نہیں مانگتے؟ پیروں فقیروں سے دعائیں کیوں مانگتے ہیں؟ کیا اللہ صرف ان کی سنتا ہے؟ کیا عبید خود ہی سوال کرتے خود ہی دھیما سا مسکرا دیا "یہ شرک نہیں ہے

آج میں یہاں آپ سب سے ایک سوال کرتا ہوں، یہاں موجود ہر انسان کے بہن" بھائی ہوں گے، کوئی دو بہن بھائی ہوں گے کوئی چار، میں شرطیہ کہہ سکتا ہوں کے ہر عبید "گھر میں ایک بچہ، بیٹا یا بیٹی، ایسے ضرور ہوں گے جن کی ہر بات مانی جاتی ہو گی کی بات پر وہ سب نہیں تو نوے فیصد لوگ متفق تھے

کیا وہ سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد نہیں ہوتے؟ کیا ماں باپ نے صرف اس ایک" بچے کے لیے تکلیفیں برداشت کی ہوں گی؟ یاں صرف اس سے محبت ہو گی؟ نہیں ماں باپ اپنی ہر اولاد سے ایک سی محبت رکھتے ہیں، مگر پھر بھی اولاد کے درجے ہوتے ہے، کوئی ماں باپ کو زیادہ عزیز ہوتا ہے تو کوئی اپنی بات منوانے کا ہنر جانتا ہے۔ اور باقی ساری اولاد اس ایک کے پاس سفارشیں لے کر جاتے ہوں گے کے ہمارا یہ کام کروادیں، یہ دلوادیں؟

ماں باپ کو بھی وہ اولاد زیادہ پیاری ہوتی ہے جو فرمانبردار ہوتی ہے۔ بات بھی زیادہ اسی کی مانی جاتی ہے جو ماں باپ کی مانتا ہے۔ تو اللہ کو بھی تو اپنی مخلوق میں سے وہ بندے زیادہ عزیز ہوں گے ناں جو اس کا کہا مانتے ہیں، اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ اس کے کہے مطابق گزارتے ہیں۔

مگر اس سب میں ایک چیز جو سب سے اہم ہے۔ وہ ہے حق اور باطل میں فرق، آج دشمنانِ اسلام ہمیں ہرانے کے لیے جو کھیل کھیل رہے ہیں اس میں سب سے بڑا کھیل اسلام کا غلط تصور دینا ہے۔ اپنے کارندوں کو اسلام کا نمائندہ بنا کر انہیں کچھ کمزور ایمان کے مسلمانوں میں بھیج کر ان سے کئی ایسے اعمال کروائے جاتے ہیں جو شرک کے زمرے میں آتے ہیں۔ اور ایسے میں دیکھنے والا صرف ان چند لوگوں کو قصوروار نہیں ٹھہراتا بلکہ اس عقیدے کے ماننے والے ہر انسان پر شرک کی تہمت لگادی جاتی ہے" عبید بولتے بولتے گہرا سانس بھر گیا

اگر میں اس چیز کی دلیل قرآن کریم سے دوں تو سورت مریم آپ سب لوگوں نے" پڑھی ہو گی، شاید ترجمہ بھی پڑھا ہو؟ حضرت زکریا علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، اپنی زندگی کے کئی سال رو رو کر اللہ سے اولاد کی دعا مانگی، مگر تقدیرِ الٰہی کو شاید کچھ اور منظور تھا۔ مگر جب انہوں نے حضرت مریم علیہ السلام کے حجرے میں اللہ کی نعمتیں

برستی دیکھیں تو اسی حجرے میں دو نفل ادا کرتے اللہ سے دعا مانگی۔ حالانکہ جانتے تھے وہ بوڑھے ہو چکے ہیں، بیوی بانجھ ہے۔ مگر اللہ کی رحمت سے امید تھی اور اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی

کیا اللہ کو ان سے محبت نہیں تھی؟ جو ساری عمر ان کی دعا قبول ناں کی، نہیں، وہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ مگر اللہ نے بتایا کے نیک لوگوں کی فضیلت سے وہ جگہ بھی افضل ہوتی ہے جہاں وہ رہتے ہیں۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ قرآن میں فرماتا ہے

(القرآن) "اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے"

تو جو کہتے ہیں کے درباروں پر جا کر پیروں اور فقیروں سے مانگنا شرک ہے وہ زرا اس بات کی گہرائی تک جا کر دیکھیں کے کیا وہاں جانے والے لوگ ان پیروں سے مانگتے ہیں یا ان کے وسیلے سے اللہ سے مانگتے ہیں۔ اللہ اپنے نیک بندوں کی جلدی سنتا ہے۔ یہی سوچ ان لوگوں کو اللہ والوں کے پاس لے جاتی ہے

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ ناں ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

اگر اللہ چاہتا تو لوگوں کو اپنی قدرت خود بھی دکھا سکتا تھا۔ اپنے وجود کا احساس خود دلا سکتا تھا۔ مگر اس نے اس کام کے لیے نبی معبوث فرمائے۔ جو لوگوں کو اللہ تک لے جاتے تھے۔ انہیں سہی اور غلط کا فرق بتاتے تھے۔" وہاں موجود کئی لوگوں کو اس کی

بات سے اختلاف تھا۔ مگر جو وہ کہہ رہا تھا وہ کہیں سے بھی غلط نہیں تھا۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی رو سے بتائی کسی بھی بات میں شک کی گنجائش نہیں ہوتی

آخری اور سب سے اہم بات جو آج مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں باعثِ تشویش" بنی ہوئی ہے وہ ہے قبروں اور مزاروں پر جا کر دعا مانگنا۔ اگر قرآن کے حوالے سے اس بارے میں بولوں تو۔ اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے

شہید کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہے اور اللہ کے ہاں سے اسے اس کا رزق دیا جا رہا" اب یہاں شہید کا ذکر کیوں ہے؟ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی "ہے احدیث میں نیکوکاروں کو ولیوں اور شہیدوں کے برابر رتبے کی خوشخبری سنائی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کے یہ دونوں رتبے بہت بلند اور افضل ہیں

تو اگر شہید مر کر بھی زندہ ہے تو کیا اللہ کے ولی کو مردہ کہا جا سکتا ہے؟ اور اگر ایسا مان بھی لیں تو قبرستان میں جانے کے حوالے سے یہ کیوں کہا جاتا ہے کے مردے قبر میں ہمیں سن اور دیکھ رہے ہوتے ہیں اسی لیے خواتین کا وہاں جانا منع ہے۔ اگر عام انسان قبر میں ہمیں دیکھ اور سن سکتے ہیں تو اللہ کے ولی کیوں نہیں سن سکتے

اور تب تو وہ اپنے رب کے مزید قریب ہو جاتے ہیں۔ مطلب دعا کی درخواست کرنے والوں کی سفارش زیادہ احسن طریقے سے کر سکتے ہیں۔ مگر بات پھر سے وہی آجاتی ہے کے سوچ کا فرق ہے

ہم چند جاہل اور ان پڑھ لوگوں کو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے دیکھ کر ہر شخص پر فتویٰ جاری کر دیتے ہیں کے یہ بندہ دربار پر گیا تھا یہ شرک کرتا ہے؟ کیوں؟ بھئی آپ یہ

بھی تو سوچ سکتے ہیں ناں کے جیسے وہ ماں باپ کی قبر پر دعا مانگنے جاتا ہے ویسے ہی دربار پر جاتا ہو گا

میں پوری طرح کہنے والوں کو غلط نہیں کہتا۔ کیونکہ اس وقت مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا بہتریں ہتھیار ہی یہی ہے۔ بس ایک ایسی تصویر اور پوسٹ سوشل میڈیا پر ڈال دو اور پھر ہر شخص چاہے وہ مذہب کا علم رکھتا ہو یا نہیں وہاں اسلام کا نمائندہ بن کر شروع ہو جاتا ہے

اللہ پاک قرآن مجید میں مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہے کے کبھی کسی غیر مسلم کے مذہب کو برا بھلا مت کہو، کہیں وہ بدلے میں تمہارے مذہب کے بارے میں بولے اور اس کا گناہ تمہارے سر ہو گا۔ ان کا دین ان کے لیے تمہارا دین تمہارے لیے۔

وہاں تو غیر مسلم کے لیے کہا گیا ہے اور آج ہم سب مسلمان ایک دوسرے کو ہی برا بھلا کہتے منہ سے ایسے ایسے کلمات نکالتے ہیں جن پر بعد میں خود کو پچھتانا پڑتا ہے۔ خدارا تھوڑا سوچیں۔ میں یہ نہیں کہتا آپ بھی انہی کے عقیدے پر عمل کرنے لگیں۔ مگر خدارا ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ کر اپنے دشمنوں کو چال چلنے کا موقع مت دیں۔

اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے، اگر میں نے کچھ غلط بولا ہے تو مجھے اپنے حبیب کے صدقے معاف فرمائے۔ اسی کے ساتھ اجازت دیں خدا حافظ " عبید کے سٹیج سے اترتے ہی پورا اوڈیٹوریم تالیوں سے گونج اٹھا

کئی لوگوں کو اس کے عقیدے سے اختلاف تھا۔ مگر اس کی آخری بات ان سب کو خاموش کروانے کو کافی تھی۔ ہر انسان اپنے عقیدے اپنے عمل کا ذمہ دار خود ہے۔ ہم کوئی نہیں ہوتے ان پر شرک کی تہمت لگانے والے کیوں

اور ہر انسان کی نیت سے صرف اللہ کی ذات "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" واقف ہے۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جبکہ آج وہ کئی لوگوں کی سوچ بدلنے کا موجب بنا تھا۔

@@@@@@@@@

باقی کی تمام تقاریر ہونے کے بعد فنگشن اپنے اختتام کو پہنچا۔ وہ "عبید بیٹا یہاں آئیں" اور ہادی سارا کام سمیٹ کر باہر کوریڈور میں کھڑے باتوں میں مصروف تھے جب پاس سے گزرتے چند لوگوں کے ساتھ ڈین نے اسے آواز دیتے بلایا

وہ فرمابرداری سے ان کے سامنے جا کر رکتے بولا "جی سر"

شاہ جی یہ ہماری یونی کا سب سے ہونہار سٹوڈینٹ ہے۔ جس کی آواز کا سحر ہر کسی پر" ڈین اپنے "چھا جاتا ہے۔ پڑھائی، کھیل ہر قسم کی ایکٹیویٹی میں نمبر ون سٹوڈینٹ ہے ساتھ کھڑے سفید لباس میں ملبوس حسین اور پُرنور سے چہرے والے شخص سے بولے

ڈین کے بتانے پر وہ دھیما سا "اور عبید یہ ہیں سید ارحام شاہ، لاہور کی جانی مانی ہستی۔" مسکرائے تو عبید ان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا گیا۔ وہ ہمیشہ اپنے بڑوں سے ایسے ہی ملتا تھا اب تو سامنے کھڑی ہستی مجبور کر رہی تھی کے وہ ایسا کرے

عبید کے لہجے میں ادب ہی ادب تھا۔ وہ اتنا من موہنا تھا کے ہر کسی "السلام علیکم سر" کا دل جیت لیتا تھا

وعلیکم السلام بیٹا، اور سر آپ کو تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ اپنا تعارف خود" ہیں۔ ہم کچھ دیر پہلے ہی ان کی آواز کا سحر اور گہر النقطہِ نظر دیکھ چکے ہیں۔ آج جب لوگ کچھ جعلی پیروں فقیروں کی وجہ سے ایسے سب لوگوں کو برا بھلا بولتے ہیں وہاں ارحام شاہ کے "کوئی انہیں اتنا شعور دینے کا حوصلہ رکھے تو وہ واقع ہی خاص ہوتا ہے لہجے میں رشک اور محبت دونوں تھے

سر میں نہیں سمجھتا اس میں میرا کوئی کمال ہے۔ اللہ کے نیک بندے ہر دور میں " ہوتے ہیں۔ ورنہ جتنی برائی پھیل چکی ہے اللہ اس دنیا کو ہی مٹا دیتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں بھی تو فرمایا تھا

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب، اسے مضبوطی سے تھامے "
"رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے اور اپنے اہلِ بیت

اللہ نے بھی تو اہلِ بیت سے محبت کا حکم دیا ہے۔ تو چند بے ضمیر اور جاہل لوگوں کی وجہ سے سب لوگوں کا حق مارنا میرے نزدیک گناہ ہے۔ میں نہیں جانتا دنیا کیا سوچتی ہے۔ مگر میرا مقصد صرف ان کی محدود سوچ کو اصل نقطے پر لانا تھا" عبید مضبوط لہجے میں بولا تو ارحام شاہ اس کا شانہ تھپتھپاتے مسکرا دیے

ان کے دعا دینے پر وہ بے ساختہ "شاباش میرے بیٹے، اللہ آپ سے راضی ہو" آمین بولا

ارحام شاہ ایک "اجازت چاہیں گے سر، زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی۔ خدا حافظ" سمت دیکھتے ڈین سے بولے

اچانک جانی مانی آواز پر عبید چونکا۔ سر اٹھایا تو جویرہ ارحام شاہ سے "بابا جانی، چلیں؟" مخاطب تھی

جی جیا بیٹا، چلتے ہیں۔ آپ کے ڈین ہمیں عبید ملک سے ملوا رہے تھے۔ آپ جانتی " وہ آہستہ سے جویرہ سے بولے۔ جو عبید کو دیکھ کر مسکرا دی "ہیں انہیں؟

بابا جانی، آپ کو بتایا تھا ناں ہمارے گارجین، جو ہماری ہر پروبلم حل کر دیتے ہیں، " جویرہ ارحام شاہ سے کبھی " جنہوں نے ہمیں گھر بھی چھوڑا تھا فیرویل والی رات؟ کچھ نہیں چھپاتی تھی اب بھی انہیں یاد کرواتے ہوئے بولی

وہ حیران ہوئے اس شخص کا یہاں کیا ذکر "جی؟"

جویرہ آہستہ سے اس کی طرف اشارہ کرتے بولی تو وہ حیرت "وہ یہی ہیں، عبید ملک" زدہ سے مڑے

ینگ مین، آپ کی تربیت سچ میں بہت احسن طریقے سے کی گئی ہے۔ ہماری بیٹی بہت" عرصے بعد اس طرح اکیلے گھر سے نکلی تھیں۔ ہمیں بہت فکر تھی کے وہ کیسے یہاں رہ "سکیں گی۔ مگر آپ کا بہت شکریہ جنہوں نے جیا کی اتنی مدد کی، تھینک یو سو مچ ارحام شاہ حیران کھڑے عبید کا ہاتھ تھام کر بولے

ارے سر اس میں شکریہ جیسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ ہماری جونئیر ہیں۔ اور چھوٹوں" عبید ان کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامتے عاجزی "کا خیال رکھنا بڑوں کا فرض ہوتا ہے سے بولا

وہ اس سے کہتے جیا کی طرف مڑے "اللہ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، چلیں جیا؟" اس کے سر ہلانے پر وہ دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے

"ارے واہ عابی، سسر جی تو بغیر محنت کے ہی امپریس ہو گئے تجھ سے، مبارک ہو جانِ من" ہادی جو کچھ ہی دور کھڑا ساری کاروائی ملاحظہ کر رہا تھا پاس آتے شرارت سے بولا

"بکواس مت کر، میرا دل ابھی تک ڈرا ہوا؟ مطلب میں جویرہ کے بابا سے باتیں کر رہا تھا۔ یار اگر میں کچھ غلط کر دیتا تو؟" عبید کو تو اب غش پڑ رہے تھے

"ارے یار کیوں فکر کرتا ہے؟ تو عبید ہے عبید ملک مسٹر پرفیکٹ یاد ہے ناں؟ یہ غلطیاں ہم کرتے ہیں آپ نہیں" ہادی اسے ریلیکس کرنے کو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا

شٹ اپ ہادی پرفیکٹ کوئی نہیں ہوتا۔ ہر کسی میں خامیاں ہوتی ہیں۔ اسی لیے مجھے" عبید نے اس کے چت رسید کی "زیادہ توپ چیز مت سمجھا کرو

ہادی "اچھا چھوڑ یہ سب، چل جلدی ہمیں پرسوں کی پارٹی کی بھی تیاریاں کرنی ہیں" اس کے ہادے پر بازو ڈالے کھینچتے بولا تو وہ نفی میں سر ہلاتے اس کے ساتھ چل دیا

@@@@@@@@@

منزہ ہاتھ میں پانی کی "منیب، اس چھپکلی کو جا کر بولو ایک منٹ میں اپنے ہاتھ ہٹائے" بوتل کو پوری قوت سے دباتے ایک طرف دیکھتی غصے سے بولی۔ منیب نے حیرانی

سے سر اٹھا کر ایک نظر اس کے طیش سے بھرے چہرے پر ڈالی جہاں غصہ صاف جھلک رہا تھا

منیب "کیا ہوا زی بھائی؟ کون سی چھپکلی، اور چھپکلی ہاتھ ہٹائے گی تو گر نہیں جائے گی" منہ بسورے بولا تو منزہ نے اسے گھورا

منزہ اس کے سر میں "ابے ڈھکن میں اس منحوس ریانامی چھپکلی کی بات کر رہی ہوں" تھپڑ مارتے بولی تو اس نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں بلال اور ان کی فیلو ریا اپنے سکٹ کی تیاری کے لیے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی

منیب سمجھ گیا وہ جیلس "یار ان کا پلے ہے، کیوں دل پر لے رہی ہو۔ حوصلہ کرو" ہو رہی ہے اور جیلس سے جنونی ہونے میں اسے زیادہ دیر نہیں لگتی تھی

اس پلے کی تو میں، اس چھپکلی کی ہمت کیسے ہوئی میرے بلال کے ساتھ پلے میں حصہ " منزہ بازو چڑھتی آگے بڑھی وہ تو بھلا ہو منیب کا جس نے تیزی سے اس کی "لینے کی بازو تھامتے اسے روکا

زی بھائی، کیا کر رہی ہو یار، کیوں تماشہ بنانا ہے یہاں؟ پھر بلال بھی تمہیں ہی بولے " منیب سر پیٹ کر رہ گیا۔ اللہ جانے اس کا جنون کیا رنگ لانے والا تھا "گا

منیب یا تو آرام سے انہیں دور کر دو ورنہ جو میں کروں گی وہ تمہیں پسند نہیں آئے "
منزہ بامشکل خود کو روکتے بولی "گا

منیب ادھر ادھر دیکھتے بولا اور باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد ریا بھی "میں کرتا ہوں کچھ "
وہاں سے چلی گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آئی

سوری بلال مجھے ارجینٹلی اپنی خالہ کے پاس دبئی جانا پڑ رہا ہے۔ میں یہ پلے نہیں کر "
ریا بلال سے کہتے واپس پلٹ گئی "سکوں گی۔ تم کسی اور کو دیکھ لو

بلال منیب اور صائم کو "یار، اب عین ٹائم پر میں کسے ڈھونڈو پاٹنر بنانے کے لیے؟"
دیکھتے بولا

اگر بلال صاحب کو برا ناں لے تو میں یہ پلے کر سکتی ہوں۔ اس کی سکرپٹ یاد ہے"
منزہ پاس آتے بولی "مجھے

بلال سے پہلے "ہممم منزہ گڈ آئیڈیا، منزہ تم ہی بن جاؤ اب اور کوئی حل نہیں ہے"
منیب جلدی سے بولا۔ جس پر مجبوراً بلال کو حامی بھرنی پڑی

منزہ نے منیب کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی جس پر وہ منہ بسور گیا۔ کیا کچھ کرنا پڑتا تھا اس دوستی کی خاطر۔ اس نے یہاں سے نکل کر ریا کو میسج کیا تھا جس پر وہ باہر نکلی

ریا یار پلیز ایک فیور کر دو، اللہ کا واسطہ پلے چھوڑ دو۔ ورنہ منزہ ساری یونی توڑ پھوڑ"
منیب کے کہنے پر ریا سمجھ گئی وہ کیا کہنا چاہتا ہے "دے گی

ریا شرارت سے بولی تو "اوہ تو مطلب ہماری ڈان بلال خان سے محبت کرتی ہیں؟"
منیب نے سر ہلایا

وہ منیب کو دیکھ کر بولی "واہ بھئی یہ تو کمال ہو گیا۔ ویسے مجھے پلے چھوڑ کر کیا ملے گا؟"
تو منیب منہ بسور گیا

مین بات تو پی سی ڈنر ہی تھا مگر کروانا تو اسے "میرے ساتھ پی سی میں ڈنر، منظور؟"
ہی تھا

ریا کچھ سوچ کر مسکرا کر بولی تو وہ ہی مسکرا دیا "ہمم ناٹ آ بیڈ آفر، ڈن"

تب ہی ریا واپس آ کر بلال سے بولی۔ اب اسے بس دو دن یونی نہیں آنا تھا۔ اور اتنی مشقت کے بعد آخر کار بلال منزہ کے ساتھ پلے کر رہا تھا۔ منیب گہرا سانس بھر کر رہ گیا

@@@@@@@@

عیشال کے بابا حبیب علی محبت سے بولے تو "ہاں جی میری جان، کیسا ہے میرا بیٹا؟" وہ مسکرا دی

عیشال ان کے پیار پر مسکرا دی "بابا آئی ایم گڈ، آپ کیسے ہیں؟"

انہوں نے دھماکا کیا تو "الحمدللہ، عیشال بیٹا میں کل کی فلائٹ سے پاکستان آ رہا ہوں"

عیشال خوشی سے اچھل پڑی

"سچ بابا، آپ آ رہے ہیں، آئی ایم سو ہیپی آئی مس ہو سو مچ"

عیشال کی مما کا انتقال اس کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔ حبیب علی نے اس کی پرورش بہت لاڈ پیار سے کی تھی۔ مگر وہ دو سال سے امریکہ میں تھے کام کے سلسلے میں

ہادی اور منیب عیشال کو ایک سائیڈ پر کھڑا دیکھ اس کی "آئی مس یو ٹو پرنسس" طرف آئے اس کی باتوں سے وہ سمجھ گئے تھے وہ کس سے بات کر رہی ہے

ہادی موبائل کے پاس منہ "وے منیبے، تو سلطان راہی دی نئی فلم ویکھی اے؟" کرتے فل پنجابی میں بولا۔ عیشال نے موبائل کان سے ہٹاتے اسے گھورا جواب مسکراہٹ دبا رہا تھا

عیشال کا منہ دیکھتے منیب بھی اسی انداز "نئی ویکھی یار، آج شام نوں ویکھاں گے" میں بولا

حبیب علی "یہ دونوں کون بد تمیز ہیں جنہیں یونی میں بھی بولنے کی تمیز نہیں ہے" صاحب غصے سے بولے تو وہ تھوک نگل کر رہ گئی

عیشال ان سے دور ہوتے بولی "کچھ نہیں بابا وہ کوئی جاہل گزرے ہیں ابھی پاس سے" اور جلدی سے کال بند کر گئی

تم دونوں اتنے کمینے کیوں ہو؟ اور تم منیب، مجھے سے شادی کرنی بھی ہے تمہیں یا" وہ غصے سے بولی تو وہ دونوں قہقہے "نہیں؟ میرے بابا اٹھا کر باہر پھینک دیں گے تمہیں لگا گئے

ہادی بامشکل ہنسی روکتے "یار تمہارے بابا کا چہرہ تصور کر کے ہی ہنسی آئی جا رہی ہے" بولا

منیب "اور تمہارے ابا کو تو یہی پنجابی ہی منائے گا وہ بھی پنجابی انداز میں منائے گا" مسکرا کر بولا تو وہ ان دو نمونوں کو دیکھ مفی میں سر ہلا گئی

@@@@@@@@

آج ان کی پروفیسر ساجد کے ساتھ کلاس تھی۔ ان کی آخری سمیسٹر کی چند کلاسز ہی رہ گئی تھیں۔ مگر پھر بھی ان سب کا کلاس لینے کا کوئی دل نہیں تھا۔ ایک تو پارٹی کی

تیاریاں کرنا تھیں مگر اس سے زیادہ تو وہ سب سر ساجد کی کلاس سے بچنے کے بہانے بناتے تھے۔

عبید اور صائم تو ہمیشہ کی طرح پوری طرح مینجمینٹ میں مصروف تھے۔ جبکہ منزہ اور بلال پارٹیسیپینٹ ہونے کی وجہ سے کلاس کے لیے نہیں آئے تھے۔ اور عیشال اور مشعل فنکشن کے لیے کوسٹیومز کی تیاری کر رہی تھیں۔ بس منیب اور ہادی ہی کلاس میں پھنس گئے تھے۔

"کیا یار سر کب سے دماغ کی لسّی بنا رہے ہیں، میں اور نہیں سن سکتا، نکلو یہاں سے"

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے ان کی کلاس ہو رہی تھی اور مسلسل سر کی بات سن کر اب تو منیب کا صبر جواب دے گیا

وہ دونوں سب سے آخری بینچ پر بیٹھے تھے تب ہی ہادی "چپ کر منی سونے دے" سکون سے سر نیچے کیے سو رہا تھا۔ مگر منیب کو تو نیند بھی نہیں آ رہی تھی

ہادی تجھے اللہ کا واسطہ ہے مجھے یہاں سے نکال لے ورنہ یہ سٹیٹیکس کے فارمولاز" منیب اسے جھنجھوڑتے "سن سن کر تجھے یہاں سے میری لاش لے جانی پڑے گی ہوئے بولا

ہادی "تو مر جا یار پلیز، زندہ تو تو کسی کام کا نہیں ہے مرے گا تو بریانی تو ملے گی ناں" بیزارگی سے کہتے منہ پھیر کر ٹیبل پر سر رکھ گیا

تیرے جیسے کمینے دوستوں کی وجہ سے ہی مرنے سے پہلے وصیت کر کے جاوں گا"

منیب اس پر لعنت بھیجتا پھر منہ بنائے ادھر "کے ٹینڈے پکائے جائیں، چول انسان ادھر دیکھنے لگا

اچانک کچھ سوچ کر "اچھا منی سن، اگر میں تجھے یہاں سے نکالوں تو کیا دے گا مجھے ؟" ہادی نے سر اٹھایا

یار میرے نام لگی دو مربع زمین تیرے نام کر دوں گا بس مجھے اس جہنم سے نکال" منیب دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑتے بولا "دے

اپنی زمین اپنے پاس رکھ، وعدہ کر زندگی میں میں جب بھی تجھ سے کچھ مانگوں گا تو" ہادی کا دماغ بہت آگے کی پلیننگ کر رہا تھا "انکار نہیں کرے گا

منیب کان میں پڑتی سر ساجد کی "وعدہ رہا میرے باپ نہیں منا کروں گا، بس کچھ کر" آواز پر تنگ آتے بولا

ہادی چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجاتے بولا اور اپنی جگہ "لے دیکھ پھر بھائی کا کمال" سے کھڑا ہوا

اونچی آواز میں سر کو پکارا جس پر وہ لیکچر روکتے مڑے "سررر"

سر ساجد جانتے تھے اس کے دماغ میں کوئی کھچڑی لازمی پک رہی ہو گی "جی؟"

سر منیب کو لوز موشن ہوئے ہوئے ہیں، بچارا کتنی دیر سے آپ کی وجہ سے مجبوری" دبائے بیٹھا ہے، اب تو اس کی بھی بس ہو گئی ہے۔ اس کے درد بھی ہو رہا ہے کیا میں ہادی دنیا بھر کی سنجیدگی لبوں پر سجائے بولا تو سر نے "اسے ڈسپینسری لے جاؤں؟ منیب کو دیکھا

ایک تو بوریت کی وجہ سے منیب کا منہ گندہ ترین بنا ہوا تھا اوپر سے ہادی کے اچانک اس کا نام لینے پر اس کا رنگ اڑ گیا۔

دور بیٹھا ایک سٹوڈینٹ آکر "سر منیب کی حالت تو واقع ہی خراب لگ رہی ہے" اسے دیکھتے بولا

سر ساجد اس کا اڑا رنگ دیکھتے بولے تو "جائیں جائیں جلدی سے لے کر جائیں اسے" ہادی جلدی سے اسے اٹھاتا اپنا بیگ بھی لیے باہر نکلا

گھٹیا، چول انسان میں نے تجھے باہر نکالنے کے لیے کہا تھا، ساری کلاس کے سامنے" منیب باہر آتے اس کے مکہ مارتے بولا "مجھے لوز موشن لگوانے کے لیے نہیں کہا تھا جس پر ہادی ہنس ہنس کر دہرا ہو گیا

ہادی ہنستا ہنستا بامشکل بولا "یار اب عین وقت پر کوئی بہانہ ہی سمجھ نہیں آ رہا تھا"

منیب اسے دھکا مارتے بولا اور وہاں سے نکلتے "تو دفع ہو جا اپنی منحوس شکل لے کر" اوڈیٹوریم کی طرف بڑھ گیا۔ ہادی بھی ہنستا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا

@@@@@@@@

"یار کہیں باہر چلتے ہیں، ویسے بھی بہت لیٹ ہو گیا ہے باقی کام صبح کر لیں گے، ابھی انہیں کام کرتے کرتے رات ہو گئی وہ سب لوگ مصروف "چل کر کچھ کھلا دو پلیز سے کاموں میں مگن تھے جب ہادی نے دہائی دی

منزہ کو بلال نے تھکا دیا تھا۔ بار بار اس سے "ہاں یار چلتے ہیں میں بھی تھک گئی ہوں" ڈائیلاگ بلواتا اور وہ ہر بار غیر سنجیدگی سے بولتی جس پر وہ ڈانٹ کر دوبارہ شروع سے بلواتا

منزہ میڈم کس چیز سے تھک گئی ہیں آپ؟ اتنے آسان سے ڈائیلاگ تو تم بول"

بلال منہ بسور کر بولا، "نہیں پا رہی اور کہہ ایسے رہی ہے جیسے صبح سے ہل چلا رہی ہے ایک نمبر کی ڈرامے باز تھی وہ بھی

بول تو رہی ہوں بار بار، اب تمہارا چہرہ دیکھ کر میری ہنسی نکل جاتی ہے میں کیا"

منزہ معصوم سا چہرہ بناتے بولی "کروں؟

بلال نے "میرے چہرے پر کونسے لطیفے لکھے ہیں جسے دیکھ کر تمہیں ہنسی آتی ہے؟" تیکھے چتون اسے گھورا

ہادی نے ان دونوں کو شروع "ابے او ٹام اور جیری بعد میں لڑ لینا ابھی چلو پلیز" ہوتے دیکھ کر مداخلت کی

عبید سارا کام سمیٹتے بولا تو وہ سب اٹھ کر باہر نکل گئے۔ ان "ہمم، چلو پھر چلتے ہیں" سب کا رخ پنڈر ریسٹورنٹ کی طرف تھا کیونکہ اس وقت یونی کے سب سے قریب وہی ریسٹورنٹ تھا۔

آرڈر دینے "یار تم سب کو تو میں بتانا بھول ہی گیا۔ کل جو گیسٹ آئے تھے ناں؟"

کے بعد وہ سب بیٹھے باتوں میں مصروف تھے جب کچھ یاد آنے پر ہادی بولا

وہ سب متجسس سے ہوتے اس کی سمت متوجہ ہوئے "ہاں؟"

ان میں ہماری پیاری سی جیا بھابھی کے والدِ محترم اور عبید جی کے سسر بھی شامل"

ہادی سسپینس بڑھانے کو رک رک کر بولا "تھے

وہ سب یک زبان ہو کر بولے تو عبید جھنپ گیا "اووووووواہ بھئی"

اور تو اور جنابِ محترم ہمارے عابی سے اچھے خاصے متاثر ہو کر گئے ہیں، مطلب عبید" ہادی شرارت سے بولا "کے لیے کافی حد تک راستے ہموار ہو چکے ہیں، کیوں عبید جی؟ تو وہ سب مسکرا دیے

عبید مایوسی سے بولا تو وہ بھی سنجیدہ ہوئے "یار مجھے نہیں لگتا وہ مانیں گے"

صائم اس کے کندھے پر ہاتھ "کیوں عابی؟ تمہیں کس چیز کی پریشانی ہو رہی ہے؟" رکھتے بولا تو عبید نے اسے دیکھا

یار وہ سید زادے ہیں۔ جیا کی شادی اپنی ذات اور برداری میں ہی کریں گے۔ جبکہ" عبید کا لہجہ اداسی لیے ہوئے تھا "میں سید زادہ نہیں ہوں

عابی مجھے وہ سمجھدار انسان لگے تھے۔ جانتا ہوں ذات برداری کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اور سید زادوں میں تو اور بھی زیادہ دی جاتی ہو گی۔ مگر مجھے یقین ہے جب ہادی "انہیں پتا چلے گا کے تم جویرہ بھابھی سے کتنی محبت کرتے ہو تو وہ مان جائیں گے" سنجیدہ سا ہو کر بولا

"ہاں عابی ہادی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اللہ پاک نے بے شک ہمیں ذاتوں میں تقسیم کیا ہے مگر وہ صرف انسان کی پہچان کے لیے ہے۔ ورنہ کسی انسان کو کسی دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔ جہاں تک بات سید زادہ ہونے کی ہے تو بے شک سادات گھرانے قابلِ عزت اور تکریم ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کے وہ کسی اور ذات میں رشتہ نہیں کر سکتے۔ تم فکر مت کرو وہ مان جائیں گے" اب کے بلال بھی

سنجیدگی سے بولا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلایا۔ جس پر عبید کی ڈولتی امید بحال ہوئی تھی

ہمم، انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا۔ اب تم سب موڈ ٹھیک کرو قسم سے اداس رہ رہ کر تو" منیب منہ بناتے بولا تو وہ سب مسکرا دیے "گھبراہٹ ہونے لگتی ہے

کچھ ہی دیر میں کھانا سرو ہوا تو وہ سب کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ "امید" وہ واحد احساس ہے جس کے سہارے دنیا قائم ہے۔ انسان ہر چیز کے بغیر رہ سکتا ہے لیکن امید کے بغیر نہیں۔ اور عبید کی امید بنائے رکھنے کے لیے اس کے دوست اس کے پاس تھے

@@@@@@@@@

اگلے دن پارٹی تھی سارا دن انہوں نے مختلف کاموں میں مصروف گزارا، یہ پارٹی ایک لحاظ سے ان کی فیئرویل پارٹی تھی۔ کیونکہ سیمسٹر مکمل ہونے میں صرف دو ماہ تھے اس کے بعد فائنل کی تیاری کی وجہ سے انہیں اتنی فرصت ناں ملتی۔ اسی لیے وہ ابھی ہی پارٹی کر رہے تھے۔ مگر ہادی کا کہنا تھا کے ہم دوبارہ پارٹی کریں گے ایگزیمز سے پہلے جس پر وہ سب اس کی پلیننگ پر ہنس دیے

آج کی پارٹی میں کمپیئرنگ کی ذمہ داری ایک جونیئر اور ایک سنئیر کے حوالے کی گئی تھی۔ جونئیرز میں سے جویرہ تھی جبکہ سنئیرز میں سے ان کی کلاس کا ایک سٹوڈینٹ تھا۔ عبید چونکہ سب مینیج کر رہا تھا اسی لیے یہ ذمہ داری اس لڑکے کو دی گئی تھی۔

عبید بیگ سٹیج آیا تو وہاں "ہاشم کہاں ہے؟ پارٹی شروع ہونے میں پانچ منٹ ہیں" صرف جویرہ کو کھڑا دیکھ اس سے پوچھا

جویرہ خود "پتا نہیں، ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ ناں ہی وہ اب تک آئے ہیں" پریشان تھی۔ ایک تو وہ پہلی بار سٹیج پر جا رہی تھی اس پت یہ ہاشم کا رولا

عابی ہاشم کا راستے میں چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے اور وہ اس وقت ڈاکٹر کے کلینک" اچانک ہادی نے آتے ان کے سر پر دھماکا کیا "میں ہے۔ ابھی اس کی کال آئی

اومائی گاڈ، اب کیا ہو گا؟ ہاشم بھائی نہیں ہیں تو کمپیئرنگ کون کرے گا۔ ہم سے " جویریہ پریشانی سے عبید کو "نہیں ہو گا۔ ہم تو یہ کر بھی آپ کی وجہ سے رہے ہیں

دیکھتے بولی۔ وہ آج لائیٹ بے بی پنک گاؤں اور حجاب میں تھی۔ نقاب سے جھانکتی آنکھیں پریشانی میں ڈوبی قاتل لگ رہی تھیں

"ڈونٹ وری جیا، پینک مت کریں، میں کچھ کرتا ہوں، ہادی کیا تم کمپئیر کر لو گے ؟" عبید اسے پریشان دیکھ کر جلدی سے بولا۔ وہ خود آج وائٹ ٹیکسیڈو میں پنک شرٹ پہنے ہوئے تھا۔

یار تجھے پتا اتنی شرافت والے کام میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ تو خود کیوں نہیں" ہادی ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر مصنوعی سنجیدگی سے بولا "کر لیتا

عبید سوچ میں پڑ گیا۔ اس کے ذمے اور بھی کام تھے مگر فلحال یہ کام "مگر میں؟" سب سے زیادہ ضروری تھا۔

جویرہ بھی "جی پلیز آپ ہمارے ساتھ چلیں سٹیج پر ہم اکیلے نہیں کر پائیں گے" معصومیت سے بولی تو مجبوراً عبید کو حامی بھرنا پڑی

کچھ دیر بعد وہ دونوں سٹیج پر پہنچے، جویرہ کا قد عبید کے سینے تک آتا تھا۔ اس کا نازک سا وجود عبید کے چوڑے وجود کے سامنے بلکل گڑیا جیسا لگتا تھا۔ مگر جو بھی تھا وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے بہت حسین لگ رہے تھے

عبید کے ساتھ کی وجہ سے جویرہ کا کنفیڈینس بھی آہستہ آہستہ بحال ہونے لگا۔ وہ اب پورے کنفیڈینس سے بول رہی تھی اور عبید تو ویسے ہی سب کا پسندیدہ تھا۔ آج اسے جویرہ کے ساتھ دیکھ کر کئی لڑکیوں کے دل میں جلن کی چنگاری بھڑکی تھی

@@@@@@@@

آخری پرفارمینس بلال اور منزہ کی تھی مگر اس کے ساتھ ایک سرپرائز بھی تھا۔ وہ دونوں یونیورسٹی فرینڈز بنے تھے۔ چار سال یونی میں گزارے گئے چھوٹے مزاق، مستی کو انہوں نے پرفارم کرنا شروع کیا۔ جب منیب اور ہادی، عیشال، مشعل، بلال اور صائم بھی اپنا اپنا کردار ادا کرنے سٹیج پر آتے

ہم رہیں یاں ناں رہیں کل

کل یاد آئیں گے یہ پل

پل یہ ہیں پیار کے پل

چل آ میرے سنگ چل

چل سوچ کیا چھوٹی سی

ہے زندگی۔۔۔

کل مل جائے تو ہو گی

خوش نصیبی۔۔۔

ہم رہیں یا ناں رہیں

یاد آئیں گے یہ پل

شام کا آنچل اوڑھ کے آئی

دیکھو وہ رات سہانی

آ لکھ دے ہم دونوں مل کے

اپنی یہ پریم کہانی

ہم رہیں یا ناں رہیں

یاد آئیں گے یہ پل

آنے والی صبح جانے

رنگ کیا لائے دیوانی

میری چاہت کو رکھ لینا

جیسے کوئی نشانی۔۔۔

ہم رہیں یا ناں رہیں کل

یاد آئیں گے یہ پل

بیگ گراؤنڈ میں چلتا میوزک ان کے بیچ کے تمام سٹوڈینٹس کی آنکھوں میں نمی لا یا تھا۔ یونی میں گزارے وہ چار سال جہاں محبت، دوستی، لڑائی، مستی اور مزاق تھا۔ کچھ مہینوں میں ختم ہونے والی تھی۔ اور ان کے پاس صرف اس وقت کی حسین یادیں رہ جاتیں۔ جو کبھی انہیں مسکان دے جاتیں تو کبھی آنسو

@@@@@@@@@

خوبصورت "صائم، کہاں ہوں یار، تم صبح سے سٹڈی میں بند ہو کر کیا کر رہے ہو؟" سے لباس میں ڈھلا چہرہ اور دلکش وجود لیے مشعل سٹڈی روم میں داخل ہوئی جہاں صائم کرسی پر بیٹھا تھا۔ اسے دیکھتے جلدی سے البم بند کر گیا

مشعل جو اس کے "کیا ہوا؟ پھر سے ان حسین دنوں کی سیر پر نکل گئے تھے کیا؟" ہاتھ میں البم دیکھ چکی تھی۔ اسے دیکھتے مسکرا دی۔ جب بھی اسے دوستوں کی زیادہ یاد آتی یونہی سٹڈی میں آکر پرانے دنوں میں گم ہو جاتا

ہمم، جب سے ملنے کا پلین بنایا ہے تب یہ وہ ساری یادیں دماغ میں ہلچل مچائے" وہ ہلکی سی اداسی اور مسکراہٹ "ہوئے ہیں، وہ سب نمونے شدت سے یاد آرہے ہیں لیے بولا تو مشی بھی اداس ہو گئی۔

اداس مت ہو، گزرا ہوا وقت واپس نہیں آسکتا مگر ہم مل کر ان یادوں کو تازہ کر" سکتے ہیں۔ اسی لیے اداس ہونا بند کرو اور اٹھو۔ ورنہ تمہارے وہ کاپی پیسٹ نمونے گھر مشعل اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے پیار سے بولتے اخر میں چڑ کر بولی "سر پر اٹھالیں گے

صائم اسے گھورتے بولا تو وہ ہنس "توبہ ہے، کاپی پیسٹ تو مت بولو میرے بیٹوں کو" دی

اوکے جناب نہیں کہتی مگر جلدی چلو، ایک تو ان دونوں کو دیکھ کر مجھے ہادی اور" مشعل ہنس کر بولی تو صائم بھی مسکرا دیا "منیب کی یاد آتی ہے۔ دونوں ان کی کاپی ہیں

"اس میں کوئی شک نہیں دونوں اپنے چاچو اور ماموپر گئے ہیں" صائم اس کے کندھوں کے گرد بازو حائل کرتے اسے لیے سٹڈی سے باہر نکل گیا۔ جہاں ایک حسین زندگی ان کی منتظر تھی۔ مگر کہیں کچھ تو کمی تھی

جب یاد کا آنگن کھولوں تو

کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

میں گزرے دنوں کو سوچوں تو

کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

@@@@@@@@

یونی میں ان کے آخری دن پوری رفتار سے گزر رہے تھے۔ دو ہفتوں بعد ان کے فائنلز شروع ہو رہے تھے جس سے پہلے ان سب نے ویکینڈ اپنے اپنے گھر جا کر گزارنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ پھر انہیں ایگزیمز کی وجہ سے وقت نہیں ملنا تھا۔

منیب بھی گھر آ گیا۔ ہانیہ کا اداس چہرہ اور آنکھوں کے گرد ہلقے دیکھ کر منیب کو حیرانی ہوئی۔ اس کی بہن کو ایسی کیا پریشانی تھی جو اس نے اپنی ایسی حالت بنالی۔ وہ بعد میں پوچھنے کا ارادہ کرتے خاموش ہو گیا

ہانیہ پلیز یار، تم کب تک خاموش رہو گی؟ بتا کیوں نہیں دیتی تمہارے دل میں کیا" منیب جو اس کے کمرے میں جا رہا تھا۔ اندر سے آتی وانیہ کی آواز پر وہیں رکا "ہے؟

"وانیہ کیوں تنگ کر رہی ہو؟ میں نہیں کرنا چاہتی اس بارے میں کوئی بات" ہانیہ کی اداس اور بے زار آواز پر منیب چونکا

"مگر کب تک، ہادی بھائی کے جذبات سچے ہیں ہانی، وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں، اور محبت سے زیادہ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ آخر کب تک انہیں انتظار کی سولی پر لٹکاؤ گی؟ کہیں ایسا ناں ہو تم دروازے پر آئی خوشی کو خود سے دور کر دو۔ ابھی بھی وقت ہے۔ تھام لو ان کا ہاتھ۔ وہ منیب کو منا لیں گے۔ پلیز ہانیہ" وانیہ کے انکشاف پر منیب کی ذات زلزلوں کی زد پر تھی

ایک ہفتے بعد۔۔۔

میرے سپنوں کی رانی کب آئے گی تو

آئی رت مستانی کب آئے گی تو

چلی آ او وو چلی آ

"ابے او دیوداس کی اولاد، کیا ہوا ہے تجھے؟ کیوں پچھلے جنم میں بچھڑی محبوبہ کی یاد" ہادی جو گراؤنڈ میں بیٹھا اونچی اونچی گا رہا "میں تڑپتے عاشق جیسی لک دے رہا ہے؟ تھا پاس بیٹھے منیب کو دیکھتے بولا

منیب نے اس کی بات یوں نظر انداز کی تھی "عبید مجھے کچھ کام ہے میں آتا ہوں" جیسے وہ وہاں تھا ہی نہیں۔ ہادی کو اس کا انداز کچھ عجیب سا لگا

عبید ہادی کو دیکھتے بولا وہ صائم سے ٹیک لگائے موبائل میں "اسے کیا ہوا ہے؟" مصروف تھا۔ جبکہ بلال سامنے عیشال کو کوئی سوال سمجھا رہا تھا۔ منزہ اور مشعل اپنی باتوں میں مصروف تھیں

پتہ نہیں، جس دن سے گاؤں سے واپس آیا ہے اس دن سے ایسی حرکتیں کر رہا" ہادی کندھے اچکا گیا۔ ہادی اٹھ کر منیب کی طرف دوڑا جو تیز تیز قدموں سے "ہے ڈیپارٹمنٹ کی طرف جا رہا تھا

ہادی بامشکل بھاگتے "منی، سن تو یار، اب میرا اتھن بھاگ رہا ہے کیا آہستہ چل" ہوئے اس تک پہچا جو ایک بار پھر اسے صاف نظر انداز کر گیا

ہادی اس کی بازو تھامتے اسے روک کر "بس کر ڈیش انسان، بتائے گا ہوا کیا ہے؟" بولا۔ منیب نے ایک جھٹکے سے اپنے بازو اس سے چھڑائے

منیب اجنبیت سے بھرپور لہجے میں بولا تو ہادی "سٹے اوے فرام می مسٹر میر ہادی" حیرت سے گنگ رہ گیا۔

کیا؟ میر ہادی؟ اور کیوں دور رہوں میں تم سے؟ کیا کیا ہے میں نے؟ کیوں گبر سنگ" ہادی دوبارہ اس کے بازو جکڑتے بولا "بنے پھر رہے ہو؟

"یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو تم نے کیا کیا ہے؟ یو نوٹ ہادی یو آر آ بلڈی۔۔۔۔" منیب نے بامشکل خود کو گالی دینے سے روکا۔ اس کی اونچی آواز پر کئی سٹوڈینٹس رکے تھے

منیب اب تم ڈرامے بند کر کے بتاؤ گے کیا ہوا ہے؟ دوست ہیں ہم یار بتا تو سہی کیا" ہادی اس کا بازو کھینچتے اسے ساتھ لے کر سائیڈ پر ہو گیا "ہوا ہے؟

تو، تو دوست کہتا ہے خود کو میرا؟ دوستی کا مطلب بھی جانتا ہے تو؟ ہانیہ سلطان، بہن" منیب زوردار مکہ اس کے منہ پر مارتے بولا۔ ایک لمحہ "ہے میری کوئی کھلونا نہیں ہے لگا تھا ہادی کو ساری بات سمجھ آنے میں

منیب دیکھ کچھ بھی فضول مت بول، ہانیہ سچ میں کوئی کھلونا نہیں ہیں اور ناں ہی میں " نے انہیں کھلونا سمجھا ہے۔ محبت کرتا ہوں میں ان سے، اپنی عزت سمجھتا ہوں انہیں ہادی کا دماغ کھلونا "اور یہ بات ساری دنیا کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتا ہوں لفظ پر گھوما تھا

ہاں ساری دنیا کے سامنے بول سکتا ہے مگر میرے سامنے نہیں، شرم سے ڈوب کے " مر جا ہادی، اگر ہانیہ میری بہن ہے تو تو بھی میرا دوست ہے۔ چار سال، چار سال سے منیب کا لہجہ تکلیف سے پر تھا۔ "تو مجھ سے چھپاتا آیا، یہی تھی تیری دوستی؟

ہاں اسے برا یہ نہیں لگا تھا کے ہادی کو ہانیہ سے محبت ہوئی، کیونکہ محبت تو اس نے بھی عیشال سے کی تھی، یہ بھلا سوچ سمجھ کر کہاں ہوتی ہے۔ یہ تو بے اختیار جذبہ ہے مگر اسے برا ہادی کا اسے ناں بتانا لگا تھا

میں یہ نہیں چاہتا تھا منی، کئی سال خود کو سمجھایا کے یہ غلط ہے۔ وہ عزت ہیں تیری، مگر نہیں کر سکا۔ اور پھر کس منہ سے تجھے بتاتا۔ ڈرتا تھا کہیں محبت کے ساتھ ساتھ دوست بھی ناں کھو دوں" ہادی زبردستی اس کے گلے لگ گیا

"کیوں ہادی؟ کیوں ناراض ہوتا میں تجھ سے؟ کیوں کھوتا تو اپنی دوستی؟ میں نے بھی تو عیشال سے محبت کی، صائم نے کی، عبید نے کی تو بھلا تجھے کیسے غلط کہہ دیتا میں؟ منیب اسے خود سے الگ کرتے" صرف اس لیے کے وہ لڑکی میری بہن ہے؟ سنجیدگی سے بولا

محبت پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا ہادی، یہ کبھی بھی کہیں بھی کسی سے بھی ہو جاتی ہے۔" منیب دھیما سا "اور پھر ہانیہ سلطان خوش قسمت ہے کے میر ہادی نے اسے چاہا ہے مسکرایا تو ہادی کو لگا جیسے اسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو

ہادی بے یقین سا تھا۔ بھلا کب "تو سچ کہہ رہا ہے منی، تجھے مجھ پر غصہ نہیں ہے؟" سوچا تھا اس نے کے یہ سب اتنا آسان ہو گا

وانیہ کے منہ سے یہ انکشاف سن کر مجھے دکھ ہوا تھا۔ برا لگا تھا مگر صرف یہ کے" میرے دوست کی زندگی کا سب سے بڑا سچ مجھے کسی اور کے منہ سے معلوم ہو رہا ہے۔ منیب اس کے چت لگاتے بولا تو ہادی شرمندہ "اور اسی بات کا غصہ بھی تھا مجھے تجھ پہ سا ہو گیا

ہادی دوبارہ "آئی ایم سوری منی، وعدہ کرتا ہوں دوبارہ تجھ سے کچھ نہیں چھپاؤں گا"
اسے گلے لگا گیا

جا معاف کیا، کیا یاد کرے گا کس سخی سے پالا پڑا تھا۔ ویسے کس کس کو علم ہے اس"
منیب اسے بینچتے بولا تو وہ الگ ہوا "بارے میں؟

مما، بابا کو، انہیں تو بہت پہلے بتا دیا تھا۔ مما ڈارلنگ تو کب سے انتظار میں ہیں رشتہ "
ہادی شرارت سے مسکرا کر بولا تو "لے جانے کے لیے بس میری ڈگری کا انتظار ہے
منیب نفی میں سر ہلا گیا

منیب مسکرا کر بولا تو ہادی بھی مسکرا دیا۔ ہمیں ہمیشہ "تو کبھی نہیں سدھر سکتا ہادی" دوسروں کو وہ صلاح یا نصیحت دینی چاہیے جس پر ہم خود عمل کرتے ہوں۔ منیب نے اگر خود کو اتنا مارجن دیا تھا کے وہ محبت کر لیتا تو ضروری تھا کے وہ اپنے دوست کو بھی موقع دیتا۔

مگر ابھی دوستی اور عشق کے امتحان باقی تھے۔ ابھی تو بہت سی منزلیں باقی تھیں جہاں تک انہیں جانا تھا۔ ان کی دوستی بھلے ہی کتنی ہی گہری تھی۔ مگر کچھ تو تھا جس کا وقت پر سامنے آنا باقی تھا

@@@@@@@@

ایک ہفتہ قبل۔۔۔

وانیہ کی بات سنتے منیب کتنے ہی پل بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ جبکہ ہانیہ بھی ہنوز خاموش تھی۔ وانیہ تھک ہار کر اسے کمرے میں چھوڑتی باہر نکلی۔ مگر باہر منیب کو کھڑا دیکھ ساکت ہوئی

منیب اسے آنے کا کہتا باہر لان کی طرف بڑھ گیا۔ وانیہ کو "میرے ساتھ آو وانیہ" سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے، ناجانے وہ کیا کچھ سن چکا تھا اور کیا نہیں

وانیہ نے بروقت بہانا بنانا چاہا مگر منیب ہاتھ اٹھاتے اسے روک گیا "منیب بھائی وہ"

منیب کی سرد آواز پر وانیہ گہرا سانس بھر "جو میں پوچھوں مجھے سچ سچ جواب چاہیے" کر رہ گئی۔ اب اسے بتانے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا

مردہ سی آواز نکالتے بولی تو منیب نے اسے دیکھا "جی بھائی"

منیب نے سنجیدہ سے لہجے میں پوچھا "کیا جانتی ہو تم ہادی کی محبت کے بارے میں؟" جس پر وانیہ اسے ہر بات بتا گئی

ہمم، اب جو بھی ہو گا وہ میں دیکھ لوں گا، تم اس بارے میں ناں ہانیہ سے بات کرو گی" منیب کی سنجیدگی میں زرا فرق نہیں آیا تھا "ناں ہی ہادہ سے سمجھی؟

وانیہ سر ہلاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ جبکہ منیب کا دماغ نا جانے کہاں "جی بھائی" کہاں پرواز کر رہا تھا، پہلے اسے ہادی سے بات کرنی تھی پھر ہی کچھ ہوتا۔ تب ہی وہ خاموشی اختیار کر گیا

@@@@@@@@@

بلال ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر بیٹھا تھا جب منزہ ڈیپارٹمنٹ سے نکل رہی تھی اس کے پاس ایک لڑکی کھڑی تھی۔ حسبِ معمول منزہ کا پارہ پل بھر میں ہائی ہوا تھا۔ اسے خود بھی سمجھ نہیں آیا اچانک اسے کیا ہوا وہ چلتی ہوئی بلال کی طرف آئی

منزہ ایک دم سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے کھینچتے "مجھے تم سے بات کرنی ہے بلال" بولی۔ بلال نے غصے سے اسے دیکھا

بلال غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکتے "مگر مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی منزہ زیدی" بولا۔ چند دن پہلے ہی تو منزہ نے صاف الفاظ میں اپنے جذبات اس تک پہنچائے تھے۔ پارٹی والی رات صائم مشعل کو چھوڑنے گیا تو عبید نے بلال کو منزہ کو گھر چھوڑنے کو بولا

میں تاعمر ہو نہی تمہارے ساتھ زندگی کا سفر طے کرنا چاہتی ہوں بلال خان، کیا تم" بلال گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب اچانک اس بولتی "مجھے اپنی ہمراہی کا اعزاز بخشو گے؟ خاموشی کے زیرِ اثر منزہ کے لبوں سے یہ الفاظ نکلے۔ جس پر وہ اگلے ہی پل خود بھی چونک اٹھی

بلال نے ایک ہی پل میں لب بھینچے۔ پھر بغیر بولے گاڑی کی سپیڈ فل کرتے چند پلوں میں اسے زیدی ہاؤس کے سامنے اتارا۔ منزہ نے اپنی صفائی دینا چاہی مگر بلال بغیر کچھ بھی سنے گاڑی آگے بڑھا گیا۔ اور اس دن سے اب تک وہ منزہ سے بات نہیں کر رہا تھا

اب بھی اس کے ایٹیٹیوڈ پر منزہ کا دماغ پھر سے کھسکا تھا۔ مانتی تھی اس دن وہ انجانے میں وہ سب بول گئی۔ لڑکی ہو کر اسے پہل نہیں کرنی چاہیے تھی مگر بلال خان مسلسل اس کی نفی کر رہا تھا۔

آخر کیا کمی ہے مجھ میں بلال خان؟ کیوں نہیں نظر آتی میں تمہیں؟ کتنی بار خود کو" منزہ بلال کا کالر تھامے بے بسی سے بولی جو کئی "بے مول کروں تمہارے سامنے دونوں سے اسے نظر انداز کر رہا تھا

مجھ سے دور رہ کر بات کرو منزہ زیدی، میں تمہارے باپ بھائی کی پراپرٹی نہیں" ہوں، اور کمی، خود کو کبھی آئینے میں دیکھا ہے؟ تم میں ایسا ہے کیا جو میں تم سے محبت بلال سختی سے اس کا کالر جھٹکتے بولا "کروں؟

منزہ کو لگا کسی نے اس کے دل پر آری چلا دی ہو، اس نے اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہوتے بلال خان کو اپنے جذبات کیا بتا دیے وہ اس سے اتنا بدظن ہو گیا کے اپنی دوستی تک کا لحاظ بھول گیا

تم لڑکی ذات کے نام پر دھبہ ہو منزہ زیدی، مجھے عورت ڈھکی چھپی پردے میں" پوشیدہ پسند ہے تمہاری طرح نہیں، تم جیسی لڑکیاں دوست تو بن سکتی ہیں بیوی نہیں، بلال کو "اور بھولو مت میں ایک پٹھان ہوں جس کے لیے عزت ہی سب کچھ ہے اس وقت واقعی ہی احساس نہیں تھا کے اس کے الفاظ منزہ کے لیے زہر سے بڑھ کر ہیں

کہتے ہیں لفظوں کے دانت نہیں ہوتے، مگر وہ اتنا زور سے کاٹتے ہیں کے انسان بلبلا کر رہ جاتا ہے، منزہ کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، اپنی محبت کے ہاتھوں ایسی تذلیل پر وہ کیسے زندہ رہ سکتی تھی

بہت شکریہ بلال خان، آج تم نے مجھے آئینہ دکھا دیا، میں نا جانے کس بھول میں" تھی، واقعی ہی میں غلط تھی جو خود کو لڑکی سمجھ بیٹھی، مگر تھینک یو تم نے میری غلط فہمی

منزہ بامشکل چند لفظ ادا کرتے اس کا کالر چھوڑ کر وہاں "بہت اچھے سے دور کر دی سے بھاگ گئی

بلال کو اچانک ہی اپنے لفظوں کی شدت کا احساس ہوا تو وہ لب بھینچ کر رہ گیا، یہ کیا کر گیا تھا وہ، جو بھی تھا وہ اس کی دوست تھی، اسے اپنے الفاظ پر قابو رکھنا چاہیے تھا، مگر اب پچھتانے کا وقت گزر چکا تھا

@@@@@@@@

عبید سر ساجد کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ "السلام علیکم سر، آپ نے مجھے بلایا تھا؟" سامنے ہی فائل پر سر جھکائے ہوئے تھے۔ ابھی انہون نے ہی اسے بلایا تھا

انہوں نے سر اٹھاتے اسے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر "جی عبید آئیں بیٹھیں" وہ ان کے سامنے جا کر بیٹھ گیا

عبید کیونکہ آپ لوگوں کے صرف کچھ دن ہیں یونی میں تو ہم نے اور باقی ٹیچرز نے" مل کر فیصلہ کیا ہے کے اگلے ہفتے فرسٹ سمسٹر اور لاسٹ سمیسٹر والوں کا ٹرپ لے جایا جائے۔ یہ فارم ہے۔ اور ہمیشہ کی طرح سارے سٹوڈینٹس میں یہ فسرن تقسیم کرنا پروفیسر ساجد نے فارم اسے "اور انہیں ٹرپ کے لیے منانا آپ کی ذمہ داری ہے دیتے بتایا

عبید فارم تھامتے بولا "جی سر، ہو جائے گا"

گڈ جاب، فرسٹ ائیر والوں سے بھی بات کر لیجیے گا۔ ان کے سی آر آپ سے رابطہ "
پروفیسر ساجد کی بات پر وہ سر ہلا گیا "کر لیں گے

وہ چئیر سے اٹھتے بولا تو وہ سر ہلا گئے۔ جس پر وہ آفس "اوکے سر مجھے اجازت دیں"
سے باہر نکل گیا۔ یہ ٹرپ نا جانے ان کی زندگی کو کہاں لے جانے والا تھا

منیب اور ہادی پچھلے لان "یار منی، بات سن یار، میں کافی دنوں سے پریشان ہوں"
میں بیٹھے تھے جب ہادی منیب کو دیکھتے بولا

منیب اس کی اداکاری پر اسے دیکھ کر رہ گیا "اب کیا موت پڑ رہی ہے تجھے؟"

یار جب سے میں نے ہانیہ سے ان کی مرضی پوچھی کے وہ خاموش ہیں بلکل مجھے ڈر" ہادی افسردہ سا منہ بنائے بولا "لگ رہا ہے؟ پتا نہیں کیا کہیں گی وہ؟

جیسی تیری حرکتیں ہیں کمینے انسان ہانیہ کو چاہیے پہلی فرصت میں تجھے انکار کر" منیب کا منہ ابھی تک "دے۔ مجھ سے چھپایا ناں تو نے سب کچھ، اللہ پوچھے گا تجھے سیدھا نہیں ہوا تھا

در فٹے منہ منی تیرا، بندے کی شکل اچھی ناں ہو تو کم از کم بات ہی اچھی کر لے، اس" ہادی اس کی بد دعاوں پر کڑھ کر رہ گیا "وقت تو مجھے پیور سالہ لگ رہا ہے

بیٹا ابھی زیادہ اڑ مت، ابھی میری بہن نے ہاں نہیں کی، اور میں پہلے ہی بتا دوں اگر" منیب نے سالہ لفظ پر "ہانیہ نے ناں کر دی تو میری طرف سے بھی کوری ناں سمجھنا اسے گھورا

اوہیلو، تو میرا دوست ہے، خبردار اگر پارٹی بدلی، چاہے جو بھی ہو جائے تو صرف میرا" ہادی اس کے پارٹی بدلنے پر حیران ہوا "ساتھ دے گا

تیرا دوست ہوں مگر اس کا بھائی ہوں، آج تک میں نے اپنی بہن کی مرضی کے "
منیب اب کی بار "خلاف کچھ نہیں کیا، آگے بھی وہی ہو گا۔ جو ہانیہ چاہیں گی وہی ہو گا
سنجیدہ ہوا تھا

مت کر یار، ایک تو میں پہلے ہی ہانیہ کی وجہ سے پریشان ہوں اوپر سے تو اور ڈرا دے "
ہادی برا سا منہ بناتے بولا "مجھے

منیب نے "اب تو بس اللہ اللہ کر، کیونکہ تیری مدد اب صرف اللہ ہی کر سکتا ہے"
اسے ہری جھنڈی دکھائی تو وہ ہادی اس کے کندھے پر مکہ مار گیا

@@@@@@@@

عبید وہ فارم لیے ڈیپارٹمنٹ کی طرف آیا تو اچانک منزہ تیزی سے اس کے پاس سے گزری۔ عبید نے اسے آواز دی مگر وہ ان سنی کرتے تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔ وہ حیرانی سے اسے جاتا دیکھ آگے آیا تو سامنے ہی بلال چہرے پر پشیمانی لیے کھڑا تھا

کیا ہوا بلال؟ تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ اور منزہ اتنی تیزی سے یہاں سے کیوں گئی" عبید اس کا چہرہ دیکھتے بولا تو بلال نے خاموش نظر اس پر ڈالی "ہے؟

بلال کچھ پل خاموش رہنے کے بعد اسے سب بتا گیا۔ منزہ کا اپنے جذبات کا اظہار اور اپنی غلطی بھی۔ جو بھی تھا اسے منزہ کی بے عزتی کرنے کا حق کسی نے نہیں دیا تھا۔

بہت غلط کیا تم نے بلال، یہ نہیں کرنا چاہیے تھا تمہیں، وہ لڑکی کوئی معمولی لڑکی نہیں " عبید نفی "ہے۔ تمہارے عشق میں دیوانی ہے۔ اس کا دل توڑ کر اچھا نہیں کیا تم نے میں سر ہلاتے تکلیف سے بولتے وہاں سے چل دیا۔ اس نے صائم کو فون کرتے منزہ کے پیچھے جانے کا بولا مگر ابھی انہیں اور کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ جانتا تھا صائم منزہ کے لیے بہت پروٹیکٹیو ہے۔ جلد غصے میں آ جاتا تھا

اور پیچھے کھڑا بلال ان سب کو اپنی حالت سمجھا نہیں پا رہا تھا۔ بلال کا تعلق پٹھان گھرانے سے تھا۔ جہاں ذات، برادری، غیرت اور شرم و حیا سب کچھ ہوتا ہے۔ بلال کا رشتہ بچپن سے ہی اپنے تایا کی بیٹی سے طے تھا جو اس سے عمر میں کئی سال بڑی تھی۔ مگر ان کے یہاں یہ عام بات تھی

وہ ہمیشہ سے منزہ کے جذبات سے واقف تھا۔ مگر وہ اس معملے میں بے بس تھا۔ اسے منزہ سے ناں محبت تھی ناں نفرت وہ اس کی دوست تھی۔ ہاں کبھی کبھی وہ اس کی حرکتوں سے چڑ جاتا تھا اور غصے میں ڈانٹ دیتا۔ مگر وہ اس سے نفرت نہیں کرتا تھا

آج بھی کچھ ہی دیر پہلے اس کی اپنی ماں سے بات ہوئی تھی جن کے مطابق دو ماہ بعد پیپرز سے فارغ ہوتے ہی اس کی شادی تھی۔ اسی بات پر اس کا دماغ گرم تھا۔ اس پر منزہ کا آنا اور بد تمیزی دکھانا جلتے پر تیل کا کام کر گیا۔ اور وہ وہ سب بول گیا جو نہیں بولنا چاہیے تھا

منزہ کی اس آخری نظر میں اس کی آنکھوں میں تیرتے آنسوؤں نے بلال کے دل پر وار کیا تھا۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی منزہ کی تکلیف پر۔ ایک الگ سا احساس تھا جس نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

کیا بلال خان بلا آخر منزہ کی محبت میں مبتلا ہو گیا تھا؟ یا یہ بس وقتی احساس تھا۔ اور کیا سچ میں اس کے پاس وقت تھا یا اس نے دیر کر دی تھی۔

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں

ضروری بات کہنی ہو کوئی وعدہ نبھانا ہو

اسے آواز دینی ہو اسے واپس بلانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

مدد کرنی ہو اس کی یار کی ڈھارس بندھانا ہو

بہت دیرینہ رستوں پر کسی سے ملنے جانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

بدلتے موسموں کی سیر میں دل کو لگانا ہو

کسی کو یاد رکھنا ہو کسی کو بھول جانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

کسی کو موت سے پہلے کسی غم سے بچانا ہو

حقیقت اور تھی کچھ اس کو جا کے یہ بتانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں

(منیر نیازی)

@@@@@@@

عبید پہلے فرسٹ سیمسٹر والوں کی کلاس میں آیا تھا جو ابھی کسی کلاس سے فارغ ہوئے تھے۔ وہ چلتا ہوا ڈائس کی سمت آیا۔ اس کی پرسنیلٹی میں موجود رعب ہی تھا جو ہر کسی کو چند پل کے لیے اس کے سامنے دبا دیتا تھا۔ اب بھی وہ سب سٹوڈینٹس اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے

عبید مسکرا کر بولا تو ساری کلاس مسکرا "السلام علیکم ایوری ون، کیسے ہیں لوگ؟" دی۔ جویرہ جو اپنی بک پر جھکی کوئی سوال دیکھ رہی تھی جانی مانی آواز پر جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ سامنے ڈائس پر عبید کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی

ان سب نے مشترکہ اس کے سوال کا جواب دیا تھا۔ "وعلیکم السلام"

عبید پُر جوش سا بولا تو وہ "گائز آئی ہیو آ ونڈر فل نیوز فار آل آف یو، اینی گیسسز؟" سب بھی متجسس ہوئے۔

"نیکسٹ ویک آپ سب کا ٹور جا رہا ہے۔ نار درن ایریاز کی طرف۔ چونکہ آپ سب یہاں نئے ہیں اسی لیے یہ آفر صرف آپ کے لیے ہے۔ اور ہم کیونکہ یونی سے عبید کی بتائی خبر پر ان سب کے چہرے پر "جا رہے ہیں تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے بھی وہی جوش چھلکا سا عبید کے چہرے پر تھا۔

پوری کلاس میں مختلف قسم کی آوازیں "یاہووووو، ہورے ے ے ے ے" گونجیں۔ عبید ایک ہاتھ ہلکا سا کان پر رکھتے ڈائس بجا کر انہیں خاموش کروا گیا

یہ آپ سب کے فارمز ہیں۔ انہیں فل کر کے اپنے سی آر کو دے دیجیے گا۔ اب" عبید فارم سی آر کی سمت بڑھاتے بولا۔ اور "مجھے اجازت دیں، انجوائے یور سیلف دروازے کی سمت بڑھا جب اس کا موبائل رنگ ہوا

عبید فون اٹھاتے دھاڑا۔ "واٹٹٹٹ؟ کیا بول رہے ہو؟ کہاں ہو تم لوگ اس وقت؟" دوسری طرف کی بات سنتے وہ ایک ہی جست میں کلاس سے بھاگا۔ اس کی حالت پر جویرہ کو پریشانی ہوئی۔ مگر سر کو داخل ہوتا دیکھ جا نہیں سکی۔

@@@@@@@@

منزہ بلال سے دل برداشتہ ہو کر بھاگتی ہوئی یونی سے نکلی تھی۔ گاڑی لیے سڑکوں پر نکل آئی۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ بلال نے ناصرف اسے ٹھکرایا تھا بلکہ اس کی نسوانیت پر سوال اٹھایا تھا۔

وہ بچپن سے لڑکوں سے کیا پیچ رہی تھی کیا یہ اس کی غلطی تھی؟ اس سے ہمیشہ ان جیسا ہی برتاؤ کیا گیا تھا جس پر وہ بھی وقت کے ساتھ ساتھ انہیں کی طرح بن گئی۔ ہاں وہ مانتی تھی وہ دوپٹہ نہیں پہنتی تھی یہ اس کی غلطی تھی مگر کیا دوپٹہ ناں پہننے پر اس کا کردار سوالیہ ہو جاتا تھا؟

اس کے مزاج میں فطرتاً غصہ، ضد اور اپنی چیزوں کے لیے حساسیت رکھی گئی تھی۔ وہ جان بوجھ کر بلال پر حق نہیں جماتی تھی بس وہ اسے کسی کے ساتھ دیکھ نہیں پاتی تھی۔ وہ گاڑی ڈرائیو کرتے بار بار اپنا چہرہ صاف کر رہی تھی

تم لڑکی ذات کے نام پر دھبہ ہو منزہ زیدی، مجھے عورت ڈھکی چھپی پردے میں" پوشیدہ پسند ہے تمہاری طرح نہیں، تم جیسی لڑکیاں دوست تو بن سکتی ہیں بیوی نہیں، بلال کی "اور بھولو مت میں ایک پٹھان ہوں جس کے لیے عزت ہی سب کچھ ہے آواز رہ رہ کر اس کے کانوں میں صور پھونک رہی تھیں

منزہ روتے روتے "آہہہہہہ نہیں ہوں میں دھبہ، میں بری نہیں ہوں، نووووو" چیخی، اسے علم نہیں ہوا کب گاڑی کا بیلنس بگڑا اور گاڑی سڑک کنارے کھمبے سے جا ٹکرائی

اس کا سر سٹیرئینگ پر پر لگا۔ چند لمحوں میں اس کے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہوش و خرد سے بے گانا ہوتی چلی گئی۔

@@@@@@@

صائم جو عبید کے فون کرنے پر پریشانی سے کلاس سے نکلتے گیٹ کی سمت جارہا تھا مشعل کی آواز پر رکا "صائم"ء

مشعل اسے گیٹ کی سمت جاتے دیکھ کر بولی "کہاں جارہے ہو؟"

عبید کا فون آیا تھا وہ ابھی یونی سے نکلی ہے۔ پریشان لگ رہی تھی اسے۔ اسی کے پیچھے" صائم کا لہجہ "جارہا ہوں۔ پتہ نہیں کیوں دل گھبرا رہا ہے جیسے کچھ برا ہونے والا ہو ایک دم کانپا تھا

اس "تم فکر مت کرو، ہو سکتا ہے کوئی کام یاد آگیا ہو، چلو میں بھی ساتھ چلتی ہوں" کے لہجے پر مشعل کو بھی پریشانی ہوئی

صائم باہر کی سمت اشارہ کرتے خود بھی جلدی سے آگے بڑھا۔ وہ دونوں "ہمم چلو" گاڑی لے کے نکلے۔ ابھی وہ کچھ دور ہی پہنچے تھے جب صائم کے نمبر پر فون آیا

منزہ کا نمبر دیکھتے اس نے جلدی سے کال "ہیلو منزہ، کہاں ہو تم گڑیا؟ بھائی کو بتاؤ؟" اٹھاتے پوچھا

دوسری سمت اجنبی آواز سنتے صائم کا دل "آپ صائم زیدی بات کر رہے ہیں؟" بے ہنگم انداز میں دھڑکا

صائم بامشکل گاڑی سنبھالتے بولا "جی میں صائم زیدی ہوں، مگر آپ کون ہیں؟"

یہ لڑکی شاید آپ کی بہن ہیں، ان کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔ ہم نے انہیں جنرل" اس شخص کی آواز پر صائم کو لگا جیسے اس "ہوسپٹل بھیج دیا ہے آپ وہاں چلے جائیں کے جسم سے روح کھینچ لی گئی ہو۔ موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا

مشعل کے پوچھنے پر اس نے بے تاثر نظروں سے "کیا ہوا صائم؟ کہاں ہے منزہ؟" اسے دیکھا، گاڑی کی سپیڈ ناں ہونے کے برابر تھی

صائم کی کانپتی آواز پر مشعل کا ہاتھ منہ پر گیا "جن۔۔۔ جنرل ہو۔۔۔۔۔ ہوسٹل"

مشعل "صائم سنبھالو خود کو، اور جلدی چلو، ہمیں منزہ کے پاس جانا ہے، جلدی چلو" اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولی تو صائم مشکل سے ہی سہی مگر حواس بحال کرتے گاڑی ہوسپٹل کی طرف موڑ گیا۔ مشعل نے عبید کو فون کرتے ساری صورتحال بتائی۔ جس پر وہ آنے کا کہہ کر فون بند کر گیا

@@@@@@@

عبید نے منیب اور ہادی کو بھی بتا دیا تھا جس پر وہ سب سارے کام پسِ پشت ڈالتے یونی سے نکلے تھے۔ ان کی دوست مشکل میں تھی اسے ان کی ضرورت تھی

بلال جو تب سے وہیں سیڑھیوں پر بیٹھا تھا ان "عابی کہاں جا رہے ہو تم تینوں؟" تینوں کو تیزی ڈیپارٹمنٹ سے نکلتا دیکھ بولا

اٹس نن آف یور بزنس مسٹر بلال خان، تم نے جو کرنا تھا کر لیا، اپنی سو کالڈ نفرت" عبید "میں اپنی محبت میں پاگل اس لڑکی کو موت کے منہ میں پہنچا دیا، جاؤ خوشیاں مناؤ سرد آواز میں بولا تو بلال کو جھٹکا لگا

بلال کو خود بھی پتا نہیں چلا اس کی آواز "کی۔۔۔ کیا مطلب ؟ کیا ہوا ہے منزہ کو" کانپ گئی

ہادی کچھ ناں کچھ سمجھ چکا تھا "ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے زی بھائی کا، وہ آئی سی یو میں ہیں" تب ہی عبید کی خاموشی پر بولا، بلال ساکت سا کھڑا رہ گیا۔ جس پر وہ تینوں تیزی سے باہر بھاگے

کسی کو موت سے پہلے کسی غم سے بچانا ہو
حقیقت اور تھی کچھ اس کو جا کے یہ بتانا ہو
ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں

وہ اسے حقیقت نہیں بتا سکا، اسے موت کے منہ میں پہنچا دیا اس نے، کیا وہ اب کبھی اپنی غلطی سہی کر سکے گا؟ کیا وہ سچ میں دیر کر بیٹھا تھا

وہ سب اس وقت آئی سی یو کے باہر کھڑے تھے۔ عیشال اور مشعل تو رونا شروع کر چکیں تھیں۔ منزہ کی شرارتیں، اس کی باتیں رہ رہ کر یاد آ رہیں تھی۔ منیب اور ہادی بھی خاموش نظروں سے آئی سی یو کے دروازے کو گھور رہے تھے۔ جہاں ان کا زی بھائی تھا۔ دی تھری ڈیولز اسی کے وجود سے تھے۔

بلال ہوسپٹل کے لان میں کھڑا تھا۔ وہ خود میں اتنی ہمت جمع نہیں کر پا رہا تھا کے منزہ کو اس حال میں دیکھ سکے۔ آج اسے بھی منزہ کی دیوانگی، اس کی نظریں بار بار خود پر پڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔

میں تا عمر ہو نہی تمہارے ساتھ زندگی کا سفر طے کرنا چاہتی ہوں بلال خان، کیا تم "" وہ باتیں جن پر غصہ کر کے اس نے منزہ کو اس "مجھے اپنی ہمراہی کا اعزاز بخشو گے؟ حال میں پہنچایا تھا آج وہی باتیں اسے رلا رہی تھیں

آخر کیا کمی ہے مجھ میں بلال خان؟ کیوں نہیں نظر آتی میں تمہیں؟ کتنی بار خود کو " "بے مول کروں تمہارے سامنے

مجھ سے دور رہ کر بات کرو منزہ زیدی، میں تمہارے باپ بھائی کی پراپرٹی نہیں" ہوں، اور کمی، خود کو کبھی آئینے میں دیکھا ہے؟ تم میں ایسا ہے کیا جو میں تم سے محبت "کروں؟

تم لڑکی ذات کے نام پر دھبہ ہو منزہ زیدی، مجھے عورت ڈھکی چھپی پردے میں پوشیدہ پسند ہے تمہاری طرح نہیں، تم جیسی لڑکیاں دوست تو بن سکتی ہیں بیوی نہیں، اور بھولو مت میں ایک پٹھان ہوں جس کے لیے عزت ہی سب کچھ ہے"

"بہت شکریہ بلال خان، آج تم نے مجھے آئینہ دکھا دیا، میں ناجانے کس بھول میں تھی، واقعی ہی میں غلط تھی جو خود کو لڑکی سمجھ بیٹھی، مگر تھینک یو تم نے میری غلط فہمی بہت اچھے سے دور کر دی" اپنے ہی لفظ جب اپنے ہی تھپڑ مارتے ہیں تو کیسا لگتا ہے یہ آج بلال کو سمجھ آیا تھا۔

وہ بامشکل قدم اٹھاتا ہوسپٹل کے اندر آیا۔ اسے اس ماحول سے وحشت ہو رہی تھی۔ وہ لڑکی جس کے وجود سے اسے چڑ ہوتی تھی آج اسے پٹیوں میں جکڑا دیکھنے کا

سوچ کر ہی بلال کی جان جا رہی تھی۔ وہ لڑکی جس کا بولنا، جس کا انداز بلال کو عورت ذات پر دھبہ معلوم ہوتا تھا آج وہ چپ تھی، ہوسپٹل کی چادر میں ڈھکی تھی تو بھی بلال سہہ نہیں پا رہا تھا

آئی ایم سوری منزہ، مجھے معاف کر دو، میں تمہارا مجرم ہوں، چاہو تو مجھے سزا دے لو" وہ تصور کی آنکھ سے منزہ کو محسوس کرتے تڑپا تھا "مگر یہ مت کرو یار

عبید اچانک منزہ کو ہوا کیا تھا؟ صبح وہ بلکل ٹھیک تھی۔ مجھ سے تھوڑا پہلے ہی گھر سے" صائم کتنی دیر بعد سنبھلا تو "نکلی تھی، یونی میں بھی سہی تھی پھر یہ سب کیوں ہوا؟ عبید کی طرف مڑتا بولا

"ابھی یہ اہم نہیں ہے صائم، ابھی منزہ کا ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ تم بس دعا کرو" بلال جانتا تھا عبید صائم کو نہیں بتائے گا مگر وہ تو اپنی پشیمانی دور کرنا چاہتا تھا ناں

بلال کی آواز پر وہ سب اس کی سمت متوجہ "میں بتاتا ہوں صائم کیا ہوا ہے منزہ کو" ہوئے۔ عبید نے پریشانی سے اسے دیکھا

عبید سختی سے بولا مگر بلال کچھ سمجھ ہی نہیں رہا تھا "بلال یہ موقع سہی نہیں ہے"

میں نے کیا ہے یہ سب، میری وجہ سے وہ شرارتی سی گڑیا ٹوٹ گئی ہے، اپنی روایات" میں جکڑا، ایک مجبور اور بے بس انسان خود کے ساتھ ساتھ اس دیوانی کو بھی مار گیا جو

بلال کی جھکی نظروں سے نکلتی نمی فرش پر "اس پر جان دیتی تھی۔ مجھے معاف کردو گری تھی

وہ سب حیران نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے جو ہمیشہ سے منزہ سے بے زارگی کا اظہار کرتا رہا تھا اور آج اسے یوں تکلیف میں دیکھ کر وہ ناجانے کیوں تڑپ رہا تھا

ہوسپٹل کی خاموشی میں تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔ صائم کا ہاتھ بلال کے "چٹاخ" رخسار پر نشان چھوڑ گیا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی بلال خان میری بہن کو توڑنے کی؟ کیا گناہ تھا اس کا؟ یہی کے " تم جیسے بے حس اور ضدی انسان سے محبت کر بیٹھی تھی وہ؟ جانتا ہوں تمہیں اس کی

بے باکی پسند نہیں تھی، اس کا انداز پسند نہیں تھا۔ مگر تم ایک بار اسے کہہ کر تو دیکھتے، وہ پاگل تمہارے عشق میں پوری کی پوری تمہاری پسند میں ڈھل جاتی۔ مگر تم نے تو اسے زندگی سے ہی بے زار کر دیا" صائم بلال کا کالر جکڑتے بولا

"صائم سنبھالو خود کو، یہ وقت لڑنے کا نہیں ہے، منزہ کا سوچو، چھوڑو بلال کو" عبید نے بامشکل اس کے ہاتھ بلال کے کالر سے ہٹائے

"نہیں عبید، بولنے دو اسے، ورنہ مجھے میرا احساسِ جرم مار ڈالے گا۔ مجھے یہاں تکلیف ہو رہی ہے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے نہیں جانتا" بلال دل پر ہاتھ رکھتے بولا تو انہیں بے ساختہ اس پر ترس آیا

میں بچپن سے روایات کو برقرار رکھتے ایک ناپسند بندھن میں بندھا ہوں، ہر روز" تکلیف سے گزرتا ہوں، میں کیسے منزہ کی پزیرائی کر کے اسے بھی اس کانٹوں بھری بلال آہستہ سے چیئر پر بیٹھ گیا۔ جیسے ٹانگوں نے مزید بوجھ "راہ پر گھسیٹ لیتا؟ سہارنے سے انکار کر دیا ہو

صائم جو اسے سخت سست سنانا چاہتا تھا منیب کی آواز پر مڑا جہاں ڈاکٹر روم "ڈاکٹر" سے باہر نکل رہا تھا۔

صائم آگے بڑھتے ان کی طرف آیا "ڈاکٹر میری بہن؟"

دیکھیے مسٹر زیدی، ایکسیڈینٹ میں ان کا سر سٹئیرنگ سے ٹکرایا ہے اور وہ شاید سٹریس میں تھیں تب ہی یہ جھٹکا دماغ پر زیادہ اثر انداز ہوا ہے۔ ہمیں ہیمورتج کا خطرہ تھا مگر شکر ایسا نہیں ہوا۔ مگر جھٹکا لگنے کے باعث وہ ٹیمپریری کوما میں ہیں۔ یہ کوما پرمانینٹ بھی ہو سکتا ہے۔ چوبیس گھنٹے اہم ہیں آگے کیا ہو گا یہ میں نہیں بتا سکتا۔ انتظار کریں اور دعا کریں آپ لوگ" ڈاکٹر کی بات پر وہ سب صدمے سے گنگ رہ گئے

"ت۔۔۔ تھینک یو ڈاکٹر" صائم بامشکل بولتے ان سے ہاتھ ملا گیا۔ ڈاکٹر سر ہلاتے وہاں سے چل دیے

"سب ٹھیک ہو جائے گا صائم، تم گھر فون کر دو، وہ سب بھی پریشان ہوں گے" عبید نے تسلی دینے کے انداز میں اس کا کندھا تھپتھپایا۔ صائم بامشکل سر ہلا گیا

@@@@@@@@@

صائم نے گھر میں فون کر دیا تھا۔ جس پر کچھ ہی دیر میں سب لوگ ہوسپٹل پہنچ چکے تھے۔ منزہ میں ان سب کی جان تھی۔ اب بھی اس کی تکلیف پر مسز زیدی کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔ بلال کو انہیں دیکھ کر خود پر مزید غصہ آ رہا تھا۔

عبید میڈیسن لینے کاونٹر کی طرف گیا جب اس کا موبائل بجنے لگا۔ دیکھا تو جویرہ کا فون تھا۔ عبید سمجھ چکا تھا کے ضرور اسے منزہ کے بارے میں پتا چل گیا ہو گا۔

جویرہ کی پریشان سی آواز پر عبید لب بھینچ گیا "السلام علیکم"

عبید کے لہجے میں تھکان خود باخود اتری تھی۔ "وعلیکم السلام"

"کیا آپ ٹھیک ہیں؟ کیا ہوا ہے آج آپ کلاس سے نکلتے ہوئے فون سن کر پریشان ہو گئے تھے اور ہوسپٹل میں کون ہے؟" جویرہ نے فکر مندی سے پوچھا

عبید نے آہستہ "وہ۔ دراصل۔۔۔ منزہ کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے، وہ ہوسپٹل میں ہیں" سے بتایا تو جویرہ کو جھٹکا لگا۔

جویرہ کی آنکھوں میں بے ساختہ "کیا؟ کیسی ہیں اب منزہ آپی؟ وہ ٹھیک ہیں ناں؟" نمی ابھری، وہ کچھ ہی عرصے میں ان سب کے بہت قریب ہو گئی تھی۔

ابھی تو بے ہوش ہے، ڈاکٹر نے بولا ہے اگر کل صبح تک ہوش نہیں آیا تو وہ کوما میں جا سکتی ہے" عبید بتاتے بتاتے خود ہی لب بھینچ گیا۔

"اللہ خیر، انشاءاللہ کچھ نہیں ہو گا منزہ آپی کو، آپ پلیز خود بھی حوصلہ رکھیں اور باقی سب کا بھی خیال رکھیں۔ اللہ منزہ آپی کو اپنے حفظ و امان میں رکھے" جویرہ صدقِ دل سے بولی

عبید زیرِ لب بڑبڑایا "آمین ثم آمین"

"میں اب فون رکھتی ہوں، مجھے آپی کی حالت بتاتے رہیے گا۔ اللہ حافظ"

عبید فون رکھتے دوائیوں کی سمت متوجہ ہوا۔ "ہمممم، اللہ حافظ"

@@@@@@@@

صائم، چائے پی لیں پلیز، آنٹی کو اتنی مشکل سے پانی پلایا، اگر آپ ہمت ہار جائیں گے تو ان سب کو کون سنبھالے گا۔ دیکھیں زیان بھیا کا بھی برا حال ہے۔ بھابھی انہیں سنبھال رہی ہیں مگر تایا جان اور بابا کو تو آپ کو ہی سنبھالنا ہے" مشعل صائم کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے بولی

مشی منزہ میری سگی بہن نہیں ہے، مگر میں نے ہمیشہ اسے سگی بہن سے بڑھ کر چاہا"
ہے۔ وہ ہمیشہ سے میری اور زیان بھیا کی گڑیا رہی ہے جس میں پورے زیدی ولا کی
صائم سامنے دیکھتے بولا۔ اس کا لہجہ تکلیف سے اٹا تھا " جان ہے

آج تک اس کے منہ سے نکلی ہر خواہش ہم نے پوری کی ہے۔ شاید یہ ہماری ہی"
صائم کی آنکھ "غلطی تھی کے ہم اسے انسان اور چیزوں کے بیچ کا فرق نہیں سکھا سکے
سے آنسو نکل کر اس کی گال پر بہہ گیا

مشعل اس کے بازو "صائم ایسا مت بولیں، آپ نے وہی کیا جو ایک بھائی کرتا ہے"
پر ہاتھ رکھتے تکلیف سے بولی

"نہیں مشی، ہمیں اسے سمجھانا چاہیے تھا بلال کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی ضد پر اسے مل جاتا، وہ ایک جیتا جاگتا انسان ہے، جس کی اپنی زندگی ہے۔ مگر میں نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا، ہر غلطی میں، ہر ضد میں شاید تب ہی وہ اپنا رد ہونا برداشت نہیں کر پائی" صائم کو آج اپنی غلطیوں کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ دونوں بلکل آہستہ آواز میں باتیں کر رہے تھے

"منزہ آج جیسی ہے اس میں اس سے زیادہ ہماری غلطی ہے۔ ہم نے اسے بہن کی جگہ ہمیشہ اپنا تیسرا بھائی سمجھا۔ جو خود کرتے تھے، پہنتے تھے، کھاتے پیتے تھے وہی اسے کروایا اور پہنایا۔ تب ہی وہ بھول گئی کے وہ لڑکی ہے۔ اور آج اسے بہت اچھے سے یہ باور کروایا گیا ہے کے لڑکا بنتے بنتے وہ لڑکی بھی نہیں رہی" صائم مسلسل اپنے دل کا غبار نکال رہا تھا جبکہ مشعل کو اس کی تکلیف اپنے دل پر محسوس ہو رہی تھی

بس کریں صائم، خود کو دوش دینا بند کریں، جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ آپ دعا کریں"
مشعل کرب سے بولی "ہماری منزہ ٹھیک ہو جائے، زندگی کی سمت لوٹ آئے

وہ ٹھیک ہو بھی گئی تو وہ پہلے جیسی منزہ نہیں رہے گی۔ جو کچھ اس نے سہا ہے وہ اس"
کے اندر کی شرارتی اور بے فکر منزہ کو مار دے گا۔ میری شرارتی گڑیا مجھ سے چھن
صائم کی بات تلخ تھی مگر حقیقت تھی "جائے گی مشی

اگر اللہ نے چاہا تو وہ پہلے جیسی بھی ہو جائے گی۔ فلحال اس کی زندگی اہم ہے۔ اور جو"
مشعل پُر امید "بھی ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔ شاید یہ منزہ کی کوئی آزمائش ہو
تھی کیونکہ وہ بلال کی آنکھوں سے اس کی محبت سمجھ گئی تھی

صائم آنکھیں موندتے پیچھے دیوار سے سر ٹکا گیا۔ وقت آہستہ آہستہ "اللہ کرے" بیتتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ان سب کے دل کی دھڑکنیں بھی لرز رہی تھیں۔

ناجانے صبح کا سویرا اپنے ساتھ کیا لانے والا تھا

@@@@@@@@@

منیب اور ہادی "بلال تو واپس ہوسٹل چلا جا، کب تک یہاں لان میں بیٹھا رہے گا" کچھ ہی دیر پہلے ہوسپٹل سے باہر نکلے تھے۔ باہر بیٹھے بلال کو دیکھ کر وہ اس کی طرف آئے

بلال بنا ان دونوں کو "جب تک منزہ کو ہوش نہیں آجاتا میں کہیں نہیں جاؤں گا"
دیکھے بے تاثر لہجے میں بولا۔ جنہوں نے اس کی بات پر ایک دوسرے کو دیکھا

آخر کیوں نہیں جاؤ گے بلال؟ تمہیں منزہ کے جینے مرنے سے فرق کیوں پڑ رہا"
ہے؟ تم جاؤ ناں نبھاؤ اپنی روایات، منزہ پہلے بھی تمہارے لیے غیر اہم تھی اور اب
ہادی اسے اکساتے سنجیدگی اور سرد مہری سے بولا " بھی ہے

اپنی بکواس بند کرو ہادی، منزہ کے لیے مرنے جیسا لفظ استعمال کرنے کی ہمت کیسے"
بلال جو کب سے دل پر جبر کر رہا تھا "کی تم نے؟ اور نہیں ہے وہ میرے لیے غیر اہم
سارا غصہ ہادی پر نکالا

کیوں؟ کیوں اہم ہے وہ تمہارے لیے؟ لگتی ہی کیا ہے تمہاری؟ اس جیسی لڑکیاں تو" صرف دوست بن سکتی ہیں تو دوست بھی کیوں رکھا ہے اسے۔ تمہیں ہزاروں اب کے منیب بھی ہادی کے انداز میں بولا "لڑکیاں مل جائیں گی دوستی کے لیے

نہیں کرنی مجھے کسی اور سے دوستی، اور میرے الفاظ میرے منہ پر مارنے کے لیے" "بار بار اس کی بے عزتی کیوں کر رہے ہو؟ تم دونوں چلے جاؤ واپس تم کیوں ہو یہاں؟ بلال کا دماغ آؤٹ آف کنڑول ہوا تھا۔

ہماری دوست ہے منزہ، ہمارے لیے اہم ہے۔ ہم محبت کرتے ہیں اس سے۔ مگر" ہادی جانتا تھا اسے کیسے احساس دلانا ہے۔ وہ جو "تمہارے لیے تو ایسا نہیں ہے تو پھر؟ خود سمجھ نہیں رہا تھا وہ وہ سمجھ گئے تھے

کیونکہ میں بھی محبت کرتا ہوں اس سے، تم لوگوں سے کہیں زیادہ محبت، وہ تمہاری" بلال غصے سے چیخا تو وہ "دوست ہے مگر میرے لیے دوست سے کہیں بڑھ کر ہے

دونوں مسکرا دیے۔

"آخر کار بلال خان، تم نے سن لی اپنے دل کی۔ مگر بہت دیر کر دی تم نے بلال" منیب افسوس سے بولا تو بلال نے لب بھینچے

اچانک عیشال کی روہانسی آواز پر وہ تینوں اس "ہادی، منیب، جلدی چلو منزہ۔۔۔" کی طرف بھاگے۔ کیا سچ میں بلال نے بہت دیر کر دی تھی

@@@@@@@@@

وہ سب بھاگتے ہوئے آئی سی یو کے باہر پہنچے، بلال کے قدم کچھ دوری پر رکے۔ باقی سب بے تابی سے ڈاکٹر کے منہ سے نکلے الفاظ کے منتظر تھے۔ جن کے لفظوں پر ان سب کی زندگیاں ٹکی تھیں۔

مسٹر زیدی آپ کی بیٹی کو فلحال ہوش آگیا ہے۔ مگر سر پر گہری چوٹ کی وجہ سے" ڈاکٹر "میرا مشورہ ہے کے انہیں کسی بھی صدمے یا سٹریس والی بات سے دور رکھیں کی بات پر بلال شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا تھا۔

صائم جلدی سے بولا تو وہ سب منزہ سے ملنے اندر بڑھ "جی ڈاکٹر ہم خیال رکھیں گے" گئے۔ بلال چاہ کر بھی اپنے قدم آگے نہیں بڑھا سکا۔

کیا یار زی بھائی، اتنی سی چوٹ پر آئی سی یو میں پہنچ گئی، بہت مایوس کیا آپ نے" ہادی کی آواز پر منزہ نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ مسکرا تک نہیں "ہمیں سکی

"اور کیا یار، ویسے آپس کی بات ہے آپ کھمبے سے ٹکرائی تھی کھمبا تو بچ گیا ناں؟" منیب کی شرارت پر وہ سب مسکرا دیے مگر منزہ ہنوز خاموش سی تھی

مسز طاہر زیدی منزہ کا چہرہ دونوں ہاتھوں "منزہ میری جان آپ ٹھیک ہیں ناں؟" میں تھامے روہانسی سی بولیں۔ جس پر وہ سر میں اٹھتے درد کو دباتے سر اثبات میں ہلا گئی

مسٹر طاہر زیدی اس کے ماتھے کو چومتے بولے۔ باری باری سب "ہمارا بہادر بچہ" نے اسے پیار کرتے خود تسلی دی۔ صائم، عبید، منیب، ہادی، عیشال اور مشعل پیچھے تھے

صائم میر زیدی "بابا آپ چاچو لوگوں کو گھر لے جائیں ہم ہیں یہاں منزہ کے پاس" سے بولا تو وہ سر ہلاتے بامشکل ان سب کو لے گئے

ان کے جانے کے بعد منیب اور ہادی، عیشال اور مشعل کے ساتھ "ص۔۔۔ صائم" مل کر اس سے باتیں کرنے لگے مگر صائم وہیں پیچھے کھڑا رہا۔ منزہ جانتی تھی وہ کس حال میں ہو گا تب ہی اسے پکارا

مت لو میرا نام منزہ زیدی۔ تم نے آج ثابت کر دیا کے تمہارے لیے اس دنیا میں" صائم ناراض سے لہجے میں "صرف بلال خان اہم ہے۔ باقی ہم سب بھاڑ میں جائیں بولا تو منزہ سسکی

وہ بامشکل آواز نکالتے بولی۔ اپنے بھائی کو ناراض کہاں دیکھ سکتی تھی "صائم پلیز"

کیوں منزہ، بچپن سے لے کر آج تک ہر بات تم نے مجھے بتائی، جو چاہیے ہوتا تھا مجھے" بتاتی تھی۔ ہر دکھ، ہر تکلیف سب سے پہلے مجھ سے بانٹتی تھی تو آج تم نے مجھے اس صائم اس کے آنسوؤں پر تڑپتا اس کے "قابل کیوں نہیں سمجھا کے اپنا دکھ کہہ پاتی بیڈ کے قریب رکھی کرسی پر آ بیٹھا

منزہ "مجھے۔۔۔ معاف کر دو صائم۔۔۔ اٹ ریئلی ہرٹس۔۔ تمہاری منزہ ہار گئی ہے" کی دھیمی سی سرگوشی پر ان سب نے لب بھینچے، صائم اسے اٹھاتے اس کا سر اپنے کندھے سے لگا گیا۔

"کچھ نہیں ہوا بھائی کی جان، سب ٹھیک ہے۔ تم خود کو سٹریس مت دو۔ سو جاؤ" صائم اس کا سر سہلاتے بولا۔ اس کے لیے وہ سب یاد کرنا سہی نہیں تھا

یار زی بھائی دفع کرو سب کو، میں نے تمہیں تو بتایا ہی نہیں، اس منحوس کو سب پتا" ہادی بیڈ کے دوسری سمت چیئر پر بیٹھتے اس کی سمت جھک کر سرگوشی "چل گیا ہے میں بولا

منزہ صائم کے کندھے سے سر ہٹاتے تکیے پر ٹکائے بولی۔ "کسے؟ کیا پتا چل گیا؟" صائم اس کا بیڈ اونچا کر گیا

ہادی دوبارہ اسی "یہ میرے سالے کو، کے میں اس کی بہن سے پیار کرتا ہوں" سرگوشی میں بولا تو منزہ کو جھٹکا لگا

منزہ ہلکا سا مسکرا دی تو ان سب کو سکون آیا "تم پھر بھی زندہ ہو؟ یہ کیسے ہوا؟"

کیا کروں میرا چارم سی ایسا ہے، میرے جیسا بہنوئی اس کو کہاں ملنا تھا بھلا۔ بچہ انکار" ہادی آنکھ دباتے بولا تو منزہ کھل کر مسکرا دی "کر ہی نہیں سکا

تیرے چارم کی ایسی کی تیسی، وہ تو مجھے تیری لعنتی شکل پر ترس آ گیا تھا اسی لیے۔" منیب جو پیچھے ہی کھڑا تھا اس کی گردن میں چپت مارتے "ورنہ کونسا چارم کیسا چارم؟ بولا

ہادی منیب کو دیکھتے رومانوی انداز میں بولا تو سب کے قہقہے "ایک ہی بات ہے جان" گونجے

صائم "عیشال مجھے سچ میں ان دونوں پر شک ہے۔ کہیں کوئی یارانہ تو نہیں چل رہا" عیشال کو دیکھتے بولا تو وہ دونوں صائم کو مارنے لپکے جو ہنستا ہوا باہر بھاگ گیا۔ منزہ بھی چند پل اپنی اداسی سے نکل آئی تھی۔

@@@@@@@@

صائم باہر کھڑے بلال کو دیکھتے لب بھینچ گیا۔ اسے نظر انداز کرتے جانا چاہا "صائم" مگر بلال کی آواز پر اس کے قدم رکے۔

بلال آہستہ سے بولا تو صائم اس کی طرف پلٹا "کیسی ہے وہ؟"

صائم دونوں ہاتھ "تم نے تو مارنے کی پوری کوشش کی تھی مگر افسوس وہ بچ گئی ہے" سینے پر باندھے طنز سے بولا تو بلال اسے دیکھ کر رہ گیا

صائم میں بتا چکا ہوں جو کچھ ہوا میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ مگر میں پھر بھی "

بلال تھوڑا اکھڑ کر بولا "شرمندہ ہوں۔ مجھے ملنا ہے منزہ سے

کیوں بلال خان؟ کیوں ملنا ہے اس سے؟ تاکے وہ جو قسمت سے بچ گئی ہے تمہیں "

صائم کو اس کے غصہ دکھانے پر شدید تیش آیا "دیکھ کر اس بار مر ہی جائے

زبان سنبھال کر بولو صائم زیدی، مجھے مجبور مت کرو میں ہماری دوستی کا لحاظ بھول "

بلال کو اب ان سب کے مرنا مرنا کرنے پر غصہ آیا " جاؤں

"اپنا غصہ جیب میں رکھو خان، ڈاکٹر نے میری بہن کو ہر قسم کے سٹریس سے دور رہنے کے لیے کہا ہے۔ اور اس وقت اس کا سب سے بڑا سٹریس تم ہو، سو ستے اوے" صائم ہوسپٹل کا خیال کرتے آہستہ مگر سرد ترین آواز میں بولا

"مگر مجھے ملنا ہے اس سے، پلیز صائم، میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے منزہ سے ملنے دو" صائم کو آج بلال کے لہجے میں وہی تڑپ اور بے بسی دکھی جو ہمیشہ منزہ کے لہجے میں ہوتی تھی۔ مطلب اس کی بہن ہار کر بھی جیت گئ تھی

"ہاتھ میں جوڑتا ہوں بلال، ابھی یہاں سے چلے جاؤ، منزہ تمہاری کوئی بات نہیں سنے گی، الٹا اپنی طبیعت خراب کرلے گی" صائم کو اچانک ہی اپنے دوست پر ترس آیا تھا

بلال آج خود کو بے بسی کی انتہا پر "کیا میں اسے صرف دور سے دیکھ لوں پلیز؟" محسوس کر رہا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنی خوشیاں اجاڑنا کیا ہوتا ہے یہ بلال کو آج سمجھ آیا تھا۔

صائم لب دباتے سر ہلا گیا۔ اندر موجود لڑکی اور باہر کھڑا یہ لڑکا دونوں اسے "ہمممم" بہت عزیز تھے۔ جو آج ایک دوسرے کے لیے تکلیف میں تھے

بلال آگے بڑھتا آئی سی یو کے گلاس ونڈو کے پاس آیا۔ اندر وہ ظالم لڑکی ہادی کی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔ آنکھوں میں نمی اور لبوں پر مسکراہٹ نے بلال کو ساکت کیا تھا۔ باقی سب کے نزدیک وہ نمی ہنسنے سے آئی تھی مگر بلال جانتا تھا وہ نمی کیوں ہے

اس کا دل چاہا آگے بڑھ کر ان آنکھوں کی نمی اور ان ہونٹوں کی جھوٹی مسکراہٹ دونوں چرا لے۔ مگر فلحال وہ ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا سو دل مسوک کر رہ گیا۔ پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا

عشق اونچ تے نیچ نوں ویکھ دا نہیں
مذہباں ذاتاں سے فرق مٹا دیندا
آجاوے جے اپنی موج اندر
زور تاراں دے منہ پوا دیندا
لوکی پیراں دے ہتھ ناں چمن دیندے
عشق کتیاں دے پیر چما دیندا
اللہ عشق نوں اے توفیق بخشی

کنگر وسیداں دے پیراں چ پوادیندا

@@@@@@@@@@

منزہ ہادی کی بات پر ہنس رہی تھی جب خود پر پُر تپش نظریں محسوس ہوئیں۔ یوں لگا جیسے بلال ہو پھر خود ہی اپنی سوچ پر اذیت سے مسکرا دی۔ بھلا وہ یہاں کیوں آنے لگا۔ جس کے نزدیک وہ صرف ایک بگڑی ہوئی لڑکی تھی جو عورت ذات پر دھبہ تھی

ہادی کی آواز پر وہ ان در دناک "کیا ہوا زی بھائی؟ میں آپ سے پوچھ رہا ہوں"

سوچوں سے نکلتے اس کی سمت متوجہ ہوئی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

منزہ چونکنے کے انداز میں بولی "کی۔۔۔ کیا پوچھ رہے تھے تم؟"

"یار یہی پوچھ رہا تھا مشی آپ کی بیسٹ فرینڈ ہے۔ تو شادی پر آپ بارات کے ساتھ
ہادی کب سے بیٹھا بے پر کی اڑا رہا تھا "آئیں گی یا بارات کا استقبال کریں گی

"بھئی میری دوست ہے منزہ ظاہر ہے میری طرف سے ہی ہو گی، ہیں ناں منزہ؟"
صائم چونکہ وہاں تھا نہیں تو مشعل بی بی بھی کھل کر بولیں

منزہ کو سمجھ ناں آیا اب کیا بولے "میں۔۔۔"

کیس خوشی میں میڈم؟ میرے پاس کونسا بہنوں کی لائن لگی ہے۔ ایک ہی تو بہن ہے " اچانک صائم کی آواز پر سب سے بڑا جھٹکا مشعل کو ہی لگا تھا "اسے تم اپنی سائیڈ رکھ لو

آپ کی بہن ہو گی مگر میری پیاری دوست ہے۔ اور مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہے ہیں" مشعل اس کے شوخا ہونے پر تڑخ کر بولی "ناں منزہ؟

منزہ انہیں "یار تم دونوں لڑنا بند کرو۔ میں دونوں طرف سے ہوں ٹھیک ہے؟" بحث شروع کرتے دیکھ جلدی سے بولی

واہ بھئی زی بھائی ششکے ہیں آپ کے تو، دلہے کی بھی اکلوتی بہن اور دلہن کی بھی" ہادی شرارت سے بولا تو منزہ مسکرا دی "سہیلی

فکر مت کرو۔ تمہاری شادی میں بھی میرے ہی ششکے ہوں گے۔ دلہے کی بھی اکلوتی" منزہ منیب کو دیکھ کر بولی تو وہ سر ہلا گیا "بہن اور دلہن کی بھی

عیش ہے بھئی۔ ویسے اب آپ کچھ دیر آرام کرو۔ میں زرا کچھ کھا پی لوں بی پی لو" ہادی چیئیر سے اٹھتا بولا اس کے "ہو رہا ہے اب تو کل کچھ کھایا بھی نہیں ہے میں نے سفید جھوٹ پر منیب نے اسے گھورا

جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے بھکڑ انسان۔ کل رات انکل انٹی کو جوس اور چائے پلانے" کے بہانے جو تین جوس اور دو کپ چائے کے ساتھ سوپر بسکٹ کے تین پیکٹ ہڑپ منیب آئی بروا چکاتے بولا تو ہادی کھسیانی سی ہنسی ہنس دیا "کیے تھے وہ کیا تھا؟

ہادی ڈھٹائی سے بولا تو وہ "یار وہ۔۔۔ وہ تو ٹرائل تھا۔ پلے اف کا تو وقت ہی نہیں ملا" سب ہنس دیے

عبید نے سخت گھوری سے نوازا تو وہ سب "چلو اب نکلو سب، منزہ کو آرام کرنے دو" باہر نکلے۔ منزہ نے آنکھیں بند کیں تو ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر بہہ نکلا۔ وہ ظالم انسان اب بھی شدت سے یاد آ رہا تھا

محبت وہ کہانی ہے،

کہ جتنا بھی کوئی بھولے

ہمیشہ یاد رہتی ہے

@@@@@@@@@

اگلے دو دن منزہ کو ہوسپٹل رکھا گیا تھا۔ تیسرے دن اسے چھٹی دے دی گئی۔ بلال ہر روز صبح شام اسے دیکھنے آتا تھا مگر اب تک اس کے سامنے نہیں جا سکا۔ تین دن سے گاؤں سے آنے والے فون بھی وہ نظر انداز کر رہا تھا۔ اسے سب سے زیادہ غصہ ہی ان روایات پر تھا

صائم پاس سے گزرتی مشعل کو دیکھتے بولا۔ "مشی یار ایک کپ چائے تو پلوا دو پلیز" کچھ دیر گھور کر وہ کچن کی سمت بڑھی۔ کچھ دیر بعد کپ لیے غصے سے اس کے پاس آئی

مشعل اس کے آگے "صائم حد ہوتی ہے یار، پانچواں کپ ہے یہ تمہارا چائے کا" کپ پٹختے ہوئے بولی، مشعل منزہ کی وجہ سے ان کے ہاں آئی ہوئی تھی، صبح سے صائم اس سے پانچویں بار چائے بنوا چکا تھا

عادت ڈال لو میری جان، شادی کے بعد جب روز اتنی بار چائے بنانی پڑی تب کیا" صائم اس کا تپا تپا چہرہ دیکھ کر شرارت سے بولا تو مشعل نے جان کہنے پر "کرو گی؟ اسے گھورا

زیادہ فرینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اور کسی خوش فہمی میں مت رہنا شادی " مشعل ناک سے مکھی "کے بعد اپنے لیے چائے تم خود بناؤ گے، اور میرے لیے بھی اڑنے کے انداز میں بولی

صائم چہرے پر "مشی کیسی بیوی ہو گی یار تم؟ اپنے شوہر سے چائے بنواؤ گی؟ " مسکینیت طاری کرتے بولا

"شکر کرو صرف چائے بنواوں گی، ورنہ میرا ارادہ تو جھاڑو پونچھا کروانے کا بھی تھا" مشعل مسکراہٹ دبائے بولی تو صائم کو کھلا منہ مزید کھل گئی، سہی خطرناک تھی یہ لڑکی

صائم آئی برو اچکاتے بولا تو وہ "تم چاہتی ہو میں ڈر کر شادی سے انکار کر دوں؟" شرارت سے زبان دباتی سر ہلا گئی

ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔ تم تیاری پکڑو، دو ماہ بعد شادی ہونی ہی ہے۔ اور پھر تم نے" صائم اس کا دوپٹہ شرارت سے کھینچتے بولا تو وہ اسے گھور کر وہاں "چائے ہی بنانی ہے سے بھاگ نکلی

پیچھے سے آتے ہادی اور منیب اس "کمینے بچی کو ڈرانے سے بعض کیوں نہیں آتا تو؟" کی حرکتیں دیکھتے بولے

بچی کے سگے بھائیو، زیادہ شوخے مت ہو۔ تم دونوں تو جیسے شرافت کے نمونے ہو" صائم ان دونوں کو گھورتے بولا "ناں؟ اپنی حرکتیں بھول گئے ہو

ہادی منیب "میں تو بہت زیادہ شریف ہوں۔ گواہ ہے میرا سالہ، کیوں بے سالے؟" کے کندھوں پر بازو رکھتے بولا

اوہیلو زیادہ فری مت ہو، ابھی میری بہن مانی نہیں ہے۔ سو زرا ہتھ ہولا رکھ کہیں" منیب اس کے ہاتھ جھٹکتے بولا "ایساناں ہو مجھے سالا بنانے کا ارمان دل میں ہی رہ جائے

"سیانے کہتے ہیں بندے دا منہ چنگاناں ہووے تے گل چنگی کرنی چائی دی اے" ہادی منہ بسورتے بولا

"تمہارے جیسے سیانوں نے ایک ہور چول ماری ہے۔ کے جیہو جا منہ اوہو جی چپیٹ" منیب کونسا کم تھا اس کی مثال پر صائم ہادی کا چہرہ دیکھتے قہقہ لگا گیا۔

@@@@@@@

عبید آج تین چار دن بعد یونی آیا تھا۔ اس نے خود ہی اپنے سارے گروپ کے فارم جمع کروا دیے تھے۔ آج وہ فرسٹ سمیسٹر والوں سے ان کے فارم لینے آیا تھا جنہوں نے ٹور پر جانا تھا

فارم وغیرہ سے فارغ ہو کر وہ باہر نکل گیا۔ ابھی کچھ دور ہی پہنچا تھا جب جویرہ "عبید" کی آواز پر رکا۔ پیچھے مڑا تو وہ وہیں آ رہی تھی

عبید نے نظریں گھماتے پوچھا جو اب اس کے عین سامنے کھڑی تھی "جی؟"

منزہ آپی کیسی ہیں اب؟ ان کا فون بند جارہا ہے۔ مشی آپی اور عیشال آپی بھی فون" جویرہ ایک ہی سانس میں بولی تو عبید اس کی حرکت پر مسکرا دیا "ریسیو نہیں کر رہیں

ٹھیک ہیں اب منزہ، گھر لے آئے ہیں انہیں۔ عیشال اور مشی بھی وہیں ہیں اسی لیے" عبید تسلی سے بولا تو اسے "شاید فون نہیں اٹھا رہیں۔ اور منزہ کا موبائل ٹوٹ گیا تھا حوصلہ ہوا

جویرہ تھوڑا جھجھک کر بولی "کیا آپ ہمیں ان کے گھر کا اڈریس دے سکتے ہیں"

عبید بے ساختہ ہی اسے "میں وہیں جا رہا ہوں اگر آپ چلنا چاہیں تو چل سکتی ہیں؟" آفر کر گیا۔

جویرہ کچھ سوچ کر بولی تو عبید سر ہلا گیا۔ "ہمم، ہم گھر کال کر کے بتا دیں پھر چلتے ہیں" جویرہ نے گھر پر بات کی۔ تب تک عبید بھی فارم سبمیٹ کروا کر آ گیا۔

وہ دونوں پارکنگ میں آتے یونیورسٹی سے نکل آئے۔ زیدی ولا میں جویرہ کو اچھا خاصا پروٹوکول دیا گیا تھا۔ جبکہ ان دونوں کو ساتھ آتا دیکھ ہادی اور منیب کے ہونٹوں پر شرارت سے بھرپور مسکراہٹ چمکی تھی

ہادی کی زبان کو "آیئے آیئے عبید جی اور جویرہ جی، بڑی دیر کی مہربان آتے آتے" سکون کہاں تھا۔ اور وہ کسی کو بخش دے یہ تو ناممکن تھا۔

ہادییی" عبید نے اسے گھورا تو وہ ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔ جویرہ اٹھ کر اندر منزہ کے پاس چلی گئی تو بچارہ عبید ان کے ہتھے چڑھ گیا

عبید جی، یہ آج کل آپ بڑی سپیڈ میں جا رہے ہیں؟ سب خیریت ہے ناں؟ بھئی" منیب عبید کو "گاڑی میں لفٹ دی جا رہی ہے۔ خود دروازہ کھولا اور بند کیا جا رہا ہے دیکھتے شرارت سے بولا

عبید ان دونوں کو "اسے ایٹیکیٹس اور مینرز کہتے ہیں جو تم دونوں میں ناپید ہیں" گردن سے دبوچتے بولا۔ وہ چاروں لان میں محفل جمائے بیٹھے تھے

صائم بھی ان کا ساتھ دیتے بولا تو عبید "واللہ کہیں مر ہی ناں جائیں ان مینرز پہ" جھنپ گیا جس پر لان میں ان تینوں کے جناتی قہقہے گونجے تھے

--@@@@@@@@

جویرہ اور عیشال اندر آئیں تو مشعل اور منزہ باتوں میں مصروف تھیں۔ جویرہ منزہ کا حال دیکھ کر چونکی۔ ماتھے پر بندھی پٹی، آنکھوں کے گرد واضح ہوتے سیاہ حلقے اور ملجھا سا حلیہ وہ اس منزہ سے بلکل مختلف تھی جسے وہ جانتے تھے

جویرہ اس کے پاس آکر بیٹھتے بولی تو منزہ مسکرا دی "کیسی ہیں آپ منزہ آپی؟"

منزہ کی مسکراہٹ میں بھی ایک خلا سا تھا جو جیا کی "میں بلکل ٹھیک ہوں جیا، تم بتاؤ" نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا۔

ہم بھی ٹھیک ہیں۔ آپ کو پتا ہم کتنا پریشان ہو گئے تھے۔ آپ تینوں کو اتنے فون" جویرہ منہ بسورتے بولی تو وہ "کیے مگر آپ تینوں میں سے کسی نے بھی فون نہیں اٹھایا تینوں مسکرا دیں

عیشال موبائل اس کے "یار منزہ کی ٹینشن میں موبائل چارج کرنا یاد ہی نہیں رہا" سامنے لہراتے بولی

اور میں تو تین دن سے منزہ سے چپکی ہوئی ہوں۔ موبائل دیکھنے کی فرصت ہی کہاں" مشعل بھی لب دبائے بولی تو اس نے منزہ کو دیکھا " تھی

مجھے ایسے مت دیکھو شونا، عبید نے بتایا ہو گا میرا تو موبائل ایکسیڈینٹ میں ہی گم" منزہ معصوم سا منہ بنائے بولی تو جویرہ سر "ہو گیا۔ کسی کو ہوش ہی نہیں تھا موبائل کا ہلا گئی

اس بار معاف کر رہے ہیں اگلی بار اگر کسی نے ہمارا فون اگنور کیا تو ہم بات نہیں"
جویرہ کو یہ مان بھی ان کی دوستی نے ہی بخشا تھا "کریں گے

وہ تینوں ایک ساتھ بولیں تو جویرہ جھنپ گئی۔ "جو حکم یور ہائنیس"

جویرہ کو یاد آیا "اچھا آپ لوگ ٹرپ کے لیے ریڈی ہیں ناں؟ کون کون جا رہا ہے؟"
کے دو دن بعد ان کا ٹور ہے

ہم سب جا رہے ہیں۔ بلکہ عبید نے تو فارم بھی سبمٹ کروا دیے ہوں گے۔ "ہمیں تو"
مشعل ہنستے ہوئے بولی تو منزہ اور "اس سب میں یاد ہی نہیں تھا مگر عبید زندہ باد۔
عیشال بھی مسکرا دیں

جویرہ کے لہجے میں "آپ لوگوں کے گروپ میں لگتا وہی سب کچھ سنبھالتے ہیں" ستائش تھی۔ وہ واقع ہی سب کا گارجین تھا

بلکل، اگر عبید ناں ہو تو ہم سب تو گھوم کر رہ جائیں۔ وہ شہزادہ ہے ہمارا ہر کام کا" عیشال مسکرا دی۔ باقی سب نے بھی اس کی تائید کی تھی "دھیان رکھتا ہے

ابھی وہ ہنس رہی تھیں جب عبید تیزی سے اندر آیا۔ "منزہ، یہ تمہاری میڈیسن" جس پر وہ سب مسکرا دیں

منزہ شرارت سے بولی تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا "یہ تم کیوں لائے ہو عابی؟"

وہ آنٹی لا رہی تھیں تو مجھے ان کا بار بار سیڑھیاں چڑھنا اچھا نہیں لگا اسی لیے میں لے" عبید سنجیدگی سے بولا وہ وہ چاروں دلکش سا مسکرا دیں۔ وہ جتنا دکھنے میں پیارا تھا " آیا اس کا دل اس سے بھی پیارا تھا

منزہ اچانک سنجیدہ "عبی میرا فارم جمع مت کروانا، میں ٹرپ کے لیے نہیں جا رہی" ہوتے بولی تو باقی سب بھی لب دبا گئیں

عبید نے اسے گھورا۔ جانتا تھا وہ کیوں اور کس کی وجہ "اور کیوں نہیں جاؤ گی تم؟" سے کہہ رہی ہے

منزہ "پلیز عبی، میں فلحال کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی، تم سب جاؤ اور انجوائے کرو" روہانسی سا ہوتے بولی

منزہ حالات سے ڈر پر کمزور لوگ بھاگتے ہیں۔ اپنے درد کا سامنا کرنا ہی اصل بہادری ہے۔ اس نے تمہیں جو بھی کہا، سہی یا غلط مگر تم گھر میں بند رہو گی تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ باہر نکلو اسے بتاؤ کے اس کے ہونے ناں ہونے سے تمہیں عبید سنجیدگی سے بولا تو منزہ چپ رہ گئی جیسے الفاظ ختم ہو گئے ہوں "فرق نہیں پڑتا

بلکل، اور یار منزہ ہمارا آخری ٹرپ ہے۔ پھر نا جانے زندگی کے جھمیلوں میں اتنی" عیشال اس کا ہاتھ تھامتے بولی "فرصت ملے یا ناں ملے

مشعل "ہم جارہے ہیں تو مطلب ہم سب جارہے ہیں سمجھی، ڈرامے مت کیا کرو" اس کے بازو پر ہلکی سی چپت مارتے بولی تو منزہ مجبوراً ہلکا سا مسکرادی

جویرہ ایکسائٹڈ سی ہوتے بولی تو وہ سب "گڈ ہو گیا۔ مطلب ہم سب جارہے ہیں؟" اثبات میں سر ہلاتے مسکرادیے۔

@@@@@@@@@

یہ دو دن بھی دبے پاؤں گزر گئے۔ منزہ کی پٹی کھل چکی تھی ماتھے پر صرف چھوٹی سی بینڈ تج لگی تھی۔ آج ان سب کا ٹرپ تھا۔ جس کے لیے سب سٹوڈینٹس کو صبح چار بجے یونیورسٹی میں جمع ہونا تھا۔

وہ سب باری باری یونیورسٹی آ گئے۔ بلال کب سے وہاں کھڑا منزہ کا انتظار کر رہا تھا۔ چار دن سے وہ اسے دیکھ نہیں سکا۔ اور اب بس کسی بھی طرح اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر وہ تھی کے آ ہی نہیں رہی تھی

عبید اسے "چلو بلال گاڑی میں، تقریباً سب لوگ اگئے ہیں۔ جانا نہیں ہے کیا؟" دیکھتے اس کے قریب آیا۔ صائم، ہادی، منیب، عبید، مشعل، عیشال، جویرہ سب لوگ آ گئے تھے۔ صرف منزہ نہیں تھی۔ بلال کو لگا شاید وہ نہیں جا رہی

بلال بد دلی "عبید تم لوگ جاؤ یار، میری طبیعت خراب ہو رہی ہے میں نہیں جا رہا" سے کہتے مڑا تو نظر جیسے ساکت رہ گئی۔

سامنے ہی منزہ گاڑی کی طرف جا رہی تھی۔ لائیٹ پیچ گھٹنوں سے تھوڑی نیچے آتی فراک، بلو جینز پر پیچ ہی سٹولر سے حجاب کیے وہ کوئی اور ہی منزہ لگ رہی تھی۔ ہمیشہ سے لڑکوں والے حلیے میں رہنے والی منزہ آج پہلی بار لڑکیوں کی طرح تیار ہوئی تھی

بلال خان چند لمحے مبہوت رہ گیا۔ وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کے اسے یہ سب اپنی آنکھوں کا دھوکا لگا۔ وہ یک ٹک اسی سمت دیکھے جا رہا تھا جہاں سے گزر کر منزہ گاڑی میں بیٹھی تھی۔

عبید اس کی حالت دیکھتے اس کے کان کے "تو پھر فائنل ہے ناں تم نہیں جا رہے؟" پاس جھکتے شریر سے انداز میں بولا

بلال "وہ۔۔۔ عبید میں ناں ٹھیک ہوں اب، چلو چلو جلدی ورنہ بس نکل جائے گی" جھنپ کر مسکراتا بولا تو عبید بھی مسکرا دیا۔ وہ دونوں گاڑی میں آئے تو سب لوگ اپنی اپنی جگہ سنبھال چکے تھے۔

گاڑی کے سب سے آگے والی سیٹس جن کا رخ ایک دوسرے کی سمت تھا ان پر وہ سب بیٹھ گئے۔ صرف بلال تھا جسے جگہ نہیں ملی تھی

ہادی جان بوجھ کر اونچی "بلال وہ سحر کے ساتھ والی سیٹ خالی ہے تم وہاں چلے جاؤ" آواز میں شرارت سے بولا۔ بلال نے اسے گھورا۔ اچانک ہادی کی نظر منزہ کی سمت اٹھی جو مٹھیاں بھینچتے خود کو قابو کر رہی تھی

منیب اور ہادی ساتھ "یار مزاق کر رہا تھا۔ تم یہاں آؤ ہم سیٹ شئیر کر لیتے ہیں" ساتھ کھسکتے اس کے لیے جگہ بناتے بولے۔ ہادی منزہ کے ہاتھوں شہید نہیں ہونا چاہتا تھا

بلال آخری سیٹ دیکھتا بولا جہاں "عبید کیوں ناں ہم آخری والی سیٹ پر چلے جائیں" وہ پانچوں آسانی سے بیٹھ سکتے تھے اور ان سے آگے دونوں طرف وہ چاروں بیٹھ جاتیں۔

عبید سر ہلاتے پیچھے "ہممم، ٹھیک ہے میں ان سٹوڈینٹس کو یہاں آنے کو بولتا ہوں" گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ سب سٹوڈینٹس آ کر آگے والی جگہ بیٹھ گئے۔ اور وہ سب کے سب پیچھے چلے گئے۔

ابھی چونکہ ہلکا ہلکا اندھیرا باقی تھا اور سفر بھی لمبا تھا سو وہ ایک دوسرے کے کندھوں پر گرتے نیند میں غرق ہو گئے۔ ہادی اور منیب تو ویسے بھی نیند کے دیوانے تھے۔ سو اس طرح سوتے جاگتے یہ سفر شروع ہوا تھا۔

@@@@@@@@

تقریباً چار گھنٹے بعد وہ سب تازہ دم ہو کر نیند سے جاگے۔ اور نیند سے جاگتے ہی ہادی صاحب کا شیطانی موڈ آن ہو چکا تھا۔ بس میں کوئی کوئی سٹوڈینٹ ابھی بھی سو رہے تھے۔ ہادی نے منیب کو کہنی مارتے اشارہ کیا جس پر ان دونوں کے خرافاتی دماغ چلنے شروع ہوئے

ان "انڈے، گرم انڈے، پندرہ روپے دا وڈا انڈا دس روپے دا چھوٹا آنڈا لے لو" دونوں کی تیز آواز پر سارے سٹوڈینٹس اپنی اپنی جگہ اچھلے۔ نیند میں غرق حضرات کا تو کلیجہ منہ کو آیا تھا

تم دونوں کی شکلوں پر وہسے یہ کام بہت سوٹ کیا ہے، سردیوں میں بیچنا بہت فائدہ" پروفیسر ساجد جو خود بھی سو رہے تھے ان کی آواز پر اٹھتے ترخ کر بولے "ہو گا

ہادی مصنوعی کالر کھڑے کرتے بولا تو "شکریہ سر، بس ہم نے کبھی غرور نہیں کیا،" وہ اسے گھور کر رہ گئے

منیب "سر ویسے بھی ہم ٹور پر ہیں، اور اتنا بورنگ سفر ہم سے مزید نہیں ہو گا" روہانسی سا ہوتا بولا تو وہ سر ہلا گئے۔ کیونکہ کہہ تو ٹھیک ہی رہا تھا

مانتا ہوں بور ہو رہے تھے مگر اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کے انڈے ہی بیچنے لگ" انہوں نے میٹھی میٹھی سنائیں تو سارے سٹوڈینٹس "جاؤ، کوئی ڈھنگ کی ایکٹیویٹ کر لو ہنس دیے جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے

سر جی کیا بتاؤں سردیوں میں انڈے بیچنے والے آپ سے زیادہ کما لیتے ہوں گے،" میری مانیں چھوڑیں اس یونیورسٹی کے جھنجھٹ دونوں مل کر انڈوں کا کاروبار ہادی اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قریب آتے مصنوعی رازداری "شروع کرتے ہیں سے بولا تو وہ نفی میں سر ہلا گئے

انہوں نے اس کے چپت لگائی تو وہ فخر سے کارلر "بکواس کروالو تم سے جتنی مرضی" کھڑے کر گیا

ہادی نے بلال کی سمت "سر بلال بہت اچھا گاتا ہے۔ اس کو بولیں ہمیں کچھ سنائے" دیکھا جو مجنوں بنا منزہ کی پشت کو گھور رہا تھا

اچانک اپنے نام کی پکار کر سر اٹھایا تو ساری بس میں بلال بلال "ہیں؟ مگر میں کیسے؟" کے نعرے گونج رہے تھے۔ جس پر وہ بوکھلا گیا

منیب نے اگے سے گیٹار لے کر اس کے حوالے کیا "چلو چلو شروع ہو جاؤ بلال بیٹا" تو وہ ایک نظر منزہ کو دیکھ کر گیٹار تھام گیا۔

میں عشق اس کا وہ عاشقی ہے میری

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری

اس کے ہی دل میں اب تو رہنا ہے ہر دم

اس دلربا سے کہنا ہے ہر دم

میں عشق اس کا وہ عاشقی ہے میری

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری

خوشبو جیسی آئے جائے

کتنا دل کو وہ تڑپائے

میری سانسیں میری دھڑکن

وہ ہے میرا دیوانہ پن

بے تابیوں میں ہے وہ راحت کا موسم

اس کے لیے ہے میری چاہت کا موسم

میں ہوش اس کا وہ بے خودی ہے میری

میں عشق اس کا وہ عاشقی ہے میری

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری

آنکھوں میں ہے اس کا چہرہ

یادوں میں ہے اس کا پہرہ

میں ہوں راہی وہ ہے منزل

کرنا ہے اب اس کو حاصل

ان دھڑکنوں میں باجے اس کی ہی سرگم

وہ میری جاناں ہے وہ میری جانم

میں چین اس کا وہ تشنگی ہے میری

میں عشق اس کا وہ عاشقی ہے میری

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری

وہ لڑکی نہیں زندگی ہے میری

اس کے ہاتھ اور منہ رکتے ہی پوری بس تالیوں سے گونج اٹھی۔ ہادی اور منیب نے تو باقاعدہ سیٹیاں بجائی تھیں۔ کیونکہ گانے گاتے ہوئے اس کی نظر ایک پل کے لیے بھی منزہ سے نہیں ہٹی تھی

جبکہ منزہ کو یاد آیا اس نے کہا تھا یہ گانا اس کے دل میں موجود کسی بہت خاص کے لیے ہے۔ تو مطلب وہ لڑکی اسی بس میں تھی جس کے لیے وہ اپنے جذبات کا اظہار کر رہا تھا۔ منزہ چاہ کر بھی خود کو لاپرواہ ثابت نہیں کر پا رہی تھی

آنکھوں میں بے ساختہ جلن کا احساس ہوا تھا۔ اتنی بے بس کیوں تھی وہ اس ظالم محبت کے ہاتھوں جو لگتا تھا مر کر بھی اس کی جان نہیں چھوڑنے والی تھی۔ وہ آنکھیں بند کرتے سر مشعل کے کندھے پر ٹکا گئی۔ جبکہ بلال ایک افسردہ سی نظر اس پر ڈال کر رہ گیا۔

@@@@@@@@@

تقریباً ایک بجے وہ لوگ ناران پہنچے تھے۔ جہاں اچھی خاصی ٹھنڈ تھی۔ وہ لوگ بس سے اترے تو ٹھنڈی ہواؤں نے ان کا استقبال کیا۔ وہ لوگ بس میں ہی کوٹ وغیرہ پہن چکے تھے۔ اور اب بس سے نکل کر ہوٹل میں چیک آوٹ کرنے کا انتظار کر رہے تھے

ہے منزہ، یار تم کتنی کیوٹ لگ رہی ہو حجاب میں، ہمیں نہیں پتا تھا ہماری زی بھائی" ان کی کلاس کا لڑکا منزہ کے پاس آکر "لڑکیوں والے حلیے میں اتنی کیوٹ لگیں گی بولا تو وہ کھینچ کھانچ کر مسکراہٹ لبوں پر لائی

جبکہ کچھ دور موجود بلال اس کا کمینٹ سنتے غصے سے کھول کر رہا گیا۔ اسے تو لگتا تھا منزہ صرف لڑکوں والے حلیے میں ہی نگاہوں کا مرکز بنتی تھی جس پر وہ غصہ ہو جاتا تھا مگر وہ تو لڑکیوں والے حلیے میں بھی کئی لوگوں کو چونکنے پر مجبور کر رہی تھی

بلال با مشکل ہلکا سا مسکرا کر اسے آواز دے گیا۔ جس پر "ساحل، بات سننا پلیز"
ساحل منزہ کے پاس سے ہٹتے اس کے پاس آیا

اپنی نظروں اور زبان کو قابو میں رکھو، ورنہ نکال کر پھینک دوں گا۔ اب اگر تم مجھے "
بلال اس کے کندھے پر ہاتھ "منزہ کے ارد گرد بھی دکھے تو بہت برا پیش آوں گا
رکھے مسکراتے ہوئے بولا۔ دیکھنے کو لگ رہا تھا جیسے دو دوست باتیں کر رہے ہوں

اس بے چارے نے اپنی صفائی دینی چاہی جسے بلال کی "مگر بلال میں تو صرف۔۔۔" گھوری ناکام بنا گئی

تم جو بھی کر رہے تھے یا تمہارا جو بھی مقصد تھا۔ میں دوبارہ خود کو نہیں دہراؤں گا۔" بلال سرد انداز میں بولا تو وہ سر ہلاتے وہاں سے نکل گیا۔ "سمجھے، جاؤ اب یہاں سے

اور اب بلال کا دل چاہ رہا تھا اسے سب کی نظروں سے اوجھل کر دے۔ ایک تو اس کا سوگوار سا روپ اس پر حجاب میں موجور پھولے پھولے گال اسے بہت کیوٹ دکھا رہے تھے۔

یہ ہوٹل پہاڑ پر بنا تھا۔ منزہ وہاں سے چلتے ہوئے پہاڑ کے کنارے کی طرف آئی۔ نیچے گہری کھائی تھی۔ جو نیچے سے دھند سے اٹی تھی۔ گہری اور خاموش بلکل اس کے دل کی طرح۔

وہ چلتے چلتے بہت آگے نکل آئی، جب اچانک بارش ہونے لگی۔ مگر اس پر تو جیسے کسی چیز کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔ اچانک اس کا پاؤں پھسلا۔ اس سے پہلے کے وہ پہاڑی کی سمت لڑکھتی بلال جو کب سے خاموشی سے اس کا پیچھا کر رہا تھا آگے بڑھتے اس کی بازو تھام کر اسے اپنی سمت کھینچ گیا

بلال غصے سے اسے "کیا کر رہی تھی تم؟ اتنی لاپرواہ کیوں ہو؟ ابھی کچھ ہو جاتا تو؟" بازوں سے تھامے جھنجھوڑتے بولا تو منزہ ہوش میں آتے جھٹکے سے اپنے بازو چھڑوا گئی

اٹس نن آف یور بزنس مسٹر بلال خان، میں چاہے جیوں یا مر جاؤں یو ڈونٹ ہیو ٹو" منزہ غصے سے انگلی اٹھاتے بولی "بودراٹ

اٹ ازمائی بزنس منزہ زیدی، مانتا ہوں پاگل تھا، بے وقوف تھا۔ بہت سی ایسی بکواس" کر گیا جو نہیں کرنی چاہیے تھی۔ مگر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کے میں وہ سب بار بلال اس کے غصے کو نظر انداز کرتے سنجیدگی سے بولا "بار دہراتا رہوں

ہنہہ، آپ غلط نہیں تھے، بلکہ آپ ہی تو سہی تھے، مجھ جیسی لڑکیاں دوست اور ٹائم" پاس تو ہو سکتی ہیں مگر کسی کی محبت نہیں، دیر سے ہی سہی مگر میں بھی سمجھ گئی ہوں۔ آپ نے میرے لیے جو کچھ کرنا تھا کر لیا، مزید مجھ پر کوئی احسان کرنے کی ضرورت منزہ خود پر تمسخرانہ مسکراتے ہوئے بولتی وہاں سے جانے لگی "نہیں ہے

بلال نے جو باتیں اپنے منہ سے کہیں تھیں اب وہی باتیں اس کے منہ سے سن کر نا جانے کیوں غصہ آیا تھا۔ دوسروں پر طنز کرنا بہت آسان ہوتا ہے احساس تو تب ہوتا جب وہی الفاظ کوئی آپ کو لوٹائے

وہ بے بسی سے دھیما سا بولا تو منزہ کے بڑھتے قدم رکے۔ "معافی نہیں مل سکتی کیا؟" آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ ایک ساتھ جھلکی تھی۔

میں کون ہوتی ہوں آپ کو معاف کرنے والی، معافی تو مجھے مانگنی چاہیے، بہت عرصہ " آپ کو تنگ کیا ہے مگر اب نہیں، بے فکر رہیں اب آپ کو منزہ زیدی نامی بلا آپ کی بغیر پلٹے بولتی وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی "زندگی میں کہیں نہیں ملے گی

جبکہ بلال برستی بارش میں وہیں تنہا کھڑا رہ گیا۔ جو اس نے بویا تھا اب وہ کاٹنے کا وقت تھا۔ جب اتنا عرصہ منزہ نے سہا تھا تو اس کی سزا کیسے اتنی جلدی ختم کر دی جاتی۔ وہ آسمان کی سمت سر بلند کرتے آنکھیں موند گیا۔ اس کے اندر اور باہر دونوں موسم بھیگ گئے تھے۔

@@@@@@@@

سب کو روم مل چکے تھے۔ اور اتفاقاً ان لڑکیوں کو لڑکوں کے بلکل سامنے والا کمرہ ملا تھا۔ فریش ہو کر چینج کرتے وہ سب ناران کی سیر کے لیے نکلے تھے۔ ہادی اور منیب کی زبان مسلسل نان سٹاپ چل رہی تھی۔

"ہادی یار، یہ ہمارا آخری ٹرپ ہے۔ اور ہمارے زی بھائی اور بلال افسردہ اور اداس منیب ہادی کا دھیان ان اداس پنچھیوں کی طرف دلاتے بولا "پھر رہے ہیں کچھ کر

"میں کیا مجرہ کروں؟ کچھ کر، ابے اب وہ بات نہیں کرنا چاہتے تو کیا ان دونوں کو مجبور ہادی سڑ کر بولا تو منیب کی اچانک آنکھیں چمکیں "کروں؟

"منیب چٹکی بجاتے بولا تو ہادی نے حیرت سے اس کی سمت سوالیہ نظروں "آئیڈیا۔۔ سے دیکھا

"منیب ہنس کر بولا تو وہ اس کی بات سمجھتا خود "ہم انہیں مجبور کریں گے شہزادے بھی مسکرا دیا۔ ڈیولز کا دماغ چلا تھا خدا خیر کرے

@@@@@@@@

ہادی نے فون نکالتے کوئی نمبر ملایا اور راز داری سے بات کرتے فون بند کر دیا۔ جس کے بعد وہ دونوں چلتے ہوئے منزہ کے پاس آئے، منیب عیشال کی سمت آیا تھا جبکہ ہادی منزہ کے ساتھ چلتی مشعل کو سائیڈ پر کرتے درمیان میں آیا

مشعل صائم "زی بھائی، چلیں ناں ندی کنارے چلتے ہیں، بہت پیارا نظارہ ہے وہاں" کے ساتھ چلنے لگی اور منیب اور عیشال کچھ دور ہو گئے تو ہادی منزہ سے بولا

منزہ نے عیشال اور مشی کو مصروف دیکھا تو سر ہلا گئی۔ جس پر وہ دونوں ایک سمت کو بڑھے۔ یہ ایک چھوٹی سی قدرتی ندی تھی جو کسی آبشار سے بہہ کر آ رہی تھی۔ ہادی جانتا تھا بلال ان کے پیچھے پیچھے ہی آ رہا ہے

منزہ ویسے بھی تنہائی "زی بھائی آپ یہاں بیٹھیں، میں وہ وہاں تصویر بنا کر آتا ہوں" چاہتی تھی سو سر ہلا گئی۔ ہادی اٹھ کر وہاں سے چل دیا

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب منزہ کو بلال کے سسکنے کی آواز آئی تو منزہ "آہہہ" چونکی، اس نے جھٹکے سے پیچھے دیکھا تو چار پانچ لڑکے بلال کے ارد گرد گھیرا بنائے کھڑے تھے۔ جن میں سے ایک نے بلال کے مکہ مارا تھا

بلال نے پلٹ کر مارنا چاہا، ویسے بھی بلال جیسے ہٹے کٹے پٹھان کے سامنے وہ پانچوں کہاں زیادہ دیر ٹکنے والے تھے مگر منزہ کو بھاگ کر اپنی سمت آتا دیکھ کر بلال اپنے ہاتھ روک گیا۔ اور مسکرا کر ان سے مار کھانے لگا۔

اسے گرتا دیکھ منزہ بھاگ کر اس کے پاس آئی۔ اس کے منہ اور ناک "بلال۔۔۔" سے خون نکلنے لگا تھا۔ منزہ کی آنکھوں میں اس کی حالت دیکھ کر نمی جھلکی

منزہ "کون ہو تم لوگ؟ اور کیوں مار رہے ہو اسے؟ بگاڑا کیا ہے اس نے تم سب کا؟" ان پانچوں کو دیکھتے چیخی۔ جن کے چہرے آدھے ماسک سے ڈھکے تھے

"بڑی ہیرو گری دکھا رہا تھا یہ ہیرو، ہمارے دوست کو دھمکا رہا تھا اس کی تو۔۔" ان میں سے ایک بھاری اور بھدی سی آواز میں بولا

منزہ نے اب کی بار غصے سے بلال کو گھورا۔ "بلال کسے دھمکی دی تم نے؟ تم اپنے غصے پر قابو کیوں نہیں رکھتے"

بلال نے بروقت بہانا بنایا۔ وہ سمجھ گیا تھا یہ کرتوت کس کے ہیں جو کچھ دور کھڑا چھپ کر اب یہ سب انجوائے کر رہا تھا "وہ۔۔۔وہ تمہیں دیکھ رہا تھا تو"

مجھے دیکھ رہا تھا تو تمہیں کیا تکلیف تھی؟ خوا مخواہ دوسروں سے لڑائیاں مول لینے کا" منزہ کا دل کیا اس کے دو لگائے، جو کہنے کو اسے کچھ سمجھتا نہیں تھا "شوق ہے تمہیں اور اب اس کے لیے پنگے کر رہا تھا

ان میں سے ایک نے دوبارہ بلال کو مارنا چاہا تو منزہ "او ہیلو میڈم، ہٹو پیچھے اس کی تو" نے آؤ دیکھا نہ تاؤ گھما کر مکہ اس کے پیٹ میں مارا۔ وہ کراہ کر رہ گیا

اس کے بعد منزہ نے باری باری ان سب کو اچھی خاصی لگائی تھیں۔ وہ شاید بھول گئے تھے کے سامنے زی بھائی ہے۔ جس نے حلیہ بھلے ہی لڑکیوں والا رکھ لیا تھا مگر اس نے کراٹے کورس بھی کر رکھا تھا جو اب وہ ان پر نکل رہا تھا

ہادی ان سب کو پٹتا ہوا دیکھ کر بوکھلا گیا اور بھاگ کر آکر منزہ کو "زی بھائی کیا ہوا؟" بازو سے پکڑا جس پر ان سب کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔

منزہ غصے "چھوڑو مجھے ہادی، ان کی چٹنی ناں بنادی تو میرا نام بھی منزہ زیدی نہیں" سے بولی تو ہادی نے تھوک نگلا۔ بلال مزے سے لیٹا اپنی شیرنی کو دیکھ رہا تھا

اسے اپنی سمت متوجہ ناں ہوتا دیکھ کر بلال مصنوعی سسکا۔ جس پر منزہ "آہہہ" بھاگ کر اس کے پاس آئی۔ اس کے پاس بیٹھتے اس کا سر گود میں رکھا

"ہادی جلدی کرو، بلال کو اٹھا کر ہوٹل لے کر جانا ہو گا۔ دیکھو کتنا خون نکل رہا ہے"

کچھ دیر پہلے جو شیرنی بن کر ان پر جھپٹی ہوئی تھی اب آنکھوں میں آنسو لیے نرم سا بولتی بلال کے دل میں اتر رہی تھی

ہادی گہرا سانس بھرتا آگے بڑھا اور سہارا دیتے بلال کو اٹھایا۔ ایک طرف سے منزہ نے اسے سہارا دے رکھا وہ دونوں اسے لیے واپس ہوٹل آگئے۔ اسے کمرے میں لا کر بیڈ پر لیٹا یا

"زی بھائی آپ یہیں رکیں میں بلال کے لیے دوائی اور کچھ کھانے کو لاتا ہوں"

ہادی اس سے کہتے باہر نکل گیا۔ بلال یک ٹک منزہ کو دیکھے جا رہا تھا

جذبات سے پُر لہجے میں پکارا تو منزہ ساکت ہوئی۔ ایک نظر اسے دیکھا جو "منزہ" آنکھوں میں شرمندگی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ منزہ اتنی جلدی اسے معاف کرنے کے حق میں نہیں تھی تب ہی وہاں سے جانے کی نیت سے اٹھی مگر بلال اس کی کلائی تھام کر اسے روک گیا

"آئی ایم سوری منزہ، جانتا ہوں یہ لفظ تمہاری تکلیف کے سامنے بہت چھوٹے اور میں چاہ کر بھی ان لفظوں کا مداوا نہیں کر سکتا جو میں نے تم سے کہے، مگر سچ کہتا ہوں کبھی تمہیں تکلیف نہیں دینی چاہی، بچپن سے لے کر اج تک مجھے ہر روز یہ باور کروایا گیا ہے کے میں کسی کی امانت ہوں۔ ایک ایسے فرد کی جو ناں مجھے چاہتی ہیں ناں میں بلال سانس لینے کو رکا، جبکہ "انہیں، مگر ہم دونوں ہی روایات کی بیڑیوں میں قید ہیں منزہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے سنے گئے

پہلی بار جب تمہیں یونی میں دیکھا تمہارا لڑکوں جیسا انداز دیکھ کر، تمہاری" معصومیت اور سادگی دیکھ کر میں ناچاہتے ہوئے بھی تمہاری طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ تمہاری شرارتیں اگر لبوں پر مسکراہٹ لاتی تھیں تو لڑکوں کا تمہاری سمت متوجہ ہونا غصہ دلاتا تھا۔ مگر ہر روز گاؤں سے آنے والے فون میں دی جانے والی ہدایات۔ میں پاگل سا ہونے لگا تھا۔ اسی پاگل پن میں ہمیشہ خود کو احساس دلانے لگا کے مجھے تم "سے نفرت ہے۔ تمہاری حرکتوں سے نفرت ہے۔ ہر روز خود کو یہ سب یاد دلاتا رہا بلال کی آواز پر منزہ کی آنکھوں سے آنسو نکلتے گال بھگونے لگے

جس دن تم نے گاڑی میں وہ سب کہا میرا دل باغی ہونے لگا تھا۔ تمہارے منہ سے" نکلے الفاظ میرے دل کی خواہش بننے لگے تھے۔ اور پھر کچھ دن بعد اماں نے فون پر بتایا کے باباسائیں ڈگری ختم ہوتے ہی میری شادی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ میرا دماغ ہل گیا تھا۔ اور اچانک تمہارا ایٹیٹیوڈ دکھانا، میں اپنا سارا غصہ تم پر نکال گیا۔

"شاید اسی لیے اسلام میں غصہ حرام قرار دیا گیا ہے یہ انسان کی عقل کو کھا جاتا ہے بلال نے بات ختم کرتے اسے دیکھا تو وہ سسک سسک کر رو دی

منزہ پلیز رو مت، اتنے دن سے اگر تکلیف میں تم تھی تو سکون میں میں بھی نہیں" تھا۔ ایک ہفتے سے میں سو نہیں سکا۔ پلیز معاف کر دو، میں وعدہ کرتا ہوں اب تمہیں کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔ بہت محبت کرتا ہوں تم سے، اور اب اگر ساری دنیا سے بلال اس کا ہاتھ " بھی لڑنا پڑا تو لڑ جاؤں گا بس تمہیں خود سے دور نہیں جانے دوں گا تھامتے بولا

تم ایک بار مجھ سے کہہ کر تو دیکھتے بلال، منزہ زیدی بلال خان پر ہنستے ہنستے جان وار" سکتی ہے۔ مجھے تمہارے بابا سائیں کے سامنے اپنی محبت کے لیے جھولی بھی پھیلانی منزہ روتے روتے سر اٹھا کر بولی "پڑتی تو میں وہ بھی کر جاتی

بلکل نہیں منزہ، تم میری محبت ہو، میں ہرگز تمہیں کسی کے سامنے جھکا ہوا نہیں دیکھ سکتا، ناں ہی کبھی کسی کے سامنے جھکنے دوں گا یہ وعدہ ہے اس خان کا تم سے" بلال آج خود کو خوش قسمت تصور کر رہا تھا جسے منزہ کی محبت ہونے کا شرف ملا

منزہ کو اپنی سمت تکتا دیکھ کر بلال آہستہ سے بولا "تم نے مجھے معاف تو کر دیا ناں؟"

منزہ آنسو صاف کرتے سنجیدہ سے لہجے میں بولی تو بلال اسے دیکھ کر "ایک شرط پر" رہ گیا۔ جیسے پوچھ رہا ہو کیا؟

آگے جو بھی ہو گا ہم مل کر اس کا سامنا کریں گے، تم دوبارہ کچھ بھی اکیلے برداشت" منزہ اس کے اگے ہتھیلی پھیلاتے بولی "نہیں کرو گے، وعدہ؟

بلال مسکرا کر اس کی ہتھیلی پر ہاتھ رکھ گیا۔ منزہ پُر سکون سی ہوتی مسکرا "وعدہ" دی۔ وہ جانتی تھی اس نے بلال کو بہت جلد معاف کر دیا ہے مگر وہ چاہ کر بھی اس کے معاملے میں بے حس نہیں بن سکتی تھی۔ وہ اس سے محبت کی دعویدار تھی تو بھلا کیسے اسے شرمندہ ہونے دیتی

@@@@@@@@@

ہادی اللہ پوچھے گا تجھے، تو نے ہمیں مارنے کا بتایا تھا صرف یہ تو بتایا ہی نہیں کے زی" وہ ان کی کلاس کے ہی لڑکے تھے "بھائی ہمارا یہ حال کریں گی

ہاں تو بلال کو مار کر وہاں سے بھاگ جانا تھا ناں، کس نے کہا تھا وہاں رک کر ڈائیلاگ" ہادی اس کے کندھے پر چت لگاتے بولا۔ جس پر وہ سس کر کے رہ گیا "مارنے کو؟

یار اتنا مزے کا سین تھا، بلال ہیرو کی طرح مار کھا کے گرا اور زی بھائی نے کیا" ان میں سے دوسرا پُرجوش سا بولا تو باقی سب "ہیروئن والی اینٹری ماری، مزہ آگیا نے بھی سر ہلایا

تو بس جب چسکے لیے جائیں تو پھر مار تو پڑتی ہی ہے۔ ابھی بھی اگر میں وقت پر نہیں" ہادی منہ بنا کر بولا تو وہ سب "آتا تو اللہ جانے زی بھائی تم لوگوں کے ساتھ کیا کرتیں روہانسی سے ہو گئے

ہادی نے فون پر انہیں بلال کو مار کر بھاگ جانے کا بولا تھا تاکے منزہ بلال کو زخمی دیکھ کر رہ ناں سکے اور وہ دونوں بات کر سکیں مگر وہ سب ہیرو ہیروئن کی فلم انجوائے کرنے کے چکر میں اچھے خاصے پٹ گئے تھے۔

اچھا اب حوصلہ کرو، بلال سے گرینڈ ٹریٹ لیں گے، اتنی آسانی سے تھوڑی ان" ہادی ان کی سمت دوائیاں "دونوں کو جانے دیں گے، تم سب چل کرو میرا بیٹا بڑھاتے بولا تو وہ سب سر ہلا گئے

منیب جو عیشال کو ہوٹل چھوڑ کر آیا تھا ان کیس "ہاں بھئی شیر جوانو؟ کیا بنا پھر؟"
مت بڑھتا بولا۔ مگر ان کے سوجے ہوئے چہرے دیکھ کر رکا

منیب ایک بار پھر ان کی دکھتی "ہیں یہ سب سب کے نقشے کس نے بگاڑے ہیں؟"
رگ پر ہاتھ رکھ چکا تھا

ہادی اس کے کان کی "ابے چپ کر بے، زی بھائی سے پٹے ہیں یہ سارے نمونے"
طرف جھکتے بولا تو وہ اوہ کر کے سر ہلا گیا

مجھے ناز ہے تم پر میرے بہادرو، ناران کی یہ حسین وادیاں دو محبت کرنے والوں کو" منیب ان کا خون گرمانے کو "ملانے پر تم سب کی دی یہ قربانیاں ہمیشہ یاد رکھیں گی با قاعدہ پوری تقریر کر گیا

یہ وادیاں یاد رکھیں یا ناں رکھیں بلال سے ڈنر کرتے وقت اگر تم دونوں نے ہمیں" ان میں سے ایک منہ "یاد ناں رکھا تو پھر لاہور تم دونوں کی حالت ضرور یاد رکھے گا بناتے بولا تو ان دونوں نے تھوک نگلا

وہ دونوں جلدی سے سر ہلاتے وہاں "ہاں ہاں بلکل یہ بھی بھلا بولنے والی بات ہے" سے نکلے۔ جبکہ پیچھے وہ سب اب اپنے زخموں پر ٹکور کر رہے تھے۔

@@@@@@@@@

منزہ ابھی عیشال "ابے سالو، اگر ایسا کوئی پلین بنانا ہی تھا تو کم از کم بتا تو دیتے" اور مشعل کے ساتھ ان کے روم سے اپنے روم میں گئی تھی جب بلال ان دونوں کو دیکھتے بولا

احسان فراموش انسان، ایک تو ہم نے تیری کشتی پار لگوانے کے لیے اتنے پاپڑ بیلے " ہادی نے اپنے پیچھے رکھا کشن کھینچ کر اسے مارا "اور تو ہمیں ہی سنا رہا ہے؟

میرا مطلب تھا یار، تم لوگ آہستہ بھی مار پڑوا سکتے تھے۔ اتنی زور سے مارا ہے" عبید اور صائم بھی وہیں تھے جنہیں منیب نے ہی مزے لے لے کے "ظالموں نے سارا قصہ بیان کیا تھا

"یہ تیری سزا اور وارننگ دونوں تھیں۔ جتنا تو نے ہماری زی بھائی کو رلایا ہے ناں" منیب "اس پر یہ مار تو ڈیزرو کرتا تھا۔ اور اگر دوبارہ ایسا کچھ ہوا تو اس سے زیادہ پڑے گا نے آئی بروا چکاتے بولا تو وہ منہ بسور گیا

عبید کا اشارہ انکی ناراضگی کی طرف تھا "ویسے مطلع صاف ہوا یا نہیں؟"

وہاں تو صاف ہو گیا ہے بس میرا سالہ مجھ سے ناراض ہے، کوئی اسے بتاؤ اس کا" بلال کن اکھیوں سے "ہونے والا بہنوئی زخمی ہے، سالے نے حال تک نہیں پوچھا صائم کو دیکھتے بولا تو صائم اسے گھور کر رہ گیا

شکر کرو میں ان لڑکوں کے ساتھ نہیں تھا، ورنہ انہوں نے تو صرف ہلکا ہلکا مارا ہے" صائم بغیر اس کی "میں تمہاری ہڈیاں توڑ تا، جس نے میری معصوم بہن کو اتنا رلایا طرف دیکھے غصے سے بولا

معاف کر دے یار، اپنی مجبوری بتا چکا ہوں تم سب کو، میں اتنا بھی قصوروار نہیں" بلال اٹھ کر اس کے پاس آتے بولا "ہوں

تو ہمیں بتا سکتا تھا، ہم مل کر کوئی ناں کوئی حل نکال لیتے، مگر تیری تو شان گھٹتی تھی"
صائم کا غصہ تو دور ہوا مگر خفگی ہنوز برقرار تھی "ناں ہمیں کچھ بتاتے

اب بتا دیا ناں، اب تیاری پکڑو، پیپر ہوتے ہی تمہاری شادی سے پہلے میرے ابے کو"
بلال پُر مزاح انداز میں بولا تو وہ سب مسکرا دیے "منانا ہے ہمیں

پہلے تیرے ابے کو منانا، پھر عیشال کے ابے کو اور میرے کیس میں ابا نہیں ہے"
ہادی گندہ سا منہ بناتے ان سب کو قہقہ لگانے پر مجبور "ابے کی کڑی نے لٹکا رکھا ہے
کر گیا

یار کڑی بھی منالیں گے ناں مانی تو اٹھا کر لے جائیں گے آخر دلہنیا تو دل والوں نے" بلال اس کے کندھوں کے گرد بازو پھیلاتے بولا تو ہادی "ہی لے جانی ہے

زوروشروں سے سر ہلا گیا

منیب ان "ابے سالو میرے سامنے ہی میری بہن کے خلاف سازشیں کر رہے ہو" دونوں کو مارنے دوڑا جس پر وہ دونوں آگے لگتے بھاگے

ہادی اسے زبان دکھاتے بھولا تو وہ سب "سوری سوری یار ہم تو مزاق کر رہے تھے" اس کی حرکت پر مسکرا دیے

@@@@@@@@@

انہیں یہاں آئے دو دن ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے بے تحاشہ انجوائے کیا تھا۔ آج وہ سب کاغان کے لیے نکلے تھے۔ راستے میں اچانک بر فباری شروع ہو گئی تو مجبوراً انہیں راستے میں ہی ہوٹل میں رکنا پڑا۔ جب سے وہ یہاں آئے تھے بر فباری پہلی بار ہو رہی تھی سو سب ہی پُر جوش سے ہو گئے

عبید ہوٹل سے باہر نکلا تو جویریہ کو باہر کھڑا دیکھ "آپ یہاں کیا کر رہی ہیں جویریہ؟" کر اس کی طرف آیا۔ وہ آدھا ہوٹل شیڈ سے باہر تھی اور آدھا اندر

جویریہ کی آنکھیں خوشی سے "وہ ہمیں بر فباری دیکھنا تھی اسی لیے ہم باہر آ گئے" ٹمٹما رہی تھیں۔

عبید پریشانی سے بولا تو جویریہ "ہمم، وہ تو ٹھیک ہے مگر اس تو آپ بیمار پڑ جائیں گی" کی آنکھیں تک مسکرا دی

"آپ ہر کسی کے لیے ایسے ہی پوزیسیو ہیں یا یہ کچھ خاص لوگوں کے لیے ہے؟" جویریہ شرارتی انداز میں بولی تو عبید مسکرا دیا

"اممم، سب کے لیے تو نہیں ہاں خود سے منسلک لوگوں کے لیے بہت پوزیسیو ہوں" عبید کے لہجے میں کچھ خاص تھا جس پر جویریہ چند لمحے مبہوت ہو کر رہ گئی۔

باہر ہوتی بر فباری اور آمنے سامنے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے شہزادہ اور شہزادی ایک مکمل اور حسین منظر تھا۔ جو دیکھنے والوں کو چند لمحے گنگ کر دیتا۔

@@@@@@@@@

اچانک جویریہ جیسے کسی خواب سے بیدار ہوئی "وہ، سردی ہو رہی ہے ہم چلتے ہیں" تھی۔ وہ مزید اس شخص کے سامنے نہیں رہنا چاہتی تھی جس کی صرف زبان ہی نہیں آنکھیں بھی کلام کرتی تھیں۔

ایک جادوئی حصار جو ان "ہمم، یہی بہتر ہے، آپ کا مزید یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے" پر بنا تھا وہ لمحوں میں ٹوٹا تھا۔ عبید ٹھنڈی سانس بھرتا بولا تو وہ سر ہلا کر وہاں سے چل دی۔

پتھر تھا مگر برف کے گولوں کی طرح تھا

اک شخص اندھیروں میں اجالوں کی طرح تھا

خوابوں کی طرح تھا ناں خیالوں کی طرح تھا

وہ علم ریاضی کے سوالوں کی طرح تھا

الجھا کچھ ایسا کے حل ناں ہو پائے

سلجھا کچھ ایسا کے مثالوں کی طرح تھا

پتھر تھا مگر برف کے گولوں کی طرح تھا

اک شخص اندھیروں میں اجالوں کی طرح تھا

@@@@@@@@@

ایک ہفتے کی اس مزید ارسی ٹرپ کے بعد وہ سب لاہور لوٹ آئے تھے، اب ان سب کا پورا پورا دھیان صرف پیپروں پر مرکوز تھا۔ کیونکہ ان کا آخری سمیسٹر تھا تو ان کا سارا فیوچر اسی پر ٹکا تھا۔

ایک ہفتے بعد ان کا پہلا پیپر تھا۔ اور پیپرز کے فوراً بعد ان کا ارادہ مردان جانے کا تھا۔ بلال کے بابا کو منانا ضروری تھا۔ اگر تو بلال کی کزن اسے پسند کرتی تو یہ سب مشکل

ہوتا مگر بلال کے مطابق دوسری سمت بھی ایسے کوئی جذبات نہیں تھے یہ ان کے حق میں بہتر تھا

ہانیہ کی مستقل خاموشی اب ہادی کے ساتھ ساتھ منیب کو بھی پریشان کر رہی تھی۔ مگر وہ لوگ فلحال اس سے کچھ پوچھ بھی نہیں رہے تھے کیونکہ وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے

راوی میں چین ہی چین تھا۔ مگر یہ چین اور سکون کب تک تھا یہ کسی کو نہیں پتا تھا۔ مگر بہت جلد ان کی پُر سکون زندگی درہم برہم ہونے والی تھی۔ کیونکہ زندگی میں تاعمر سکون ہونا ممکن نہیں ہے، زندگی آزمائشوں اور آسانیوں کا حسین سنگم ہے

@@@@@@@@@

ہادی کافی دیر کتاب پر جھکا "یار منیب پلیز یہ سوال تو دیکھ لے، اگلا میں کر لیتا ہوں"
رہنے کے بعد سر اٹھاتے بولا

اوبھائی میرے یہ پانچواں سوال ہے جس پر تو یہی بول رہا ہے، سارا سلیبس میں کر"
منیب گندہ سا منہ بناتے طنزیہ انداز میں بولا تو ہادی ڈھٹائی سے مسکرا "لیتا ہوں تو سوجا
دیا

"ہائے صدقے، یہ کی ہے ناں سالے والی بات، چل تو پڑھ میں تھوڑی دیر سو لوں"
ہادی آرام سے کتاب بند کر کے رکھے لمبی تان گیا

ہادی میں تمہیں اٹھا کے باہر پھینک دوں گا، نحوست پھیلا رہے ہو سب میں، تمہیں" عبید اپنے ہاتھ میں تھامی کتاب ہادی کے "لیٹا دیکھ کر باقی سب بھی اونگھنے لگیں گے سر پر مارتے بولا تو وہ منہ بسورتا اٹھ بیٹھا

یار تم لوگ پڑھ لو ہاں، تم سب کے ہوتے ہوئے بھی اگر مجھے پڑھنا پڑے تو لعنت" ہادی ان چاروں کو کتابوں پر جھکا دیکھ کر بولا "ہے

بلال اس کی بات کاٹتے آرام سے بولا تو ہادی سر ہلا گیا، پھر جیسے ہی بات "تجھ پر" سمجھ آئی تو اسے گھورنے لگا

یار کوئی چائے پلا دو، قسمے اب تو الفاظ بھی نظر آنا بند ہو گیے ہیں، ہادی پڑھنا تو تو نے " صائم کو اس وقت بھی اپنی محبوبہ یاد آ گئی " ہے نہیں جا جا کر چائے بنا کر لا ہمارے لیے تھی

ہادی کو "ہاں یہ سہی ہے، تم سب پڑھو میں تم لوگوں کے لیے چائے بنا کر لاتا ہوں" تو ویسے ہی کتابوں سے جان چھڑانے کا بہانہ چاہیے تھا جو قسمت سے اسے مل بھی گیا

ہادی، واپس بیٹھو اپنی جگہ، کل ہم میں سے کوئی بھی تمہیں ایک لفظ نہیں بتانے والا" عبید سختی سے بولا تو ہادی منہ بسور کر رہ گیا " پیپر میں، اپنا پیپر خود تیار کرو

عابی یار پلیز بھائی نہیں ہے، سچ میں بڑی نیند آرہی ہے، اور کل اگر تم لوگوں نے مجھے " ہادی مسکین " پیپر ناں کرایا تو تمہارا دوست فیل ہو جائے گا، کیا تمہیں اچھا لگے گا؟ سی صورت بناتے بولا

ہمیں بڑا مزہ آئے گا تجھے انکل سے مار کھاتا دیکھ کر، انفیکٹ میں تو ویڈیو بنا کر ہانیہ کو" بھی دکھاؤں گا، اور میں اپنی بہن کی شادی ایم بی اے فیل لڑکے سے ہر گز نہیں منیب کتاب میں سے منہ نکالتے بولا تو ہادی نے اسے کاٹ دار انداز میں "کرواوں گا گھورا

دیکھ منی، پرسنل اٹیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھا، اور زیادہ شوخا ہونے کی" ضرورت نہیں ہے، کل پیپر میں ایک بھی ایم سی کیوز کے لیے میری طرف دیکھا تو ہادی اسے دھمکی دیتا کتاب کی سمت جھک گیا "ناک پھوڑ دوں گا تیری

عبید اور منیب اسے غصے سے ہی سہی پڑھتا دیکھ کر مسکرا دیے۔ اس کا علاج ایسے ہی کیا جا سکتا تھا۔ ورنہ وہ کہاں کسی کے قابو آتا تھا۔ ہانیہ کا نام ان کے لیے مددگار ثابت ہوا تھا۔ وہ دونوں خود بھی دوبارہ کتاب کی سمت متوجہ ہوئے

@@@@@@@@

اگلے دن وہ سب پیپر کے لیے حال میں جمع ہوئے، منیب کے پیچھے ہادی تھا، ہادی کے پیچھے صائم، دائیں طرف منزہ اور بائیں طرف عیشال بیٹھی تھی، ہادی کے دائیں طرف عبید اور بائیں طرف بلال تھا جبکہ صائم کی دائیں طرف مشعل بیٹھی تھی۔

ان سب کی چئیرز لائن میں آخر میں تھیں۔ پیپر شروع ہوا تو پیپر پڑھتے ہادی کا چہرہ دیکھنے کے لائق تھا۔ اتنا مشکل پیپر دیکھ کر ہادی کا تو بلڈ پریشر ہی ہائی ہونے لگا تھا۔

اس نے بلال کو بلانے کی کوشش کی جو پوری طرح پیپر پر جھکا ہوا تھا۔ جبکہ "ششش" صائم جو صبح پیپر ناں آنے کا دعوا کر رہا تھا وہ بھی اب دھڑا دھڑ پیج بھرنے میں مصروف تھا

"منی عزت سے تیسرا سوال دکھا دے ورنہ میں عیشال کو شینا سے پہلے والی اس کی" ہادی منیب کے کان کی سمت جھک کر بولا تو منیب "سوتنوں کے بارے میں بتا دوں گا کے چلتے ہاتھ رکے

منیب آہستہ سے بول کر دوبارہ پیپر پر "ابھی نہیں کیا، جب کروں گا تو دکھا دوں گا" جھکا۔ وہ پیپر بلکل چھپا کر بیٹھا تھا

ہادی تو اس پر "منی تو کر لے یہ سب بے غیر تیاں، تو باہر نکل زرا پھر تجھے بتاتا ہوں" شدید تپ چڑھی تھی تب ہی تڑخ کر بولا

منیب تنگ آکر پیپر سائیڈ کو کرتا بولا۔ جس پر "رو کیوں رہا ہے، یہ لے دیکھ مر لے" ہادی نے اس کے پیپر پر نظر دوڑائی

ابے غلط کر کے بیٹھا ہوا ہے سوال، فورتھ سٹیپ میں مائنس مائنس نے کینسل ہونا"

ہادی سوال دیکھ کر منہ بناتے بولا تو منیب نے ہلکا سا پلٹ کر اسے "ہے، سہی کر اس کو گھورا

منیب کا بس نہیں "تو الو کے۔۔۔ جب کیا ہوا ہے تو کیوں کب سے ذلیل کر رہا ہے؟" چل رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے

ہادی دانت دکھاتے بولا تو "یار کنفرم کر رہا تھا۔ مگر ہمیشہ کی طرح تیرا ہی سہی کر ایا" منیب نفی میں سر ہلاتے سیدھا ہو گیا۔

ان کی طرف سے آوازوں پر سر ان کی طرف آئے جس پر وہ سب سیدھے ہو گئے، سر وہاں سے پلٹے تو صائم جلدی سے عبید کی طرف مڑا، جس پر عبید نے اس کے مطلوبہ سوال والا پیج اس کے سامنے کیا

صائم کا ہاتھ پوری سپیڈ سے چل رہا تھا، وہیں منزہ بھی بلال کی طرف مڑی جو اپنا پیپر اس کی طرف کرتے خود محبت پاش نظروں سے اسے نہارنے میں مصروف ہو گیا، منزہ کو اس کی نظریں شدت سے محسوس ہوئیں تو ہنستے ہوئے ہاتھ سے اس کا چہرہ موڑا۔

سر کے مڑتے ہی وہ سب دوبارہ سیدھے ہوئے، اور اپنے اپنے پیپر پر جھکے، ہادی جو سر کو مڑتا دیکھ نہیں سکا، منیب کو ہلکا سا پکار بیٹھا

سر ہادی سے بولے تو ڈر کر اچھلا، مسکین "میر ہادی، سٹینڈ اپ، وہ وہاں جا کر بیٹھیں" سامنہ بنا کر سر کو دیکھا جو فلحال اس پر ترس کھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے

وہ غصے سے بولے تو ہادی جلدی سے سر ہلاتا اٹھ کر اس کرسی کی سمت چلا "فاسٹ" گیا جہاں سر نے کہا تھا۔ وہ بار بار دکھی سامنہ بنا کر ان سب کو دیکھتا مگر اتنی دور سے وہ کر بھی کیا سکتے تھے

ایسا نہیں تھا کے اسے پیپر نہیں آتا تھا، مسئلہ صرف یہ تھا کے انہیں حوصلہ تھا ایک دوسرے کا، مگر اب تو سر نے یہ حوصلہ بھی چھین لایا تھا، اللہ اللہ کر کے یہ تین گھنٹے ختم ہوئے تھے

ہادی کا آخری سوال تھا تب ہی وہ بیٹھا ہوا تھا، باقی سب اپنا پیپر کر چکے تھے مگر اس کے انتظار میں خود بھی وہیں بیٹھے تھے، بھئی ہادی صاحب نے دھمکی جو دی تھی

ہادی "اگر میرے پیپر کرنے سے پہلے کسی نے پیپر دیا تو ٹانگیں توڑ دوں گا اس کی" صبح کلاس میں داخل ہونے سے پہلے انہیں بول کر لایا تھا

کچھ ہی دیر میں وہ ہادی نے پیپر پورا کرتے دیا تو باقی سب نے بھی پیپر سر کے حوالے کیا اور باہر نکلے۔

@@@@@@@@@

آخر اسی طرح ہنستے، روتے پیپرز کا قصہ بھی تمام ہوا تھا۔ فیئر ویل ہو چکی تھی سو آج ان کا یونی میں سٹوڈینٹ کی حیثیت سے آخری دن تھا۔ پھر تو جب جس کا دل چاہتا آکر ریزلٹ لے جاتا۔

وہ سب پیپر دے کر باہر گراؤنڈ میں آبیٹھے، ان تینوں لڑکیوں کے چہرے تو اچھے خاصے مرجھائے ہوئے تھے۔ یونیورسٹی میں گزارے یہ چار سال ان کی زندگی کا قیمتی سرمایہ تھے۔ جہاں دوستوں کے ساتھ بیتائے پل شاید انہیں زندگی بھر ناں بھولتے

"چار سال کتنی جلدی بیت گئے ناں مشی، لگتا ہے جیسے کل ہی کی بات ہو ہم یہاں آئے تھے، ایک دوسرے سے انجان، ڈرے سہمے سے اور آج، آج یہاں آخری دن ہے ہمارا" منزہ اداس سی بولی تو باقی سب بھی اداس ہو گئے

ہمم، یہ چار سال ہمارے لیے چار لمحے بھی تھے اور چار صدیاں بھی، ہمیں آج بھلے " ہی یہ چار لمحے معلوم ہو رہے ہیں مگر اس وقت کی یادیں ہمیں چار صدیوں کی مانند لگیں گی، جہاں ہم نے ہر ہر پل زندگی کو کشید کیا ہے " مشی آہستہ آواز میں بولی تو عیشال سر ہلا گیا

اللہ کا نام لو لڑکیو، اتنی مشکل سے تو گزارے ہیں یہ چار سال، اب اللہ کا شکر ہے " ہماری شادی ہو گی ورنہ تو ہر کوئی کہتا پھر رہا تھا، پہلے ڈگری پوری کرو پھر شادی ہو گی، صائم منہ بسور کر بولا " جیسے ہم نے ڈگری ایم بی اے کی نہیں شادی کرنے کی لینی ہو تو بلال، منیب اور ہادی نے زور و شوروں سے سر ہلایا

تم لڑکے ناں صرف شادی کو ہی ترسے رہتے ہو، نہیں مطلب کیا؟ ہم یہاں آخری" عیشال انہیں گھور کر "دن کو لے کر اداس ہیں اور تم لوگوں کو پھر شادی کی پڑ گئی ہے بولی

بھئی دیکھو اداس تم تب ہو اگر ہم سب جدا ہونے والے ہوں، مگر ایسا کچھ نہیں" ہادی "ہے، ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے، سو زیادہ سینٹی ہونے کی ضرورت نہیں ہے عیشال کو دیکھ کر تحمل سے بولا تو وہ سب سر ہلا گئے

ہم اب جتنے بھی دعوے کرلیں ساتھ رہنے کے مگر حقیقت یہی ہے کے زندگی کے" جھمیلوں میں ہماری دوستی دب جائے گی، ہم لاکھ ایک دوسرے سے باتیں کریں، "ایک دوسرے سے مل لیں، مگر اب کی طرح ساتھ ہنس کھیل نہیں سکیں گے ہادی منزہ سنجیدگی سے بولی، وہ سب نا بھی چاہتے تو وہ سچ کہہ رہی تھی

یہی دستورِ زندگی ہے منزہ، ہم چاہ کر بھی اسے بدل نہیں سکتے، کوئی آپ کا چاہے کتنا" بھی قریبی ہو وہ ساری عمر آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا، ہر انسان کو اپنی اپنی زندگی کا سفر تنہا طے کرنا پڑتا ہے، مگر اس سفر میں جو چیز ہمارے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے وہ عبید پُر عزم لہجے میں وہ بولا تو وہ سب اسے دیکھ کر "ہمارے پیاروں کی یادیں ہی ہیں رہ گئے

خود کو سنبھالو، اور خوشی خوشی اپنی زندگی میں ملی اس نئ منزل کا استقبال کرو، ہم" پوری کوشش کریں گے اپنی مصروفیات میں بھی اس دوستی اور اس کی یادوں کو زندہ عبید مسکرا کر بولا تو وہ سب مسکرا دیے "رکھنے کی

بلال منہ "بلکل اور اب سب سے پہلے میرے ابے کو منانے کی تیاری پکڑو بچہ" بناتے بولا تو وہ سب مسکرا دیے

ہادی اس کے کندھے پر ہاتھ "ہم تیار ہیں، تو بس انکل سے چھتر کھانے کی تیاری کر" رکھتے بولا تو بلال کالر کھڑے کر گیا

بلال "جوان کے حوصلے بلند ہیں میرا پتر، بھئی انعام بھی تو دلکش ملنا ہے چھتروں گا" شرارت اور محبت کے سنگ منزہ کو دیکھ کر بولا تو وہ بچاری شرمندہ سی ہو گئی

صائم اس کی گردن میں ہاتھ "یہ لو، یہ کمینہ ہمارے سامنے ہماری بہن کو چھیڑ رہا ہے" مارتے بولا

بلال منہ "جب تمہاری بہن مجھے چھیڑتی تھی تب تمہاری غیرت کہاں ہوتی تھی؟" بسورتے بولا تو سب ہنس دیے جبکہ منزہ نے اسے گھورا

بلال اس کی گھوری دیکھ کر کان پکڑتے بولا تو وہ "سوری یار، ٹنگ سلپ ہوگئی تھی" سب قہقہے لگا گئے۔ ان کے ساتھ لاہور یونیورسٹی کی فضائیں بھی مسکرا دیں

@@@@@@@@@

بلال کے ساتھ مردان جانے سے پہلے وہ سب کے سب پہلے اپنے اپنے گھر گئے تھے۔ صرف منیب اور بلال ہادی کے ساتھ ان کے گھر گئے تھے۔ اور آج رات ثمینہ بیگم

نے ان کی دعوت رکھی تھی۔ جس کے لیے بلال، ہادی اور منیب صبح سے ان کے ساتھ کچن میں لگے تھے

منیب "آنٹی یار بریانی کی خوشبو سے پیٹ میں چوہوں کا میچ شروع ہو گیا ہے" ندیدوں کی طرح پیٹ پر ہاتھ رکھتے بولا تو ثمینہ بیگم مسکرا دیں

وہ شرارت سے بولیں وہ منیب "بس میری جان دو منٹ پھر آپ پہلی شفٹ لگا لینا" مسکرا دیا

منیب "آنٹی ہانیہ کو تو کھانا بنانا آتا ہی نہیں ہے، آپ کو بہت پھوہڑ بہو ملنے والی ہے" شرارت سے ہادی کو دیکھ کر بولا تو وہ مسکرا دیں

اوہیلو، وہ ہانیہ سلطان ہیں، میر ہادی کے دل اور گھر کی ملکہ ہوں گی وہ انہیں کھانا"
ہادی بے باکی سے بولا تو بلال ہنس دیا "بنانے کے لیے تھوڑی لانا ہے، کیوں مما؟

بلکل، ہانیہ میری بہو نہیں بیٹی ہوں گی، اور میں نے ہادی کو ٹرین کر دیا ہے اسے سارا"
ثمینہ بیگم کے "کھانا بنانا ہے، سوفیوچر میں کھانا بنانے کی ذمہ داری ہادی نبھائے گا
لہجے میں ہانیہ کے لیے پیار ہی پیار تھا۔ منیب کو اپنی بہن کی قسمت پر رشک سا آیا

لو جی، مطلب اب تک میں نے ہانیہ کو بگاڑ کر رکھا ہے آگے آپ نے بگاڑنے کا پورا"
منیب ہنس کر بولا تو وہ دونوں سر ہلا گئے "ارادہ کر رکھا ہے

بلال اسے چھری دکھاتے بولا تو وہ "ہانیہ گڑیا بلکل بھی بگڑی ہوئی نہیں ہے سمجھے" دونوں ہاتھ سرینڈر کرنے کے انداز میں اٹھا گیا۔ یہاں ہر کوئی ہانیہ کے حق میں تھا

ثمینہ بیگم ان سب کو مسکراتا "اللہ میرے بچوں کو ہمیشہ ساتھ رکھے اور خوش رکھے" دیکھ کر دل سے ان کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھیں۔

@@@@@@@@

شام میں وہ سب میر ولاز جمع ہو گئے تھے۔ وہ سب کے سب باہر لان میں جمع ادھم مچا رہے تھے جس میں میر طارق بھی ان کا پورا پورا ساتھ دے رہے تھے۔ وہ ان کے

ساتھ بلکل دوستوں کی طرح رویہ رکھتے تھے اسی لیے ہادی کے علاوہ ہادی کے مما بابا بھی ان کے فیورٹ تھے

طارق صاحب ہنس کر منیب کے "منیب یار پھر ہم کب آئیں اپنی بہو کو لینے ؟" کندھے پر ہاتھ رکھتے بولے

انکل ابھی تو بال آپ کی بہو کے کورٹ میں ہے، اور اس کا ماننا مشکل لگ رہا ہے۔" کیونکہ پچھلے ڈیڑھ ماہ سے اس نے ہادی کے پرپوزل کا جواب نہیں دیا، اور مجھے تو صائم شرارت سے بولا تو ہادی "دوسری طرف سے کوری ناں محسوس ہو رہی ہے نے اسے گھورا

ایک تو تیری شکل ماشاءاللہ ہے اس پر تیری باتیں بھی منحوسیت کے ریکارڈ توڑتی" ہادی منہ بسور کر بولا تو لڑکیوں کی کھی کھی نکلی تھی "ہیں

یار ویسے صائم کی بات میں وزن ہے، ہانیہ کی خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ تو" منیب سنجیدہ ہوتے بولا تو ہادی کا دل سہما تھا "نہیں؟

یار تیرا تو اپنا سسر ظالم سماج ہے تو مجھے مت ڈرا، اگر میرا ایکس لٹکا ہوا ہے تو بیچ" ہادی بامشکل خود کو سنبھالتے اسے چھیڑنا چاہا "منجدھار میں تم بھی ہو

فکر مت کر لالے، یہاں سوائے صائم کے سب کے سب ہی ہاں اور ناں کی کشمکش" بلال نے ہادی کو حوصلہ دینا چاہا "میں ہیں

طارق صاحب نے ان سب "پھر تم لوگ کب کر رہے ہو عیشال کے بابا سے بات؟" کو دیکھتے پوچھا

ابھی نہیں بابا، ابھی ہم مردان جا رہے ہیں ہیں بلال کے بابا سے بات کرنے، ان کو منانے کے بعد بعد ہم عیشال کے بابا سے بات کریں گے" ہادی طارق صاحب دیکھتے سنجیدگی سے بولا

وہ سر ہلاتے ہوئے بولے "ہممم، تو پھر کب نکلو گے تم لوگ مردان کے لیے لیے؟"

اب کے بلال بولا "کل صبح نکلیں گے، دو دن وہاں رہیں گے پھر واپس"

مسز ثمینہ وہاں آتے بولیں "تم سب لڑکیاں بھی ساتھ جاؤ گی؟"

جی آنٹی ارادہ تو یہی ہے، بلال کے گھر والے منزہ سے بھی مل لیں گے، اور ہو سکتا" مشعل سر ہلاتے بولی تو وہ بھی سر ہلا "ہے ہم کوئی کردار ادا کر سکیں انہیں منانے میں گئیں

وہ مسکرا کر بولیں تو "اچھا چلو اب سب لوگ ڈنر کر لو، ورنہ کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا" سب لوگ سر ہلاتے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئے۔

ڈنر انہوں نے بہت اچھے ماحول میں کیا تھا، ہنسی مزاق اور ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچتے وہ دیر رات تک جاگتے رہے تھے۔ ثمینہ بیگم اور طارق صاحب تو کچھ دیر بیٹھ کر آرام کرنے چل دیے جبکہ ان سب کا ارادہ جگراتا کرنے کا تھا

@@@@@@@@

رات کو دیر تک جاگنے کے باعث وہ لوگ صبح دس بجے تک سوتے رہے، لڑکیاں ایک کمرے میں تھیں جبکہ وہ سب لڑکے نیچے لاونج میں ہی صوفے اور کالین پر اڑے ترچھے مدہوش پڑے سو رہے تھے۔ میر طارق نے آکر انہیں وقت کا احساس دلاتے اٹھایا تھا جس پر وہ سب فریش ہوتے گاڑی میں سوار ہوئے

مردان کا سفر بھی انہوں نے سوتے جاگتے اسی کیفیت میں طے کیا تھا۔ مردان کا پہاڑی سلسلہ شروع ہوا تو وہ سب نیند سے پوری طرح بیدار ہوئے۔ یہ پہاڑی علاقہ اتنا خوبصورت تھا کے وہ سب لڑکیاں نیند بھولتے اشتیاق سے باہر کے نظاروں میں گم ہو چکی تھیں

بلال نے شیشے سے منزہ کا فکر مند چہرہ دیکھتے "کیا ہوا منزہ؟ پریشان لگ رہی ہو؟" اسے میسج کیا۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے بلال، اگر تمہارے بابا نہیں مانے تو؟ پٹھان تو ہوتے بھی بہت" منزہ روہانسی سا منہ بناتے اسے جواب دینے لگی "خوفناک ہیں

اوہیلو میڈم اگر آپ بھول رہی ہیں تو یاد دلا دوں۔ میں بھی پٹھان ہوں اور یہ تم" بلال اس کا دھیان بھٹکانے کو مصنوعی خفگی سے بولا "خوفناک کسے کہہ رہی ہو؟

ہاں تو تم کونسا کم ہو، مجھ مسکین کو جتنا تم نے ستایا اور رلایا ہے ناں اتنا آج تک کسی نے" منزہ منہ بسورتے بولی "کسی کو نہیں رلایا ہو گا

بلال معصوم صورت بناتے "یار اب کیا تم زندگی بھر مجھے اس بات کا طعنہ دو گی؟" شیشے سے اسے دیکھنے لگا جو اسے دیکھتے منہ چڑا گئی

"فکر مت کرو، کچھ نہیں ہو گا، اور اگر کچھ ہوا بھی تو ہم مل کر اس کا سامنا کر لیں گے" بلال نگ دل والے ایموجی کے ساتھ اسے میسج بھیجا تو وہ سر ہلا گئی

یار خان، کچھ اپنے گھر والوں کے بارے میں بتا دو، یہ ناں ہو ہم وہاں ہنستے ہنستے جائیں "
اور واپسی پر سوجے منہ لے کر آئیں، بھئی ہمیں آنے والے حالات کے لیے تیار رہنا
ہادی شرارت سے بولا تو بلال نے اسے گھورا "ہو گا ناں

میرے بابا شمشیر خان اور توقیر خان دو ہی بھائی ہیں۔ تایا جان کی ایک بیٹی گل ہیں جو "
مجھ سے دس سال بڑی ہیں اور ایک بیٹا ہے شمیر جو مجھ سے پانچ سال بڑا ہے اور اپنی
خالہ زاد سے شادی شدہ ہے، اس کے بعد میں ہوں اور مجھ سے دس سال چھوٹی پلوشہ
بلال سنجیدہ ہوتے انہیں اپنے گھر والوں کے بارے میں بتانے لگا "ہے

یار تیرے ابے کا تو نام ہی بڑا خطرناک ہے، وہ خود تو پھر ہمیں بغیر بندوق کے ہی اوپر "
ہادی ڈرنے کی اداکاری کرتے بولا "پہنچا دیں گے

عبید نے ہادی کی فضول گوئی پر اسے جھڑکا "ہادی بکواس بند رکھو تھوڑی دیر"

ہاں مجھ معصوم پر ہی سب کا زور چلتا ہے، کرا دو مجھے چپ مگر بتا رہا ہوں یہ ہمیں بلی کا" ہادی بعض نہیں آیا تو " بکرا بنا کر لے جا رہا ہے، اب بھی وقت ہے گاڑی واپس موڑ لو

عبید نے اسے گھورا جس پر وہ منہ پر انگلی رکھنے کا اشارہ کر گیا۔

عبید بلال کی سمت " ہممم، اور یہ گل وہی ہیں جن سے تمہاری بات طے ہو چکی ہے" متوجہ ہوا تو وہ سر ہلا گیا

منزہ کی جلن سے پُر آواز پر وہ سب منہ جھکاتے مسکرا دیے۔ "کیا وہ پیاری ہیں؟"
بلال اتنی ٹینشن میں بھی مسکرا دیا

بلال ان سب کے "فکر مت کرو میری شیرنی سے زیادہ حسین اور دلکش نہیں ہیں"
جھکے سر دیکھتے شیشے میں اسے دیکھتے آنکھ دبا گیا

جب میں پیدا ہوا تو گل دس سال کی تھیں، خاندان میں ان کے جوڑ کا کوئی ناں"
ہونے کی وجہ سے اپنی جائیداد بچانے کی خاطر تایا جان نے ہماری نسبت طے کر دی،
جسے ناں میں مانتا ہوں ناں ہی گل، گل ہمارے پڑوسی قبیلے کے سردار کے بیٹے کو پسند
بلال نے ساری بات ان "کرتی ہیں، اور وہ بھی انہیں۔ اس بات کا علم صرف مجھے ہے
کے سامنے رکھی تو وہ سب سر ہلا گئے

بھی مر) کی بات بن جائے گی (سانپ) میرے پاس ایک آئیڈیا ہے، جس سے بلال" ہادی "(بھی نہیں ٹوٹے گی) بھی رکاوٹ نہیں بنیں گی (لاٹھی) اور گل (جائے گا نے جس طریقے سے مثال بیان کی اس پر بلال نے اسے گھورا

صائم نے تجسس سے پوچھا جس پر ہادی کے لبوں پر پُراسرار "کیا ہے آئیڈیا؟" مسکراہٹ دوڑی

ہادی آرام "یہ سب تم لوگ مجھ پر چھوڑ دو، اور فلحال انکل سے نبٹنے کا راستہ سوچو" سے سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آرام سے بولا تو وہ سب سر ہلا گئے

@@@@@@@@

وانیہ کی آواز پر ہانیہ جو ابھی واشروم سے نہا "ہانیہ اماں جان تمہیں نیچے بلا رہی ہیں" کر نکلی تھی چونکی۔ پھر سر ہلا گئی

ہانیہ اسے کہتی ڈریسنگ ٹیبل سے برش ٹٹول کر اٹھاتے "تم جاؤ میں ابھی آتی ہوں" بالوں میں پھیرنے لگی۔ لمبے سلکی بال پشت پر پھیلے کسی آبشار کا سا منظر پیش کر رہے تھے۔ براون حسین سی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔ جبکہ لب ہمیشہ کی طرح ساکت تھے

وانیہ تک ٹک اس حسینہ کو دیکھے جا رہی تھی جسے قدرت نے بے پناہ حسن سے نوازا تھا۔ جبکہ اس کی محض ایک کمی پر یہ سارا حسن پسِ منظر میں چلا جاتا تھا۔ دیکھنے والے کو صرف اس کی بے نور آنکھیں نظر آتی تھیں

وہ بال بناتے نیچے اماں جان کے پاس آگئی، جو اداس سی بیٹھی تھیں۔ ہانیہ کو وانیہ نے لا کر ان کے ساتھ بیٹھا دیا، اماں جان ہانیہ کو دیکھتے گہرا سانس بھر کر رہ گئیں

ہانیہ ان کا ٹھنڈا سانس سنتے سمجھ چکی "کیا ہوا ہے اماں جان؟ آپ اداس کیوں ہیں؟" تھی کے وہ کسی چیز کو لے کر پریشان ہیں

ہانیہ تو تو جاندی ہے کے میں مرنے سے پہلے تجھے اور منیب کو اپنے گھر کا ہوتے ویکھنا" چاہتی ہوں، پر پتر تیرے لیے کوئی رشتہ نئی آندا، پر پتر آج تیرے لیے اک رشتہ آیا اماں جان کی مایوس کن بات پر ہانیہ نے لب بینچے "ہے

ہانیہ آہستہ سے "اماں آپ جانتی ہیں مجھے شادی نہیں کرنی، میں یہیں ٹھیک ہوں" بولی تو اماں جان نے اس کا چہرہ تھاما

"ناں میرا پتر، میں بڈھی آج ہوں کل نئی رہوں گی، منیب بھلے ہی تجھ سے بڑا پیار کرتا ہے، عیشال دھی وی چنگی ہے، پر پتر بیٹیاں باپ کے گھر بوجھ ہی ہوندی ہیں، میں اماں جان کی باتیں تلخ سہی پر سچ تھیں "نئی چاہتی تو کل نوں ان پر بوجھ بنے

ہانیہ سرد اور سپاٹ انداز میں بولی وانیہ دکھ اور حیرت "کس کا رشتہ آیا ہے اماں؟" سے انہیں دیکھ رہی تھی

پتر ہمارے پنڈ کا منچھی ہے، ویسے تو چنگا ہے پر بڑا ہے تجھ سے، اس کی پہلی بیوی مر " یہ بتاتے ہوئے ان کا خود کا دل خون ہوا تھا مگر وہ مجبور تھیں "چکی ہے دو بچے ہیں

وانیہ جلدی سے بولی وہ انہیں بتانا چاہتی تھی کے ہادی "مگر اماں جان ہانیہ کے۔۔" ہانیہ کو پسند کرتا ہے

ہانیہ کے منہ سے نکلے الفاظ وانیہ کے باقی "مجھے منظور ہے، آپ انہیں ہاں کر دیں" لفظ کھا گئے، وہ ساکت سی کھڑی ہانیہ کو دیکھ رہی تھی، جو جواب دے کر اٹھ کر اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئی

ہانیہ کیوں کیا تونے ایسا؟ بتایا کیوں نہیں اماں کو کے ہادی بھائی تجھ سے شادی کرنا" وانیہ اس کے پیچھے آتے اس کی بازو تھام کر بولی "چاہتے ہیں؟

وہ سرد سے لہجے میں بولی تو وانیہ نے اسے "کیونکہ مجھے ہادی سے شادی نہیں کرنی" یوں دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو

تم پاگل ہوگئی ہو ہانیہ؟ ایک پہلے سے شادی شدہ مرد اور دو بچوں کے باپ کو تم ہادی" وانیہ کا دل چاہا اس کے کھینچ کر "بھائی پر فوقیت دے رہی ہو؟ تمہارا دماغ سہی ہے؟ ایک لگائے

میں تمہیں جوابدہ نہیں ہوں وانی، مجھے جو ٹھیک لگے گا میں وہی کروں گی، مجھے اکیلا" ہانیہ کے انداز میں زرا سی بھی تبدیلی "چھوڑ دو، اور جاتے ہوئے دروازہ بند کر دینا نہیں آئی تھی

وانیہ غصے سے اسے دیکھتے وہاں سے باہر نکل گئی۔ باہر آتے "تم پاگل ہو چکی ہو ہانیہ" اس نے ہادی کو فون ملایا جس کا نمبر انریچ ایبل آ رہا تھا۔ منیب کا موبائل بھی نہیں لگ رہا تھا

ہادی بھائی، جہاں بھی ہیں پلیز جلد از جلد واپس آ جائیں، ہانیہ اپنی زندگی تباہ کر رہی" اس نے وٹس ایپ پر وائس نوٹ چھوڑا۔ تا کے جب "ہے روک لیں اسے آ کر پلیز بھی سگنلز ملیں اسے میسج مل جائے

وانیہ ہانیہ کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتے دل "یااللہ پلیز سب ٹھیک ہو جائے" سے بولی۔ ناجانے ہانیہ کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ کیوں کر رہی تھی وہ اپنے ساتھ ایسا؟؟

@@@@@@@@@

حال۔۔۔۔

"خان، خان کہاں ہیں آپ؟ کب سے ڈھونڈ رہی ہوں آپ کو۔ باباسائیں سے اجازت لے لی ہے اگر لاہور جانا ہے تو پیکنگ کر لیں؟" وہ اسے ڈھونڈتے پوری حویلی میں پھر رہی تھی اسے لان میں دیکھ کر وہیں آ گئی

خانم آپ جانتی ہیں ہمیں لازمی جانا ہے تو پھر؟ آپ سامان پیک کر لیں، شام تک" وہ اپنی حسین سی بیوی کو دیکھتے محبت سے بولا "نکلیں گے

وہ اس کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے بولی "کیا باقی سب پہنچ گئے؟"

ہمم، بس پہنچنے والے ہیں، ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا ہے، کئی دلوں میں" ناراضگیاں ہیں تو کئی دل بدگمان ہیں۔ ہمیں اس بار سب کے دل صاف کرنے ہوں وہ سنجیدگی "گے، کیونکہ زندگی ان بدگمانیوں اور ناراضگیوں کے لیے بہت چھوٹی ہے سے بولا تو وہ بھی اداسی سے سر ہلا گئی

زندگی تو سب کی بہت زیادہ بدل گئی ہو گی۔ میں دوبارہ ان سب سے ملنے کے لیے"

وہ اشتیاق سے مسکراتے بولی تو وہ "بہت زیادہ پُرجوش ہوں، انتظار نہیں ہو رہا اب

اسے دیکھ کر رہ گیا

یہ وہ لڑکی تھی جسے اس نے بہت سی تکالیف دیں تھیں۔ اس سے بھاگتا رہا، اسے اپنا نصیب ماننے کو تیار نہیں تھا وہ مگر قسمت نے دکھا دیا تھا کے وہی تو تھی اس کی ساتھی۔ جس نے زندگی کے ہر موڑ پر اس کا ساتھ دیا تھا

گل کی آواز پر بلال مڑا، جو دو سالہ چھوٹی سی گڑیا کو اٹھائے ان کی سمت "بلال" آ رہی تھی۔ وہ دونوں اسے دیکھتے مسکرا دیے

گل نے وہ بچی منزہ کی سمت بڑھائی۔ جبکہ "یہ بہت رو رہی تھی منزہ، لو اسے سنبھالو" بلال اپنی زندگی میں آنی والی ان دونوں خواتین کو دیکھ کر رہ گیا۔ جن کی اس کی زندگی میں بلکل الگ الگ جگہ تھی

آپی آپ کی حالت ایسی نہیں ہے کے اسے اٹھائے اٹھائے پھریں، آرام کرنا چاہیے" منزہ اس گڑیا کو بلال کو دیتے خود گل کو تھامے اندر بڑھ گئ "آپ کو

بلال اس کی اعلیٰ ظرفی اور اخلاق پر اس کی پشت کو دیکھتا مسکرا دیا۔ پھر اپنی بیٹی کی سمت متوجہ ہوتے اس سے کھیلنے لگا۔ زندگی بہت زیادہ حسین ناں سہی بہت حد تک پُر سکون ضرور تھی۔

@@@@@@@@@

وہ سب لوگ تقریباً چار بجے بلال کی حویلی پہنچے تھے، گاڑیوں سے نکل کر حویلی کے اندر آئے تو سامنے ہی شمشیر خان اور توقیر خان ان کے انتظار میں کھڑے تھے، ساتھ شمیر بھی تھا۔

بلال آ کر ان کے سامنے جھکا ان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا "السلام علیکم بابا سائیں" گیا۔ جس پر وہ سر ہلا گئے۔ باقی سب سمجھ گئے تھے کے انہیں منانا اتنا بھی آسان کام نہیں ہے۔

بابا سائیں، یہ میرے دوست ہیں جن کا میں آپ سے فون پر ذکر کرتا تھا۔ یہ سب" بلال ان سب کی طرف اشارہ کرتے بولا "آپ سے ملنے آئے ہیں

انہوں نے سرد مہری سے پوچھا تو عبید جو ان "یہ لڑکیاں بھی تمہاری دوست ہیں؟" سے ملنے کے لیے آگے آیا تھا بلال کو بولتا دیکھ اس کا ہاتھ دبا گیا

انکل یہ منزہ ہے، صائم کی بہن، یہ مشعل ہے صائم کی منگیتر بھی ہے اور ہماری کلاس" میں بھی پڑھتی ہے، اور یہ عیشال ہے، یہ بھی ہمارے ساتھ پڑھتی ہیں اور منیب کی عبید نے سلیقے سے ان سب کا تعارف کروایا "منگیتر بھی ہیں

انکل ویسے آپ کا نام ماشاءاللہ بہت سجتا ہے آپ پر، بلکل تلوار کی دھار جیسی" ہادی ان سے مصافحہ کرتے سنجیدگی سے بولا "شخصیت ہے آپ کی

شمشیر خان نے کچھ پل اسے غور سے دیکھا، ہادی کو لگا جیسے وہ کچھ غلط کر گیا ہے اسی لیے ڈرتے ڈرتے انہیں دیکھنے لگا جو چند لمحوں بعد مسکرا دیے۔

شمشیر خان مسکرا کر "تمہارا یہ دوست کافی عقل مند لگتا ہے بلال، آو بچو اندر آو" بولے تو ان سب نے گہرا سانس لیا، جبکہ ہادی انہیں مڑ کر دیکھتے آنکھ دبا گیا

وہ ان تینوں کو دیکھتے بولے تو وہ "بچیو تم سب اس طرف زنان خانہ ہے وہاں چلی جاؤ" سر ہلاتے چل دیں۔ سامنے ہی اندر بی بی جان اور گل صوفے پر براجمان تھیں

منزہ نے انہیں دیکھتے سلام کیا تو گل ان کی طرف مڑی، گل کو دیکھتے "السلام علیکم" وہ تینوں ساکت ہوئی تھیں

سرخ و سفید پٹھانوں جیسی رنگت، نیلی آنکھیں، ستون ناک، بھرے بھرے گلابی لب، گول پھولا پھولا کیوٹ سا چہرہ اور ہاتھ پاؤں، متوازن قد اور سراپے کے ساتھ وہ بے تحاشہ حسین لڑکی تھی۔

منزہ کو اس کے سامنے اپنا آپ کم تر دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ جس منظر میں تھی وہاں اس کے حسن کی بدولت ہر چیز پسِ منظر میں چلی گئی تھی۔ منزہ کے دل میں لگی جلن کی چنگاری کو ہوا ملی تھی

اتنی حسین لڑکی کو ٹھکرا کر بلال کیونکر اس سے شادی کر رہا تھا. اسے ساکت سا کھڑا دیکھ کر عیشال اور مشی نے اسے ہلایا۔ جس پر وہ ہوش میں آئی

بی بی جان سے حقیقتاً انہیں نہیں پہچانا تھا۔ "وعلیکم السلام؟"

عیشال سلیقے "بی بی جان ہم بلال کے ساتھ پڑھتی ہیں، اور اسی کے ساتھ آئے ہیں" سے بولی تو بی بی جان خوشی خوشی اٹھیں

بی بی "ماشاءاللہ بخیر بخیر، او بیٹا بیٹھو، گل جاؤ بیٹا بہنوں کے لیے کچھ کھانے کو لائیں" جان ان سب کو بیٹھاتے گل سے بولیں۔ جس پر وہ سر ہلاتے چل دی

بی بی جان کی آواز پر منزہ چونکی مگر پھر انہیں دیکھا جو "تم میں سے منزہ کون ہے؟" مشعل اور عیشال کے اشارے پر اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔

@@@@@@@@

منزہ ان کے تاثرات دیکھتی آہستہ سے بولی، دل عجیب خوف "جی میں ہوں منزہ" سے دھڑک رہا تھا۔ نا جانے کیا کہنے والی تھیں وہ اور منزہ کو کیسی جانتی تھیں؟ کئی سوال اس وقت منزہ کے دل و دماغ میں گردش کر رہے تھے

تب ہی وہاں گل آئی تو وہ پُرجوش سی ہوتیں اس سے "گل، دیکھو یہ ہے منزہ" بولیں۔ گل بھی منزہ کو دیکھ کر مسکرا دی

گل ان کے ساتھ بیٹھتے بولی تو "اماں سائیں بلال کے پسند ایسی ہی پیاری ہو سکتی ہے" منزہ بے ساختہ جھنپتے سر جھکا گئی، اسے تو لگا تھا وہ سب بے خبر ہوں گے

عیشال اور مشعل بھی حیران پریشان تھیں، مطلب شکر تھا "آپ جانتی ہیں سب؟" خواتین میں سے کسی کو منانا نہیں پڑنا تھا

بلال بھلے ہی مجھ سے بہت سال چھوٹا ہے مگر ہماری دوستی مثالی رہی ہے، لاہور" جانے کے بعد اکثر فون پر بات ہوتی تھی ہماری، اس کی باتوں میں سب سے زیادہ ذکر

منزہ کا ہی ہوتا تھا، منزہ ایسی ہے ویسی ہے۔ وہ اپنی طرح سے کوشش کرتا تھا منزہ میں کوئی خامی نکال سکے، جس سے اپنے دل میں موجود جذبات چھپا سکے، مگر میری تو " نظروں کے سامنے پلا بڑھا ہے وہ، میں بہت پہلے سمجھ گئی تھی وہ منزہ کو چاہنے لگا ہے گل کی اردو بہت اچھی تھی، یوں لگتا تھا جیسے وہ خود بھی پڑھی لکھی ہو۔

منزہ کا دل جہاں سرشار ہوا تھا وہیں اسے شرم بھی آ رہی تھی "پلوشہ کہاں ہے؟" تب ہی بات بدل گئی، پلوشہ سے تو وہ سب مل چکے تھے، اسی لیے اس کا پوچھا

بلال کی اماں "پلوشہ سکول گئی ہے، ابھی آتی ہی ہو گی، آپ لوگ لو ناں بیٹا کچھ" سائیں ان سب سے بہت محبت سے پیش آ رہی تھیں۔

"اماں سائیں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، چاچا سائیں تو کبھی نہیں مانیں گے، خدا جانے کیا
اچانک گل کی پریشاں آواز پر وہ سب بھی پریشان ہو گئیں "ہو گا؟

"بلال کا یوں اچانک آنے کا مقصد صاف ہے، وہ اپنے بابا سائیں سے بات کرنے ہی آیا
اماں سائیں خود پریشان تھیں۔ کیونکہ وہ "ہے، مگر یہ سب بلکل آسان نہیں ہو گا
اپنے شوہر کو جانتی تھیں

"اگر اماں سائیں زندہ ہوتیں تو شاید انہیں منانا آسان ہوتا، مگر اب چاچا سائیں ان کی
گل اداسی سے بولی، "آخری خواہش سے اتنی آسانی سے دستبردار نہیں ہوں گے
بلال کی تائی اماں وفات پا چکی تھیں۔ اور گل اود بلال کا رشتہ بھی انہی کی مرضی تھا۔
جسے وہ سب آخری خواہش سمجھ کر پورا کرنا چاہتے تھے

گل دیکھو تم نے اپنی پریشانی میں منزہ کو بھی پریشان کر دیا ہے، فکر مت کرو منزہ" اماں سائیں منزہ کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر بولیں "بیٹا، سب ٹھیک ہو جائے گا

اماں سائیں اگر بابا سائیں ناں مانے تو؟ انہیں بولیں مجھے چاہے اس گھر کا کوئی چھوٹا سا" "کونا ہی دے دیں، بس بلال کو مجھ سے مت چھینیں، میں نہیں رہ سکتی بلال کے بنا منزہ ان کے پاس آکر نیچے بیٹھتے ان کے گھٹنوں پر سر رکھتے رو دی

اماں سائیں وہ اس کا بلال "ہمت نہیں ہارتے بیٹا، تمہارے بابا سائیں مان جائیں گے" کے انداز میں تھی انہیں پکارنا بہت پیارا لگا

اور ہماری بیٹی تو ہے بھی اتنی پیاری، دیکھنا تمہارے بابا سائیں تمہارا پیارا سا چہرہ دیکھ "کر مان جائیں گے" اماں سائیں اس کا سر تھپکتے بولیں۔ منزہ کا دل پوری شدت سے دھڑک رہا تھا۔ ناجانے کیا ہونے والا تھا۔

@@@@@@@@

شمشیر خان "اور سناؤ جوانو، کیا ارادے ہیں آگے؟ ڈگری تو پوری ہو گئی تم سب کی" ان سب کو دیکھ کر بولے۔

انکل ان سب کے والد صاحب کا بزنس ہے اور اب یہ سب بزنس پڑھ کر ان کے " ہادی نے بڑے باادب طریقے سے ان سب کو "نقشِ قدم پر چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں چھیڑا تھا

انہوں نے توپوں کا رخ ہادی کی طرف موڑا تو وہ "اور بیٹا آپ کیا ارادہ رکھتے ہیں؟" ڈھٹائی سے مسکرا دیا

انکل مجھے تو طارق صاحب کہتے ہیں میں اگر بزنس میں گھس گیا تو جو تھوڑا بہت ان کا" کام چلتا ہے وہ بھی ٹھپ کرواوں گا، اسی لیے میں تو ویلے بیٹھ کر کھانے کی نیت کر چکا ہادی ہلکے پھلکے لہجے میں بولتا ان سب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا "ہوں

شمشیر خان کچھ کچھ سمجھ گئے تھے مگر پھر بھی اپنی "اور یہ طارق صاحب کون ہیں؟" تسلی کو پوچھا۔ جس پر وہ دانت دکھا گیا

میری ڈارلنگ مما کے قابلِ قبول صورت شوہر، میرا مطلب میرے والدِ محترم" اس کے شرارت میں عزت کے لگائے گئے "عزت مآب جناب میر طارق صاحب تڑکے کو سن کر شمشیر خان اور توقیر خان بھی قہقہ لگا گئے

شمشیر "بھئی تم تو بڑے دلچسپ انسان ہو ہادی، پہلے کیوں نہیں آئے ہم سے ملنے؟" خان ہادی کو دیکھتے ہلکے پھلکے انداز میں بولے

ہادی زیرِ لب بڑبڑایا تو ساتھ "پہلے اس نے رشتے کا رولا ہی نہیں ڈالا ورنہ پہلے آجاتا" بیٹھے بلال نے اسے کہنی ماری

شمشیر خان اسے کے ہلتے لب دیکھ کر بولے۔ جس پر وہ نفی میں "کچھ کہا تم نے؟" سر ہلا گیا

ہادی مسکرا کر بولا، ان "نہیں انکل، پڑھائی سے فرصت ہی نہیں ملی ورنہ ضرور آتا" چاروں کو ہادی کا تمیز دارانہ لہجہ سن کر ہی غش پڑ رہے تھے

"شام ہو رہی ہے بچو، تم سب تھک گئے ہو گے، بلال، ان سب کو ان کے کمرے دکھا دو، تم سب تازہ دم ہو لو پھر کھانے پر ملتے ہیں" توقیر خان ان سے بولے تو وہ سر ہلا گئے

بلال ان سب کے ساتھ اٹھتا ہوا باہر نکل گیا۔ ان سب کو اوپر ان کے کمرے دکھاتے وہ نیچے اماں سائیں سے ملنے آ گیا۔ جو لاونج میں منزہ کو ساتھ لیے بیٹھیں تھیں۔ وہ انہیں دیکھ کر مسکرا دیا اور آ کر ان کے دوسری سمت بیٹھا

"کیسی ہیں اماں سائیں" ان کے گرد بازو حائل کرتے محبت سے پوچھا، منزہ اس کے یوں ہاتھ رکھتے پر تھوڑا سا پیچھے ہٹی، اماں سائیں اس کی جھجک دیکھ کر مسکرا دیں

اماں سائیں اس کا ماتھا چومتے بولیں۔ "میں بلکل ٹھیک ہوں، تو بتا تو کیسا ہے؟"

بلال منزہ کو دیکھ "اماں سائیں میں پہلے ٹھیک نہیں تھا مگر اب بلکل ٹھیک ہو گیا ہوں" کر بولا تو منزہ نے اسے گھورا، وہ سڑیل ہی سہی تھا، اب تو وہ بلکل ہی بے شرم ہو گیا تھا

اماں سائیں اس کی نظروں کی چوری پکڑ چکیں "میری بیٹی کو تنگ مت کیا کر بلال" تھیں اس کا کان کھینچتے بولیں

بلال ہنستا ہوا بولا تو انہوں نے "اماں میری مجال جو میں آپ کی بیٹی کو تنگ کروں"

بے ساختہ ماشاءاللہ پڑھا

بلال کا رخ اب گل کی سمت متوجہ ہوا جو سامنے صوفے پر "کیسی ہیں گل آپ؟" بیٹھی مسکرا کر انہیں ہی دیکھ رہی تھی

وہ مسکرا کر شرارت سے بولی تو بلال "تمہارے سامنے ہوں، کیسی لگ رہی ہوں؟" ہنس دیا، جبکہ منزہ کو انہیں ساتھ مسکراتا دیکھ کر بلکل اچھا نہیں لگا تھا، جلن اس کے چہرے پر صاف جھلک رہی تھی

او میرے اللہ، بلال تم اس سوال کا جواب مت دینا، ورنہ تمہاری منزہ مجھے چھوڑے" گل منزہ کا چہرہ دیکھ کر بولی تو وہ چہرہ "گی نہیں، ہاہاہاہاہاہا، منزہ تم سچ میں جل رہی ہو؟ جھکا گئی، جبکہ بلال کا قہقہ بے ساختہ تھا

آپ کی سوچ ہے گل، منزہ زیدی بلال خان کے سائے تک کو کسی اور سے مخاطب " بلال شرارت سے اسے دیکھتے "ہو تا نہیں دیکھ سکتیں، شکر کریں ابھی چپ بیٹھی ہے بولا تو وہ جھنپ گئی

بلال خان کو منزہ زیدی جیسی لڑکی ہی قابو کر سکتی ہے بیٹا، ورنہ تم تو ٹھہرے اڑیل " گل بھی اس کا ساتھ دیتے بولی تو اماں سائیں مسکرا دیں "گھوڑے

اماں "گل ان تینوں کو ان کا کمرہ دیکھا دو بیٹا، یہ لوگ بھی کچھ دیر آرام کر لیں" سائیں گل سے بولیں تو وہ ان تینوں کو لیے ان کے کمرے میں کی سمت چل دی

@@@@@@@@@

"کیا؟؟ تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے بلال خان؟ کیا سوچ کر تم نے یہ گھٹیا بات کی ہے؟" شمشیر خان کی دھاڑ کر وہ سب کے سب ہل کر رہ گئے، اس وقت مردان خانے میں عدالت لگی تھی۔ جس میں بلال مجرم بنا کھڑا تھا

باباسائیں میں جو بھی کہہ رہا ہوں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں، میں گل سے شادی نہیں کروں گا، انہیں ہمیشہ بڑی بہن کی نظر سے دیکھا ہے میں نے" بلال کے لہجے میں زرا سا بھی خوف نہیں تھا، جبکہ ان کی آوازیں مردان خانے کے ساتھ موجود لاونج میں صاف جا رہی تھیں۔

تو کس کو اس نظر سے دیکھا ہے تم نے بلال خان؟ اور گل کا اور تمہارا رشتہ بچپن سے" ان کی سرد ترین آواز پر لاؤنج "طے ہے، تم چاہو یا ناں چاہو یہ شادی ہو کر رہے گی میں موجود منزہ اور گل دونوں کانپی تھیں

آپ بلکل ٹھیک سمجھے ہیں، میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں، اور گل بھی، اسلام ہر" انسان کو اپنی پسند کا اظہار کرنے کی آزادی دیتا ہے، چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی، میں اپنے بلال کا انداز باغیانہ ہونے کے "اور گل کے ساتھ یہ ناانصافی نہیں ہونے دوں گا باوجود بدتمیزانہ نہیں تھا

تم صرف اپنی بات کرو بلال، میری بیٹی کو اس سب میں گھسیٹنے کی ضرورت نہیں" توقیر خان غصے سے بولے "ہے

معافی تایا سائیں مگر جو سچ ہے وہ سچ ہے، سردار شیر خان کے گھر والے کئی بار آپ" لوگوں سے گل کا رشتہ مانگ چکے ہیں، مگر آپ لوگوں نے ہر بار انہیں رد کیا ہے، کیوں؟ جب آپ کی بیٹی کو ایک چاہت سے بھرپور پٹھان گھرانہ مل رہا ہے تو کیوں بلال کو اب اپنے گھر والوں "ایک بے جوڑ رشتہ باندھ کر ان کے مجرم بن رہے ہیں؟ کی ضد پر غصہ آنے لگا

شمیر لالہ کم از کم آپ تو گل کے لیے سٹینڈ لیں، وہ بہن ہیں آپ کی، آپ کس طرح" بلال کا رخ اب شمیر خان کی سمت تھا "یہ سب ہوتا دیکھ سکتے ہیں

بلال تم کچھ نہیں جانتے، میں انہیں سمجھا سمجھا کر تھک چکا ہوں، صرف جائیداد کی" بات ہے تو شیر خان کچھ بھی لینے سے انکار کر چکا ہے۔ پہلے تو شیر خان کے گھر والے

رشتہ مانگتے تھے، لیکن اب اگر گل کو کسی نے ناں اپنایا تو اس کی بے رنگ زندگی کا ذمہ دار کون ہو گا؟" شمیر بھی بلال کے ساتھ ہی ان کے سامنے آ کھڑا ہوا

"ہم آج بھی گل کو اسی چاہت سے مانگنے آئے ہیں" شمشیر خان کے والد کی آواز پر ان سب نے داخلی دروازے کی سمت دیکھا شیر خان

@@@@@@@

کل رات۔۔۔۔۔

رات کو کھانے سے فارغ ہو کر وہ پانچوں کمرے میں آئے تو ہادی بلال کے پاس آتے بولا "بلال مجھے شیر خان کے گھر والوں کا نمبر چاہیے، کیا تمہارے پاس ہے؟"

بلال حیرت سے اسے دیکھتے بولا جو اب نا جانے کونسی پھلجھڑی چھوڑنے والا تھا "کیوں تم کیا کرو گے ان کے نمبر کا؟"

ہادی بات کو گول کرتے اس سے بولا "ہے ایک کام، تم بتاؤ تم کب کرو گے انکل سے بات؟"

"میں کل صبح ہوتے ہی بابا سے بات کروں گا، جتنی دیر ہو گی بات اتنی بگڑے گی" بلال سنجیدگی سے بولا تو وہ سر ہلا گیا

بلال تحمل سے بات کرنا، ورنہ جو تمہارے ابا کی بندوق لٹک رہی تھی ناں آج پیچھے " منیب مصنوعی سنجیدگی سے بولا تو وہ سب ہنس دیے "اسی سے ہمارا کام تمام کریں گے

فکر مت کرو، ان کی گولی اگر کسی کے حصے میں آئی تو میرے حصے میں ہی آئے گی، تم" بلال ہنس کر بولا تو وہ سب بھی مسکرا دیے "سب مہمان ہو بچت ہو جائے گی

عبید سنجیدگی سے "اور تجھے لگتا ہے ہمارے ہوتے ہوئے گولی تجھے چھو بھی سکے گی؟" بولا تو بلال اس کے گلے سے آ لگا، جس پر باقی سب نے بھی ان کے گرد بازو پھیلائے۔

کچھ دیر بعد ہادی نے شیر خان کو فون کر کے اپنے گھر والوں کو بھیجنے کا کہا تھا۔ جس پر وہ اتنی ایمر جنسی پر حیران ہوا مگر اسے گل سے سچی محبت تھی تب ہی فوراً مان گیا۔ اب صرف کل صبح کا انتظار تھا۔

اگلے دن صبح شمشیر خان، توقیر خان کے علاوہ شمیر خان بھی مردان خانے میں تھے جب وہ پانچوں وہاں پہنچے۔

شمشیر خان ان سب کو دیکھتے "تم بچے اب آئے ہو تو بلال کا نکاح کروا کر ہی جانا" ہوئے بولے تو بلال بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھا

بلال کی آواز پر وہ تینوں بھی اپنی جگہ پر "میں یہ شادی نہیں کروں گا بابا جان""
کھڑے ہوئے۔ انہیں بلال سے اس دیدہ دلیری کی توقع نہیں تھی تب ہی وہ غصے سے
کھول اٹھے۔ مگر اب شبیر خان کی آمد نے کہانی کو نیا رخ دیا تھا۔

@@@@@@@@@

ابھی بھی وقت ہے شمشیر خان، اپنی بیٹی اور ہمارے بیٹے کی خوشیوں کی خاطر مان"
انہوں نے شمشیر خان سے کہا جو اب بھی اپنی ضد پر قائم تھے "جاؤ

میں اس سارے فساد کی جڑ ہی مٹا دوں گا، بلال خان تمہیں اپنی روایات سے بغاوت"
شمشیر خان پیچھے دیوار سے لٹکتی بندوق لیے اس کی سمت بڑھے۔ "کی سزا بھگتی ہو گی

وہ سب کے سب ایک ہی جست میں بلال کے سامنے آہنی دیوار بنے تھے۔ ان کے ہوتے ان کے دوست پر کوئی آنچ آتی تو لعنت تھی ان کی دوستی پر۔ وہ تو دوست پر جان دینے کے قائل تھے

ہٹ جاؤ سامنے سے، بلال خان کو اس کے کیے کی سزا مل کر رہے گی، تم سب" شمشیر خان غصے سے دھاڑے تو منزہ کا ضبط جواب دے "بے موت مارے جاؤ گے گیا

باباسائیں، اگر آپ کو کسی کی جان لینی ہے تو میری لے لیں، میں ہوں وہ لڑکی جس" کی وجہ سے بلال نے اپنی روایات توڑی ہیں، اگر کسی کو سزا ملنی چاہیے تو وہ میں ہوں،

"مار دیں مجھے کیونکہ جیتے جی منزہ زیدی بلال خان کو کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی منزہ عین شمشیر خان کی بندوق کے سامنے آ کر رکتے بولی

وہ سب تڑپ کر اس کی سمت بڑھے "منزہ نہیں، منزہ ہٹو، پاگل ہو گئی ہو، زی بھائی" مگر وہ ہاتھ اٹھاتے انہیں روک گئی

منزہ پاگل مت بنو، انہیں مجھے مارنا ہے تو مار دیں، مگر میں تمہیں کچھ نہیں ہونے" بلال منزہ کے پاس آیا جس کی آنکھوں میں موت سے زیادہ بلال کو کھو "دوں گا دینے کا خوف تھا

نہیں بلال، اس سب کی وجہ میں ہوں تو سزا کی حقدار بھی میں ہوئی، میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی تکلیف چھو بھی نہیں سکتی، کہا تھا ناں بابا سائیں کے قدموں میں بھی منزہ کی بے خوفی پر "گرنا پڑا تو تمہاری خاطر وہ بھی کر جاؤں گی، تو اب وقت آ گیا ہے وہاں موجود ہر شخص حیران تھا

اور میں نے بھی تو کہا تھا ناں، زندگی بھر تمہیں کسی کے سامنے جھکنے نہیں دوں گا، " بلال بھی اسی کے انداز میں بولا "چاہے وہ کوئی میرا باپ ہی کیوں ناں ہو

شمشیر خان بندوق جھکاتے ایک دم زور سے دھاڑے تو "گل۔۔۔گل یہاں آؤ" گل ہل کر رہ گئی، پھر کچھ سہم کر مردان خانے میں داخل ہوئی، اس کا چہرہ نقاب میں ڈھکا ہوا تھا

انہوں نے اسے دیکھتے پوچھا جو ان کے سوال "کیا تم بھی شیر خان کو پسند کرتی ہو؟" پر چند لمحے گنگ رہ گئی، کب سوچا تھا اس نے کے وہ یوں پوچھیں گے

بامشکل ہمت کرتے زبان کھولی جس پر وہ ہنکار ابھر کر رہ گئے "ج۔۔۔جی چاچا سائیں"

"شبیر خان، اگلے ہفتے آکر اپنی امانت لے جانا، پورے دھوم دھام سے، اور صائم زیدی، گھر جا کر اپنے گھر والوں کو بتا دینا اگلے مہینے ہم اپنی بیٹی کو لینے آئیں گے" شمشیر خان بات کے آخر میں ان سب کا چہرہ دیکھتے مسکرائے، منزہ، گل اور بلال تو صدمے سے گنگ کھڑے تھے۔ انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا

کیا ہوا بچو؟ یقین نہیں آرہا، سچ تو یہ ہے کے شمشیر خان کی بہو کو ایسی ہی دلیر ہونا سجتا" ہے، جو کسی سے نا ڈرے، آج جس بہادری سے منزہ نے بلال کی ڈھال بن کر سچ بتایا ہے گل ایسا کبھی ناں کر پاتی، شاید اللہ نے میرے شیر بیٹے کے لیے اسی شیرنی کو بنایا شمشیر خان منزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تو وہ سب مسکرا دیے "ہے

یاہووووو، ارے انکل پہلے بولنا تھاناں، خامخواہ ان لوگوں کو اتنا ارجینٹ بلایا ہے میں" ہادی کی زبان پھر "نے، پہلے ہی زی بھائی کو آپ سے ملوا دیتے سارا چکر ہی ختم ہو جاتا چلی تو سب قہقہ لگا

شمشیر خان مصنوعی سنجیدگی سے ہادی کو دیکھتے "تو یہ سارا پنگا تمہارا کیا ہوا ہے؟" بولے

نہیں انکل، باقی سارا کارنامہ توزی بھائی اور بلال کا ہے، میں نے تو صرف شیر خان "
ہادی ہنس کر بولا تو وہ سب "کے گھر والوں کو بلایا ہے، ورنہ میں تو بہت معصوم ہوں
بھی ہنس دیے

اس معصوم بچے نے اب بلال کی شادی پر سب سے زیادہ بھنگڑے ڈالنے ہیں، ورنہ "
انہوں نے بندوق اوپر کرتے اس کا رخ ہادی کی سمت "یہ بندوق دکھ رہی ہے ناں؟
کیا

ارے ارے میں ناچ ناچ کے فرش توڑ دوں گا، بس یہ نیچے کرلیں، ابھی تو مجھ "
ہادی ڈرنے کی اداکاری کرتے بولا "غریب کی شادی بھی نہیں ہوئی

شمیر خان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا "وہ جلد ہو جائے گی، فکر مت کرو"

ہادی کے عاجز انداز پر "انشاء اللہ انشاء اللہ، بس آپ سب بزرگوں کی دعا چاہیے" محفل ایک بار پھر خوش رنگ ہوئی تھی۔ بلال منزہ کو دیکھتے مسکرایا تو وہ سر جھکا گئی

@@@@@@@@@

اگلے دن وہ لوگ واپس لاہور کے لیے نکلے تھے، راستے میں سگنل اتے ہی ہادی نے موبائل نکالتے وٹس ایپ کھولا تو وانیہ کا وائس میسج دیکھ کر حیران ہوا۔ جلدی سے وائس میل پلے کیا تو اس کی آواز سنتا ساکت ہوا۔ اس نے جلدی سے وانیہ کو کال ملائی

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ بغیر "ہیلو وانیہ، تمہارے میسج کا کیا مقصد تھا؟ کیا ہوا ہے؟" اس کا ہیلو سنے ہی شروع ہو گیا

ہادی بھائی جلدی آجائیں، ہانیہ پاگل ہو گئی ہے، اس نے۔۔۔، آپ پلیز کچھ کریں، " وانیہ نے پریشانی سے اسے ساری بات بتائی۔ منیب جو اس "ورنہ کچھ غلط ہو جائے گا کے ساتھ ہی بیٹھا تھا خود بھی اس کی بات سنتا پریشان ہو چکا تھا

ہادی کے لبوں سے بے یقینی سے چند الفاظ "وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟" پھسلے تھے۔

ہادی کو لاہور میر ولا چھوڑتے، وہ لوگ آگے بڑھے تھے۔ عیشال، منزہ اور مشعل کو عبید اور صائم نے گھر چھوڑا تھا۔ وہ سب ہادی میر طارق اور ثمینہ بیگم کے ساتھ جانے والے تھے۔ وہ تو ابھی ہی جانا چاہتا تھا مگر منیب نے اس کی حالت دیکھتے اسے زبردستی گھر بھیجا

وہ شکستہ قدموں سے اندر آیا تو لاونج میں موجود "ہادی، میری جان کیا ہوا تمہیں؟" ثمینہ بیگم اسے دیکھتے پریشانی سے اسے دیکھتے اس کی سمت بڑھا۔

وہ ان کے گلے لگتے اداسی سے بولا تو ثمینہ بیگم کا دل غیر معمولی انداز میں "مما۔" دھڑکا۔

ثمینہ بیگم اسے خود سے "ہادی میرا بچہ، بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے؟ مجھے فکر ہو رہی ہے" الگ کیے کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے بولیں

مما ہانیہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟ وہ جانتی ہیں میں ان سے محبت کرتا" ہوں۔ خود سے زیادہ، اپنی سانسوں سے زیادہ تو پھر وہ کیسے مجھ پر اس شخص کو فوقیت وہ بچوں کی طرح ان کے ہاتھ تھامتے بولا "دے سکتی ہیں

مما انہیں بولیں ناں میرے ساتھ ایسا مت کریں، میر ہادی نے پوری زندگی میں" صرف ایک لڑکی کو چاہا ہے اور وہ ہانیہ سلطان ہیں مما، ان کو بتائیں ناں میں ان کے بغیر اس کا بے چین انداز دیکھتے ثمینہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو چھلکے۔ "نہیں رہ سکتا

ہر کسی کو ہنسانے والا، ہر کسی کا خیال رکھنے والا ان کا بیٹا آج اپنی خوشی کی خاطر اس حال تک آگیا تھا۔ وہ گواہ تھیں اس کی ہانیہ کے لیے محبت کی۔

بس میری جان، سنبھالیں خود کو، میں بات کروں گی ہانیہ سے، انہیں اپنے بیٹے کے" اسے سمجھاتے، "لیے مانگوں گی۔ میری جان ہانیہ آپ کی ہیں اور آپ کی ہی ہوں گی اس کا ہاتھ تھپتھپاتے بولیں تو وہ سنبھلا

بلکل، ہانیہ میری ہیں، انہیں ہر قیمت پر میرا ہونا ہی ہوگا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ " ایک دم ہی وہ پُر عزم سا ہو گیا تھا۔ "میں جیتے جی انہیں کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا

بلکل، آپ جا کر کچھ دیر آرام کر لو، ہم کل صبح ہوتے ہی گاؤں کے لیے نکلیں گے، " ثمینہ بیگم اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے بولیں تو وہ "مجھے پورا یقین ہے ہانیہ مان جائیں گی اٹھ کر اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔

نیند آج کس کمبخت کو آنی تھی۔ مگر وہ اتنی آسانی سے اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔ کمرے میں آ کر کتنی ہی دیر شاور کے نیچے کھڑا رہ کر اس نے اپنے کھولتے جذبات کو ٹھنڈا کیا تھا۔ کیونکہ وہ غصے میں کچھ غلط نہیں کرنا چاہتا تھا

@@@@@@@@

منیب کو گاؤں پہنچتے رات ہو چکی تھی۔ وہ بنا آرام کیے یا بنا اماں جان سے ملے اوپر ہانیہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو کچھ دیر بعد ہانیہ کے پوچھنے پر اندر بڑھا

منیب نے سنجیدگی سے پکارا تو ہانیہ جو سونے کے لیے لیٹی تھی اٹھ بیٹھی۔ منیب "ہانیہ" کا آنا اچانک اور حیران کن تھا

اس نے اپنی حیرت کم کرنے کے لیے اسے پکارا جس پر وہ ہمم کر گیا۔ "منیب بھیا"

کیوں کیا تم نے ایسا ہانیہ سلطان؟ اور کس کی اجازت سے تم نے اپنی زندگی کا اتنا بڑا" منیب سرد اور "فیصلہ اکیلے کر لیا؟ اپنے بھائی کو پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا تم نے؟ سنجیدہ لہجے میں بولا۔ ہانیہ اس کے انداز پر حیران تھی۔ وہ کبھی اس سے اس طرح بات نہیں کرتا تھا

بھائی کبھی ناں کبھی تو شادی کرنی ہی تھی ناں، اور میرے لیے کونسا رشتوں کی لائن" لگی تھی۔ اماں کے پاس جو رشتہ آیا اس پر میں نے ہاں کر دی، تو اس میں غلط کیا ہانیہ نہیں جانتی تھی وہ ہادی کے جذبات اور اظہار کے بارے میں جانتا ہے۔ "ہے؟

اس میں کچھ غلط نہیں تھا ہانیہ، مگر کسی کے جذبات کو روندنا غلط ہے، محبت سے اپنی" طرف بڑھے ہاتھ کو جھٹکنا غلط ہے۔ اور ہادی جیسی محبت کے ہوتے ہوئے ایک

منیب کی بات پر ہانیہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ مطلب وہ "بے جوڑ رشتہ قائم کرنا غلط ہے سب جانتا تھا۔

کیوں کیا تم نے ہادی کے ساتھ ایسا ہانیہ؟ وہ محبت کرتا ہے تم سے؟ تم کیسے اس کی" منیب اس کے سامنے آ کر بیٹھتے بولا "محبت کو جھٹلا سکتی ہو؟

محبت ان کا مسئلہ ہے بھائی، میرا نہیں۔ میں نے ان سے نہیں کہا تھا مجھ سے محبت" کرنے کو۔ میرے پاس ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کے وہ یہیں سے پلٹ ہانیہ سنجیدگی سے بولی تو منیب نے لب بھینچے "جائیں

منیب آج آر یا پار کا "کیا کمی ہے ہادی میں ہانیہ؟ کیوں قبول نہیں ہے وہ تمہیں؟" فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ اپنے دوست کی محبت کو یوں ہی نہیں جانے دے سکتا تھا۔

کمی ان میں نہیں مجھ میں ہے بھائی، وہ میر ہادی ہیں، پڑھے لکھے، خوبصورت اور" خوب سیرت انسان، جو کسی بھی لڑکی کا خواب ہو سکتے ہیں۔ مگر میں، میں کیا ہوں؟ ایک اپاہج لڑکی، جو بغیر سہارے کے کہیں آ جا بھی نہیں سکتی، میں شکوہ نہیں کر رہی مگر بے جوڑ رشتہ وہ نہیں جو آپ کہہ رہے ہیں، بے جوڑ رشتہ یہ ہے۔ ہادی کو کوئی بھی ہانیہ تلخی سے بولتے اسے "لڑکی مل جائے گی۔ مگر وہ لڑکی ہانیہ سلطان نہیں ہے ساکت کر گئی تھی۔

منیب حیرت زدہ تھا کے ہانیہ اس نہج تک سوچ رہی ہے۔ اس نے بچپن سے ہر کوشش کی تھی اس کو اس کی ذات کا اعتماد دینے میں۔ مگر پھر بھی وہ خود کو ڈی گریڈ کر رہی تھی۔

"ہانیہ ہادی تم سے محبت کرتا ہے۔ اس کے نزدیک تمہاری یہ کمی کوئی معنی نہیں رکھتی، میں تمہارا بھائی ہوں۔ اس دنیا میں اگر میں تمہارے لیے کسی پر اعتماد کر سکتا ہوں تو وہ صرف میرا ہادی ہے۔ پلیز ایک بار اپنے بھائی پر یقین کر کے تو دیکھو" منیب اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے بولا

"پلیز بھائی، میں فیصلہ لے چکی ہوں۔ اگر آپ نے دوبارہ ہادی کا ساتھ دیا یا میری بات سے اختلاف کیا تو میں ہمیشہ کے لیے یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ میری اور ہادی کی شادی کا نتیجہ ساری زندگی ہادی کو دوسروں کے باتیں سن کر بھگتنا ہو گا۔ جو میں

ہانیہ کی بات پر منیب نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ وہ اسے اپنی "ہرگز نہیں چاہتی۔ شرط میں باندھ کر اچھا نہیں کر رہی تھی

ہانیہ میں یہ نہیں کر سکتا۔ مجھے ہادی کو اس کی محبت دلانے کے لیے جو بھی کرنا پڑا" منیب اس سے اپنے ہاتھ چھڑاتے بولا "میں کر کے رہوں گا

اگر آپ نے ہادی کے سامنے میری جگہ ان کا ساتھ دیا تو آپ میرا مرا ہوا منہ " ہانیہ کی بات پر منیب ساکت ہوا۔ وہ اتنی شدت پسند کیوں ہو رہی "دیکھیں گے بھائی تھی۔ منیب ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

تم غلط کر رہی ہو ہانیہ، میں مجبور ضرور ہو گیا ہوں۔ مگر تم بھی سن لو۔ میں بھلے ہی "تمہارا ساتھ دوں، لیکن اس کے بعد ہادی جو بھی کرے گا میں اسے نہیں روکوں گا" منیب کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اس کے جاتے ہانیہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو دی۔ اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا تب سے وہ لوگوں کے طعنے تشنے سن رہی تھی۔ ہر کوئی اس کی نابینائی پر چوٹ کر کے اس کا دل چھلنی کرتا تھا۔ وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کل کو ہادی کو اس کی وجہ سے یہ سب سہنا پڑے۔ تب ہی اس نے یہ فیصلہ کیا تھا۔

@@@@@@@@

اگلے دن کا سورج طلوع ہوتے ہی ہادی نے جانے کا شور مچا دیا تھا۔ میر طارق اور ثمینہ بیگم بھی تیار ہو چکے تھے۔ کچھ ہی دیر میں صائم، عبید، عیشال، مشعل اور منزہ بھی وہاں آ گئے۔ اور یہ مختصر سا قافلہ گاؤں کی سمت روانہ ہوا۔

کئی گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیو کے بعد وہ لوگ سلطان حویلی پہنچے تھے۔ اندر آئے تو سامنے ہی منیب اور اماں جان صوفے پر براجمان تھے۔ اماں جان ان سب کو دیکھ کر حیران ہوتے ان کی سمت بڑھیں

ہادی آگے بڑھتے ان کے گلے لگا۔ جس پر وہ اسے پیار "السلام علیکم اماں جان" کرتے مسکرا دیں

اماں جان اس کا چہرہ دیکھتے "جی آیاں نوں پتر، خیر تے ہے اتنی اچانک آیا ہے؟" بولیں

جی اماں جان سب خیریت ہے۔ یہ میرے بابا ہیں میر طارق اور یہ میری مما ہیں" ہادی ان کا تعارف کرواتے بولا تو وہ مسکرا کر ان دونوں کے سر پر ہاتھ "ثمینہ بیگم پھیر گئیں

وہ دونوں بیک وقت بولے وہ سر ہلا گئیں "السلام علیکم اماں جان"

وہ سب وہیں لاونج میں موجود صوفوں پر براجمان "وعلیکم السلام پتر، آو ناں بیٹھو" ہوئے۔ ہانیہ جو نیچے ہی آ رہی تھی غیر معمولی ہلچل محسوس کرتے اس سمت آئی

اس کی آواز پر سب کا دھیان اس پر مرکوز ہوا۔ ثمینہ بیگم "اماں جان کون آیا ہے؟" تو اس پیاری سی گڑیا جیسی لڑکی کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔ اس حسین مورت سی لڑکی کی کمی پر انہیں دلی افسوس ہوا

وہ ہادی کو دیکھتے بولیں تو وہ سر ہلا گیا۔ اس نے دل کے لاکھ زور "یہ ہانیہ ہیں ناں؟" دینے پر بھی ہانیہ کو نہیں دیکھا تھا۔ شاید ناراضگی کا انداز تھا

وہ اٹھ کر اسے خود سے لپٹاتے اس کا ماتھا چومتے محبت سے بولیں۔ ہانیہ کو "ماشاءاللہ" ان سے جانی پہچانی سی مہک محسوس ہوئی۔ جس پر اس کا دل دھڑکا تھا

"اماں جان آج ہم یہاں آپ سے آپ کے گھر کی روشنی مانگنے آئے ہیں۔ ہم اپنے بیٹے میر ہادی کے لیے ہانیہ سلطان کو مانگنے آئے ہیں" میر طارق کی آواز سنتے ہانیہ ساکت ہوئی، تو وہ ہادی کی مما تھیں جن سے اسے ہادی کی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔

"بیٹا مگر۔۔۔" اماں جان تو اچانک اتنی بڑی خوشی ملنے پر نہال تھیں۔ ہادی سے بہتر بھلا ان کی پوتی کے لیے کون ہو سکتا تھا۔ ان کا دل بے ساختہ رب کے حضور سجدہ ریز ہوا تھا۔

"پلیز اماں جان، میں ہانیہ سے بہت محبت کرتا ہوں، وعدہ کرتا ہوں انہیں ہمیشہ خوش رکھوں گا۔ پلیز انکار مت کریے گا" ہادی ان کے پاس آکر بیٹھتے ان کا ہاتھ تھامتے بولا

پتر میرے لیے تو یہ بڑی خوشی کی گل ہے۔ فیروی آخری فیصلہ ہانیہ کا ہے۔ اگر اس" اماں جان اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولیں۔ "کو اعتراض نئ تو مجھے وی کوئی نہیں

ہانیہ "مگر مجھے اعتراض ہے۔ میں یہ شادی نہیں کروں گی۔ کسی بھی قیمت پر نہیں" کی آواز پر وہ سب ساکت ہوئے۔ وہ سب کے سامنے یوں کہہ دے گی اس کا اندازہ نہیں تھا انہیں

کیوں نہیں کرنی آپ کو مجھ سے شادی؟ ویسے بھی میرے لیے منیب اور اماں جان" کی اجازت ضروری ہے۔ اور وہ دونوں آپ کی بیوقوفی میں آپ کا ساتھ دیں گے یہ ہادی اماں جان کے پاس سے اٹھتا اس کے قریب آیا "میں مان ہی نہیں سکتا

ہادی منیب کی سمت آیا جو سر "بولو منیب، تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے ناں؟" جھکائے بیٹھا تھا۔ ایک طرف بہن کی قسم تھی تو دوسری طرف جان سے پیارا دوست۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔

بلا آخر "ہانیہ ٹھیک کہہ رہی ہے ہادی۔ یہ شادی نہیں ہو سکتی۔ تم اسے بھول جاؤ" بہن کی قسم جیت گئی تھی۔ وہ اسے مرتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ تب ہی سرد اور سنجیدہ لہجے میں بولا

صائم نے پہلی بار لب کشائی کی۔ "تم پاگل تو نہیں ہو گئے منیب؟ کیا بول رہے ہو؟" منزہ، عیشال اور مشعل ساکت بیٹھی تھیں۔

منیب اسی انداز میں صائم سے "یہ ہمارا پرسنل میٹر ہے صائم، سو تم اس سے دور رہو" بولا تو صائم نے اسے گھورا۔ کمینگی مار رہا تھا وہ

ہمممم، تو ٹھیک ہے، تمہیں بھی یہ شادی منظور نہیں تو ناں سہی، میں نے پہلے بھی کہا" تھا کے چاہے ساری دنیا بھی میرے خلاف ہو جائے شادی تو میں ہانیہ سلطان سے ہی کروں گا۔ اور میں اپنے موقف ایک انچ نہیں ہلوں گا، ہاں مگر اس شادی کے لیے ہادی منیب کو دیکھ کر بولتا "اپنی دوستی کھو دوں گا یہ اندازہ نہیں تھا مجھے مگر یہ بھی سہی ان سب کا دل دہلا گیا۔

منیب نے صدمے سے اسے دیکھا "ہادی۔۔۔"

نہیں منیب سلطان، تم نے ثابت کر دیا کے تم صرف ہانیہ سلطان کے بھائی ہو، "میرے دوست نہیں۔ کتنامان تھا مجھے تمہاری دوستی پر مگر تم نے آج سب کی موجودگی میں وہ مان توڑ دیا۔ مجھے لگتا تھا ساری دنیا میرے خلاف ہو گی مگر منیب سلطان میرا ساتھ دے گا۔ مگر تم تو سب سے پہلے مخالفین میں سے نکلے منیب سلطان" ہادی سنجیدگی سے بولا۔ کل سے وہ جس حال میں تھا اس پر منیب کے الفاظ نے اسے پوری طرح توڑ دیا تھا۔

ہانیہ ہرگز "آپ سے شادی ناں کرنا میرا فیصلہ ہے اس سب میں بھائی کو مت لائیں" نہیں چاہتی تھی اس کی وجہ سے ان کی دوستی ٹوٹ جائے

ہادی غصے میں "اور تمہارا بھائی پورا کا پورا ہمارے بیچ آرہا ہے اس کا کیا ہانیہ سلطان؟" آپ سے تم پر آیا تھا

میر طارق اسے دیکھتے بولے۔ "ہادی سنبھالو خود کو، کیا طریقہ ہے یہ بات کرنے کا" جو غصے سے پاگل سا ہو چلا تھا۔

آج فیصلہ ہو کر رہے گا۔ میں ہانیہ سلطان کے بغیر سانس نہیں لے سکتا بابا، دم گھٹ رہا ہے میرا، ابھی کے ابھی اگر آپ سب نے ہانیہ کو مجھے ناں سونپا تو آپ سب کھو دیں گے مجھے" اس کی سرخ پڑتی آنکھیں، اور زرد پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ سب پریشان ہو گئے تھے۔

اس نے کل صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اس پر سٹریس اور ٹینشن نے مل کر اس کی حالت غیر کر دی تھی۔ چار سال سے اس نے پل پل ہانیہ کو چاہا تھا۔ تو بھلا اب وہ کیسے اس سے دستبردار ہو جاتا۔

"ہانیہ بیٹا میں تم سے التجا کرتی ہوں مان جاؤ، ہادی بہت محبت کرتا ہے تم سے، میرے بیٹے کی زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مان جاؤ پلیز" ثمینہ بیگم ہانیہ کی سمت مڑتے بولیں

"آنٹی آپ سب سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہادی ایک ادھوری اور اپاہج لڑکی ڈیزروو نہیں کرتے، انہیں کوئی بھی اچھی لڑکی مل جائے گی، مگر مجھ سے شادی کر کے انہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا" ہانیہ خود ہادی کا غصہ سن کر سہم چکی تھی تب ہی رو دی

ہادی غصے سے اس کی سمت بڑھا، اس کا ہاتھ تھامے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ وہ پوری سپیڈ سے چل رہا تھا۔ ہانیہ بامشکل گھسیٹتے اس کے ساتھ جا رہی تھی۔ جبکہ باقی سب پریشانی سے ان کے پیچھے بھاگے

اس سے پہلے کوئی کچھ سمجھ پاتا، ہادی کمرے میں داخل ہوتے اندر سے دروازہ لاک کر چکا تھا۔ وہ سب پریشانی سے دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔ وہ جانتے تھے ہادی کچھ غلط نہیں کرے گا۔ مگر جتنے غصے میں وہ تھا انہیں ڈر تھا وہ خود کو یا ہانیہ کو کچھ کر ناں دے

منیب دروازہ کھٹکھٹاتے بولا۔ مگر دوسری سمت سے "ہادی دروازہ کھولو، ہادی۔۔"

جواب ندارد۔

میر طارق غصے سے بولے مگر وہ ہادی ہی کیا جو "ہادی یہ کیا حرکت ہے، اوپن دا ڈور" کسی کی سن لے۔ اب تو انہیں فکر ہونے لگی تھی۔

ناجانے وہ کیا کرنے والا تھا۔ مگر جو بھی تھا۔ ہادی کو اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا سوائے اس کے کے اس کی محبت اس سے دور جارہی ہے۔ باہر کھڑے وہ سب پریشانی سے مسلسل دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے

@@@@@@@@

@@@@@@@@

ہادی نے ہانیہ کو کمرے "یہ۔۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں ہادی، پلیز دروازہ کھول دیں" میں لا کر چھوڑا تو وہ جھٹکا لگنے پر گرتے گرتے سنبھلی، باہر سے آتی آوازوں پر وہ پریشان سی ہوتی ہادی سے بولی، جو کمرے میں ٹہل ٹہل کر اپنا غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا

"یہ دروازہ اب تب تک نہیں کھلے گا جب تک آپ اپنی ضد چھوڑ نہیں دیتیں، پھر باہر سے آتی آوازوں کو نظر "چاہے مجھے ساری زندگی یہاں بند کیوں ناں رہنا پڑے انداز کرتے وہ ہانیہ سے بولا۔

ضد میں نہیں آپ کر رہے ہیں، کیوں ایک اندھی لڑکی کے پیچھے اپنی زندگی خراب" کرنا چاہتے ہیں، آج جس محبت کا آپ دم بھر رہے ہیں، کیا گارنٹی ہے کے کل اسی پر ہانیہ اس کی بات پر غصے سے بولی "آپ کو پچھتانا نہیں پڑے گا؟

گارنٹی تو اس بات کی بھی نہیں ہے کے میں اگلے لمحے سانس لوں گا۔ آپ سانسوں کی مانند ہیں میرے لیے ہانیہ، آپ سے بیزار ہونے کا مطلب اپنی سانسوں سے بیزار گی ہے۔ اور بار بار خود کو اندھی بول بول کر میری محبت کی توہین مت کریں، میں نے آپ کی یہ کمی جانتے ہوئے آپ سے محبت کی تھی۔ اگر مجھے اس سے کوئی فرق پڑتا تو ہادی کو اب اس کا خود کو ڈی گریڈ کرنا " آپ کے عشق میں چار سال برباد نہیں کرتا " غصہ دلا رہا تھا۔

ثمینہ بیگم کی آواز پر ایک بار پھر وہ دونوں باہر کی "ہادی دروازہ کھول دو بیٹا، پلیز" سمت متوجہ ہوئے

صائم، نکاح خواں کا بندوبست کرو، کیونکہ اب یہ دروازہ تب ہی کھلے جب یہ ہانیہ "
سلطان سے ہانیہ میر ہادی بن جائیں گی، ورنہ نہیں۔ اور آپ سب میری ضد سے اچھی
ہادی کی آواز پر باہر چند پل خاموشی چھا گئی۔ "طرح واقف ہیں

اماں جان ہادی کا انداز نوٹ کرتے "پتر تو بارتے آجا، فیر ہم بیٹھ کے گل کرتے ہیں "
تسلی سے بولیں

نہیں اماں جان، مجھے اپ کے پوتے اور پوتی پر اب کوئی یقین نہیں ہے۔ آپ نکاح"
خواں کا بندوبست کریں۔ آج یا تو ہمارا نکاح ہو گا۔ ورنہ آپ سب لوگ اپنا اپنا کام
ہادی آرام سے بولا۔ "کریں یہ دروازہ نہیں کھلے گا

منیب نے صائم کو دیکھتے سر ہلا دیا۔ جس پر وہ اور عبید نکاح خواں کو لینے چل دیے۔ باقی سب اب بھی ہادی کو باہر نکلنے کا بول رہے تھے جو اب اندر بنے محاذ کر لڑ رہا تھا

ہانیہ "آپ کو سمجھ کیوں نہیں آ رہی میری بات؟ بہت پچھتائیں گے آپ اپنی ضد پر" بے بسی سے رونے والی ہو گئی تھی۔ اسے تو یہ سب بہت آسان لگا تھا مگر سب کچھ الٹا ہو گیا تھا۔

پچھتانے کا وقت بہت پہلے گزر گیا ہانیہ جی، اب تو خوابوں کی تکمیل کا وقت ہے۔" تھوڑا سا انتظار کریں، ایک بار مسز میر ہادی بن جائیں پھر بتاؤں گا کے کتنا چاہا ہے آپ کو" ہادی اس کا خوبصورت چہرہ دیکھتے بولا۔

منزہ کی آواز پر ہادی مسکرا دیا۔ بلا آخر "ہادی نکاح خواں آرہے ہیں، تو باہر نکل پلیز" اس کی منزل اس کے قریب آ گئی تھی۔ جسے چاہا تھا اسے پانے جا رہا تھا وہ۔

@@@@@@@@

کچھ ہی دیر میں صائم اور عبید نکاح خواں کو لے آئے، جس کے بعد ہی ہادی نے دروازہ کھولا تھا۔ تب تک وانیہ بھی وہاں آچکی تھی اور ساری صورتحال پر سب سے زیادہ خوش اور پرجوش بھی وہی تھی۔ جبکہ ہانیہ تو اب بے بسی سے رونا شروع کر چکی تھی۔

جو بھی تھا مگر ہادی غلط نہیں تھا، اور اب جب وہ ٹھان چکا تھا تو نکاح ہونا ہی تھا۔ اماں جان نے ہانیہ کی امی کی نکاح کی چنری وانیہ کو دی، جو اس نے لا کر ہانیہ کے سر پر اوڑھا دی۔ ہانیہ اس وقت اپنے کمرے میں تھی۔

منیب نکاح خواں کے ساتھ اس کے کمرے میں آیا۔ وہ دل سے اپنی بہن اور دوست کے لیے خوش تھا۔ ہانیہ بے وقوفی کر رہی تھی جس میں وہ اس کی بات ماننے پر مجبور تھا۔ مگر ہادی کا اٹھایا یہ قدم اس کے نزدیک بلکل ٹھیک تھا۔

ہانیہ سلطان بنتِ حشمت سلطان آپ کا نکاح میر ہادی ولد میر طارق سے باعوض میر" وہ شخص پاگل تھا۔ جو پہلے اسے "مینشن بطور حق مہر کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟ اپنی سانسیں اور اب اپنا گھر حق مہر میں دے رہا تھا۔ ہانیہ صدمے سے گنگ تھی۔

میں نے بولا تھا ناں ہانیہ، میر ہادی سے زیادہ اس دنیا میں تمہیں کوئی نہیں چاہ سکتا، " اس کی محبت کا سب سے بڑا ثبوت یہ نکاح ہے۔ وہ کبھی تمہیں کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے دے گا۔ یہ تمہارے بھائی کا تم سے وعدہ ہے" منیب اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا تو ہانیہ کی آنکھ سے آنسو چھلکا۔

وہ سر جھکائے اقرار کر گئی۔ ایسا ہر گز نہیں تھا کے اسے ہادی پسند نہیں تھا۔ یا اس میں کوئی برائی تھی۔ بس وہ خود کو اس کے قابل نہیں سمجھتی تھی۔ " قبول ہے۔۔۔"

خدا اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر اس نے اپنا آپ میر ہادی کے سپرد کر دیا تھا۔ اور وہ جو کل تک اسے پانے کو ہی خواب سمجھتا تھا۔ آج اس خواب کی حقیقت کو جی رہا تھا۔ منیب ہانیہ کے سر پر بوسہ دیتے نکاح خواں کے ساتھ باہر نکل گیا۔

میر ہادی ولد میر طارق آپ کا نکاح ہانیہ سلطان بنتِ حشمت سلطان کے ساتھ" نکاح خواں کے "باعوض میر مینشن بطور حق مہر ادا کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟ الفاظ ہادی میں جیسے نئی روح پھونک گئے تھے۔

محبت جس کا مل جانا کسی معجزے جیسا ہو، اس معجزے کے وقع پذیر ہونے پر انسان کی جو کیفیت ہوتی ہے وہی اس وقت میر ہادی کی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تشکر کی نمی چمکی تھی۔

"قبول ہے"

"قبول ہے"

ہانیہ سلطان کو اپنی زوجیت میں لیتے میر ہادی کو یوں محسوس ہوا جیسے "قبول ہے" پوری دنیا اس کے قدموں تلے آگئی ہو۔ وہ خود کو آسمان کی بلندیوں میں محسوس کر رہا تھا۔

نکاح کے بعد وہ باری باری سب کے گلے لگا۔ منیب اس کے گلے لگنے کو آگے بڑھا تو وہ رخ پھیر گیا۔ منیب اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔ کہنے کو یہ ایک چھوٹی سی بات تھی۔ مگر کوئی میر ہادی سے پوچھتا کے جب کوئی اپنا مان توڑ دیتا ہے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

عبید ہادی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے "ہادی ایسا مت کر منیب کے ساتھ، وہ مجبور تھا" بولا۔ مگر ہادی اتنی جلدی اپنی تکلیف اور دوست کا دیا گیا دھوکا نہیں بھول سکتا تھا۔

عبید کا کندھا تھپتھپاتے ہادی "پلیز عبید میرا موڈ بہت اچھا ہے اسے خراب مت کر" بولا تو منیب خود ہی کچھ دور ہو گیا۔ صائم نے بلال کو ویڈیو کال ملالی تھی نکاح کے وقت۔ بلال اس اچانک حادثے پر پریشان ہو گیا

واہ ہادی، قسمت ہو تو تیرے جیسی، ہم سب سے سلو تھا اور اب دیکھ سب سے پہلے" بلال نے ہادی کو چھیڑا تو وہ قہقہ لگا گیا۔ "نکاح شدہ ہو کر بیٹھا ہے

سچ میں یار، یہ بہت بڑا اڈیش ہے، ہر بار ایسے کرتا ہے۔ پہلے معصوم اور مسکین بن کر" صائم بھی بلال کی ہاں "بیٹھا رہتا ہے اور پھر اچانک سکسر مار کر سب کی بینڈ بجا دیتا ہے میں ہاں ملاتے بولا تو ہادی ہنس دیا۔

""بس دیکھ لے، کچھ کمینوں نے کوشش تو بڑی کی تھی میری قسمت بدلنے کی، مگر ہادی بظاہر ہنس کر بولا مگر یہ طنز کسی پر بڑا "جب اللہ مہربان ہو تو بندہ کیا کر سکتا ہے زور سے لگا تھا۔

"زیادہ شوخا ہونے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر میر ہادی، ایک ماہ ہی ہے، پھر ہم بھی بلال اس کا خوشی سے جگمگاتا چہرہ دیکھ کر بولا تو وہ ہنس دیا "نکاح شدہ ہو جائیں گے

"ایک مہینہ، بہت زیادہ ہوتا ہے بیٹا، یہ دیکھ میں ابھی کچھ دیر تک اپنی بیوی سے ہادی کی "ملاقات کرنے جاؤں گا، پورے حق سے، تم سارے سڑ کے سواہ ہو جانا بتیسی اندر جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

منزہ، عیشال اور مشعل تو اسے ہنستا دیکھ واری صدقے جا رہی تھیں۔ ثمینہ بیگم اور اماں جان نے بھی اس کا ماتھا چومتے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا

"ویسے ہادی، آپس کی بات ہے، نکاح نامے پر دستخط کرتے ہوئے کس قسم کی فیلینگز ہوتی ہیں؟" بلال رازدارانہ انداز میں بولا تو ہادی مسکرا دیا۔

"ہائے لالے کیا بتاؤں تجھے، مجھے تو لگ رہا تھا جیسے میں جنت میں ملے محل کے پیپرز سائن کر رہا ہوں، بڑا ہی کوئی انوکھا احساس تھا" اس کی وضاحت بھی اسی کے جیسی واہیات تھی۔

ڈُر فٹے منہ ہادی تیرا، کام تیرے ڈائریکٹ جہنم میں جانے والے ہیں اور امیدیں"

صائم اس کی بات پر منہ بسور کر بولا "چیک کرو بچے کی، بیٹا اتنا مت اڑ

ہادی موبائل صائم کو کیچ "سڑو سڑو شریکو، میں زرا اپنی مسز سے مل کر آتا ہوں" کرواتے اٹھا۔ اسے تو پہلے ہی کسی کا خوف نہیں تھا اب تو نکاح بھی ہو چکا تھا

ثمینہ بیگم اسے وہاں سے اٹھتا دیکھ کر بولیں، تو وہ "کہاں کی تیاری ہے بیٹا جی؟" پُر اعتماد سا ان کی سمت مڑتا مسکرایا

مماڈارلنگ زرا آپ کی بہو کی منہ دکھائی کر آوں، پورے حق سے، اماں جان مے " منیب کو دیکھ کر حق لفظ ہر زور ڈالتے بولا تو وہ سر جھکا کر مسکرا دیا، کمینہ تھا پورا " آئی؟ ہادی۔

اماں جان نے اجازت دی تو وہ مسکرا کر سرِ تسلیم " جاپتر، تو ہی سمجھا اس جھلی کو اب " خم کرتا اوپر ہانیہ کے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔

@@@@@@@@

ہانیہ کا رونا ابھی تک جاری تھا۔ اب "وانیہ ان سب نے میرے ساتھ ٹھیک نہیں کیا" تو وانیہ بھی اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی۔ جو اپنی بات سے ایک انچ نہیں ہلی تھی۔

ہانی یار کیا ہو گیا ہے؟ ہادی بھائی کوئی جن بھوت تھوڑی ہیں جو تمہارا رونا ہی ختم نہیں "

وانیہ اب تپ "ہو رہا، ایک تو میرا اتنا ہینڈسم بھائی مل گیا اس پر تم رونا مچائے بیٹھی ہو
رکر غصے سے بولی

ہانیہ کو اس کا ہادی کی سائیڈ لینا بلکل پسند نہیں آیا تھا۔ سب کے سب " مگر۔۔۔ "
ہادی کی سائیڈ پر تھے۔ کوئی ایک بھی اسے نہیں سمجھ رہا تھا۔

اچانک آتی ہادی کی آواز "وانی گڑیا تم جاؤ، اپنی ٹیڈی بیئر کو میں خود سنبھال لوں گا"
پر وہ دونوں چونکیں۔ ہانیہ کے چہرے کا رنگ فطری جھجک پر سرخ پڑا تھا۔ جبکہ وانیہ
شرارت سے لب دباتے وہاں سے بھاگ نکلی۔

ہادی آرام "جی تو بیگم صاحبہ اب حکم کریں کیا کیا شکایات ہے آپ کو خادم سے؟ " سے چلتا ہوا آ کر بیڈ پر اس کے مقابل بیٹھا۔ جو سفید سادہ سی فراک میں سرخ چنری لیے بغیر میک اپ اور جیولری کے بھی بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔ ہانیہ اپنے قریب اس کی موجودگی اور خوشبو محسوس کرتے جھجھک گئی۔

ہانیہ نے وہاں سے اٹھنا چاہا جب ہادی اس کی "مج۔۔۔ مجھے بات نہیں کرنی کسی سے " کلائی تھام کر کھینچ گیا۔ وہ ایک ہی جست میں بیڈ پر بیٹھتی اس کے مزید قریب ہوئی تھی۔ ہادی اس کی کمر میں حصار باندھتا اس کے فرار کی راہیں بند کر گیا۔

ہانیہ نے دور ہونا چاہا مگر خود پر اس "یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ، چھوڑیں مجھے " کا حصار محسوس کرتی ساکت ہوئی۔

"اتنی مشکل سے تو پایا ہے آپ کو ہانیہ، اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دوں؟ مجھے تو ابھی تک اپنی خوش قسمتی کا یقین نہیں آ رہا، میری محبت، میری اولین چاہت میرے پاس ہیں، اتنی پاس کے میں بغیر کسی جھجھک کے انہیں چھو سکتا ہوں، محسوس کر سکتا ہوں" ہادی کی سانسیں ہانیہ کے چہرے پر پڑتی اسے خوفزدہ کر رہی تھیں۔

آج پہلی بار ہانیہ کے دل میں بے ساختہ خواہش ابھری تھی کے کاش اس کے پاس آنکھیں ہوتیں، کاش اس کی ان بے نور آنکھوں میں نور ہوتا تو وہ اپنے دیوانے کو دیکھ پاتی۔ وہ جو اپنے جذبات کی صداقت سے اس کا پتھر دل موم کیے جا رہا تھا اس کا خوبرو چہرہ دیکھ پاتی۔ اسی سوچ پر اس کی آنکھوں میں نمی ابھری

کون کہتا ہے اپ دیکھ نہیں سکیتں تو یہ آپ کی کمی ہے۔ آپ جانتی ہیں جب میں" "نے پہلی بار آپ کو دیکھا تھا تو میرے دل میں جو پہلی خواہش پیدا ہوئی تھی وہ کیا تھی

ہادی اسے مزید خود سے قریب کیے اس کے کان کی سمت جھکتے بولا۔

کے آپ اپنے ان چھوٹے چھوٹے خوبصورت ہاتھوں کو میرے چہرے پر رکھیں۔" اپنی نرم پوروں سے میرے چہرے کے نقش کو محسوس کریں۔ کیونکہ ان آنکھوں "سے تو ہر کوئی دیکھ لیتا ہے۔ میں چاہتا تھا آپ مجھے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھیں

ہادی بولتے ہوئے جھک کر اس کی آنکھوں پر عقیدت کی مہر ثبت کر گیا۔

ہانیہ اپنی آنکھوں پر نرم سا لمس محسوس کرتے جی جان سے کانپی تھی۔ اپنے محرم کا پہلا لمس محسوس کیا تھا اس نے، محرم بھی وہ جو اس سے عشق کا دعوہ کرتا تھا۔

ہادی کی فرمائش پر وہ کیا رد عمل دیتی، وہ تو ابھی "کریں گی میری خواہش پوری؟" تک حیران پریشان تھی۔ وہ جادو گر تھا۔ جو پہلے زبردستی اس کی زندگی میں گھس گیا اور اب زبردستی ہی اسے خود کو محسوس کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔

ہانیہ بامشکل خود لبوں کو تر کرتے بولی۔ ہادی اس کی حالت پر "مم۔۔۔ میں کیسے؟" ظالم سا مسکرا دیا۔ کتنا دلکش تھا۔ چند انچ کی دوری سے اس کے چہرے پر پھیلتے رنگوں کو دیکھنا اور محسوس کرنا۔

ہادی ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے اپنے چہرے سے لگا گیا۔ اس کی "ایسے" داڑھی کی چبھن کر ہانیہ کا دل بے ساختہ دھڑکا۔ جبکہ ہادی اس کے لمس پر آنکھیں موند گیا۔

ہانیہ خود بھی نہیں جان پائی کب اس کا ہاتھ گال سے ہوتا ہادی کے ماتھے پر جا ٹھہرا، ماتھے پر گرے سلکی بالوں کا لمس محسوس کرتے ہانیہ جھجھکی۔ پھر ہاتھ ہلایا تو اس کی آنکھوں کو چھو گئی۔ ہادی کو یقین نہیں آ رہا تھا اس کی خواہش یوں پایہ تکمیل تک پہنچ رہی تھی۔

ہانیہ نے ہادی کی مغرور ناک کو چھوا تو، جیسے خود بھی مسکرا دی۔ عجیب سی بے خودی کا عالم تھا۔ کے وہ خود اپنی حرکتوں سے انجان تھی۔ شرارت سے آہستہ سے اس کا ناک دبا گئی۔ ہادی اس کی حرکت پر مسکرا دیا۔

ہادی کی مونچھوں کو چھوا تو وہ جیسے ہوش میں آئی، اپنی حرکت پر وہ خود شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔ تب ہی جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹا گئی۔

تو مسز، بتائیں پھر، آپ کا شوہر گزارے لائق ہے ناں؟ یا قسمت پھوٹی ہے آپ" ہادی اس کی شرم دور کرنے کو شرارت سے بولا۔ "کی؟

ہانیہ کا تو وہ حال تھا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں، وہ ایک لفظ نہیں بول پا رہی تھی۔ خود کو چھڑانے کی بے ضرر سی کوشش کی مگر مقابل بھی ڈھیٹوں کا سردار تھا۔

ہادی مسکرا "مسز کچھ دیر تو احساس ہونے دیں کے آخر کار میں بیوی والا ہو گیا ہوں" کر بولا تو ہانیہ بے بس ہوتے کوئی جائے فرار ناں پاتے اسی کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ اس کی معصوم ادا پر ہادی قہقہ لگا گیا۔

وہ بے وقوف لڑکی اپنے ہی جذبات سے ناواقف تھی۔ مگر ہادی سمجھ گیا تھا۔ محبت تو ہانیہ کو بھی تھی۔ مگر وہ اپنی سوچوں اور وہم میں گھری خود ہی اپنا دل برباد کرنے جا رہی تھی۔ محبت ناں ہوتی تو وہ یوں ہادی سے نکاح کے بعد اتنی آسانی سے پُرسکون ناں ہو جاتی۔ مگر ہادی نے سوچ لیا تھا۔ اسے اب ایک پل کے لیے بھی کچھ برا نہیں سوچنے دینے والا تھا وہ۔

@@@@@@@@@

اماں جان ہم دو ہفتے بعد اپنی امانت لے جانا چاہتے ہیں، آپ کو کوئی اعتراض تو "نہیں؟"
میر طارق طریقے سے بولے تو اماں جان مسکرا دیں

نئ پتر مجھے کی اعتراض ہونا، بس عیشال کے ابا مان جائیں تو ساتھ ہی منیب اور عیشال" اماں جان عیشال کو دیکھتے بولیں تو وہ جھنپ گئی۔ "کی بھی شادی کر دیں گے

جی بہتر اماں جان، بات ہوئی تھی میری عیشال کے بابا سے، آ گئے ہیں وہ پاکستان،" منیب کو ملنا ہے اب بس ان سے، وہ مان جاتے ہیں تو پھر ہم یہ نیک فریضہ سر انجام میر طارق سر ہلاتے بولے تو سب لوگ مسکرا دیے "دے لیں گے

"او یار کوئی اس مجنوں کی اولاد کو بھی بلا لو، بیوی کے گھٹنے سے ہی لگ کر بیٹھ گیا ہے" میر طارق ہادی کو نیچے آتا دیکھ شرارت سے بولے۔ بیٹے کے چہرے کی خوشی پر تو وہ بھی مطمئن ہو گئے تھے

نہیں میر صاحب خود جو پچیس سال سے میری ڈارلنگ مما کی جی حضوری کر رہے " ہادی ان کے "ہیں وہ بھول گئے ہیں؟ میں پچیس منٹ بھی نہیں رہا اپنی بیوی کے پاس طنز پر منہ بسورتے جواباً طنز مارتا بولا۔

میر طارق نے اسے شرمندہ کرنا چاہا "سدھر جاب تو، اپنی سسرال میں کھڑا ہے تو" مگر وہ بھول رہے تھے ان کے سامنے میر ہادی ہے جو شرمندی ہوتا نہیں کرتا ہے۔

توکیا ہوا، میرا سسرال میری مرضی۔ کیوں اماں جان، کیا میں اب یہاں بول بھی" ہادی فوراً ہی مسکین بنتا اماں جان کے پاس آ بیٹھا۔ "نہیں سکتا؟

اماں جان اسے خود سے لگاتے بولیں "کیوں نہیں پتر، تم بچے تے رونق ہو اس کار کی" تو وہ میر طارق کو شرارت سے آنکھ دبا گیا

عبید ان سب سے بولا تو وہ سب قہقہہ لگا گئے۔ پریشانیوں "بہت بڑی فلم ہے یہ ہادی" کے بادل چھٹتے ہی خوشیوں کا سورج پوری آب و تاب سے چمکا تھا۔ مگر کب تک؟

@@@@@@@@@

ارے ارے، پہلے کوئی رو رو کر بے حال ہو چکا تھا، اور اب دیکھو چہرے پہ کیسے لالی" ہادی کے "بکھری پڑی ہے، ایسا کیا جادو کر دیا میرے بھائی نے ایک ہی ملاقات میں

جانے کے بعد وانیہ کمرے میں آئی تو ہانیہ کے چہرے پر بکھر اگلال دیکھ کر شرارت سے بولی۔

ہانیہ بامشکل اپنے چہرے پر پھیلتے رنگوں کو دباتی گھور کر بولی تو وانیہ قہقہ "وانییییی" لگا گئی

" بھئی ہماری ہادی کا اثر ہی ایسا، وہ جسے چاہے چند پلوں میں اپنا بنالیتا ہے کیوں ہانیہ؟" منزہ، عیشال، مشی اور ثمینہ بیگم وہاں آئیں تو منزہ اسے چھیڑتے بولی

منزہ کی "صدقے جاؤں اپنی گڑیا جیسی نند پہ، یونہی تو ہادی دیوانہ نہیں ہوا پھرتا" بات پہ اسے ہادی کے محبت بھرے جملے یاد آئے تو وہ ایک بار پھر رنگوں میں نہا گئی۔

تب ہی عیشال نے چھیڑا

"سچی ہانیہ، ہم نے کبھی ہادی کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنے غصے میں وہ آج تھا،" مشعل نے بھی اپنا حصہ "تمہارے عشق میں دیوانہ ہو گیا ہے ہمارا شرارتی سا بھائی" ڈالا، ہانیہ بیچاری رونے کے قریب تھی۔

ثمینہ بیگم اس کے معصوم ردعمل "بس کرو لڑکیو، کیوں چھیڑ رہی ہوں میری بیٹی کو" پر مسکراتے اسے اپنے گھیرے میں لے گئیں۔ جس پر وہ شرماتی ان کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

ہانیہ ہادی نے زبردستی کی اس کے لیے میں شرمندہ ہوں بیٹا، مگر یقین کرو وہ تم سے " بہت محبت کرتا ہے، چار سال سے اس نے ایک ایک پل اسی دن کا انتظار کیا تھا۔ تمہیں دیکھتے ہی اپنے جذبات بدلنے کے بعد یہ بات اس نے سب سے پہلے مجھے بتائی تھی۔ صرف ہادی ہی نہیں میں اور تمہارے بابا بھی شدت سے تمہیں اس گھر میں ثمینہ بیگم اس کا سر سہلاتے پیار سے بولیں تو وہ اتنی محبت پر "دیکھنے کے منتظر تھے بیٹا شرمندہ سی ہو گئی۔

وہ ان سے الگ ہوتے "آنٹی مجھے معاف کر دیں، میں بہت بدتمیزی کر گئی تھی نیچے" نظریں جھائے بولی تو ثمینہ بیگم مسکرا دیں

مجھے برا نہیں لگا بیٹا، تم حق پر تھیں، جو سب نے سہا اور سنا ہے اس کے بعد اتنی" بے یقینی لازمی تھی میری جان، اور یہ آنٹی وانٹی کا تکلف کرنی کی ضرورت نہیں ہے

انہوں نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے بولا اور "میں آپ کی بھی مما ہوں اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

وہ آہستہ سے بولی تو باقی سب بھی ساس بہو کا محبت بھرا مظاہر دیکھتے مسکرا "جی مما" دیں۔ انہیں کچھ دیر میں واپس جانا تھا۔ اسی لیے وہ سب جانے سے پہلے اس سے ملنے آئیں تھیں

اب آپ تیاری کرو، ہم کچھ ہی دنوں میں اپنی بیٹی کو لینے آئیں گے، وانیہ بیٹا ہانیہ کا" ثمینہ بیگم وانیہ سے بولیں تو وہ سر ہلا گئی۔ "دھیان رکھنا، اب یہ ہادی کی امانت ہے

اوکے ہانو، اب ہم بارات لے کر آئیں گے اپنے لاڈلے بھائی کی، تم تیار رہو ہادی کی" منزہ اٹھ کر اس کے گلے لگتے بولی۔ "دلہنیا بننے کے لیے

ہانیہ جلدی سے بولی تو "بارات کے ساتھ کیوں؟ آپ لوگ میری بہنیں ہیں ناں؟" وہ سب مسکرا دیں۔ ہادی سچ میں جادوگر تھا۔

بلکل شونا، ہم بارات کے ساتھ آئیں گے، پھر آ کر بارات کی خاطر تواضع کریں" مشعل شرارت سے بولی تو وہ جھنپ کر مسکرا دی "گے

@@@@@@@@@

وہ لوگ رات کو واپس لاہور آ گئے تھے۔ عیشال کے بابا پاکستان پہنچ چکے تھے۔ سو عیشال سیدھا گھر آ گئی تھی۔ حبیب علی اور ان کی بہن دو ہی بہن بھائی تھے۔ بہن شادی کے بعد لندن شفٹ ہو گئی اور ماں باپ کی یکِ بعد دیگر وفات کے بعد حبیب صاحب اکیلے رہ گئے۔

عیشال کی مما کی وفات ان کے لیے بڑا صدمہ ثابت ہوئی تھی۔ جسے وہ برداشت نہیں کر پا رہے تھے۔ عیشال کی وجہ سے وہ زندگی کی طرف تو لوٹ آئے مگر پھر خود کو زیادہ عرصہ پاکستان نہیں رکھ سکے۔

وہ بزنس کے سلسلے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے اپنا غم کاموں میں چھپانے کی کوشش کرتے۔ اب وقت تھا کے وہ عیشال کی ذمہ داری سے فارغ ہو کر بری الزمہ ہو جاتے تب ہی وہ اس کے کہنے پر پاکستان آ رہے تھے۔

عیشال گھر آئی تو وہ سامنے ہی لاونج میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔ "بابا جانی۔۔۔" ان کو دیکھتے عیشال بھاگتے ہوئے ان کی سمت بڑھی۔

حبیب صاحب اسے خود سے لگاتے "بابا کی جان، میرا بیٹا؟ کیسی ہو میری جان؟" محبت سے بولے تو عیشال کھل کر مسکرا دی۔

میں بلکل ٹھیک ہوں بابا، آپ کیسے ہیں؟ میں نے بہت بہت زیادہ مس کیا آپ کو" عیشال لاڈ سے بولی تو وہ کھل کر مسکرا دیے

"میں بھی ٹھیک ہوں میرا بچہ، اور مس تو میں نے بھی بہت کیا، ویسے آپ اتنی لیٹ" وہ گھڑی میں بارہ کا ہندسہ عبور ہوتا دیکھ کر بولے "کہاں سے آرہی ہیں؟

"بابا جانی ہمارے دوست کی بہن سے ہادی کا نکاح تھا آج، میں طارق انکل لوگوں کے ساتھ وہیں گئی تھی۔ گئے تو بات پکی کرنے تھے مگر اتنا ڈرامہ ہوا اچانک اور پھر ہادی نے نکاح پڑھوا کر ہی دم لیا" میر طارق حبیب صاحب کے دوست تھے سو ایک دوسرے کی فیملیز کو بھی اچھے سے جانتے تھے۔

"ہاہاہاہاہاہا، ہادی کے کام ایسے ہی ہیں، میں جانتا تھا وہ جب بھی شادی کرے گا کچھ ناں کچھ الٹا سیدھا ہی کرے گا" حبیب صاحب ہنس کر بولے تو عیشال بھی سر ہلا گئی

عیشال انگلیاں "بابا مجھے آپ سے کسی کو ملوانا ہے، میں نے بتایا تھا ناں آپ کو؟" چٹخاتے بولی تو وہ اسے دیکھنے لگے

ہمم، مجھے یاد ہے، اسی لیے میں واپس آیا ہوں، رات بہت ہو گئی ہے، آپ جا کر" حبیب صاحب اس کا سر تھپتھپاتے بولے تو وہ سر "آرام کرو، اور پرسوں بلا لو اسے ہلاتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

اس نے منیب کو کال ملائی جو کچھ بیلز کے بعد اٹھا لی گئی۔ "السلام علیکم منیب"

منیب رات کے اس وقت اس کا فون آنے پر حیرت سے "وعلیکم السلام بولو عیشال؟" فون اٹھاتے نیند سے بھری آواز میں بولا

عیشال نے "منیب بابا سے بات کی ہے میں نے، وہ پرسوں تم سے ملنا چاہتے ہیں" پُرجوش سی ہوتے اسے بتایا۔

منیب کو تھوڑا ڈر بھی لگ رہا تھا، "ہمممم، اوکے، میں آجاؤں گا پرسوں انکل سے ملنے" مگر وہ سوچ چکا تھا اسے کیا کرنا ہے۔

عیشال اس کی نیند بھری آواز "اوکے، یہی بتانا تھا، اب آپ سو جائیں، خدا حافظ" سنتے جلدی سے بولی، اپنی ایکسائٹمینٹ میں وہ اس کی نیند خراب کر چکی تھی۔

پر مسکراتا ہوا بولا تو وہ بھی مسکرا دی۔ "آپ "منیب اس کی حرکت اور "خدا حافظ" آنے والے کل سے بے خبر وہ دونوں خوش کن خیالوں میں گم نیند کی وادیوں میں کھوتے چلے گئے

@@@@@@@@@

ہانیہ سیٹ بیلٹ لگاتے ہادی کی "ہادی، ہم کتنی دیر میں پاکستان پہنچ جائیں گے؟" طرف مڑتے بولی تو وہ اس کی آنکھوں میں ٹمٹماتے خوشی کے جگنو دیکھ کر مسکرا دیا۔

ہادی "بس کچھ گھنٹے اور جانِ ہادی، پھر آپ پاکستان میں ہوں گی، آپ خوش ہیں؟" محبت سے بولا، وہ جانتا تھا ہانیہ بہت خوش ہے مگر پھر بھی پوچھنا ضروری سمجھا۔

" میں بہت خوش ہوں ہادی، میں پاکستان کو پہلی بار دیکھوں گی، وہ سرزمین جہاں میں پیدا ہوئی، پلی بڑھی، مجھے ایسے بچے جیسا محسوس ہو رہا ہے جو آج ہی پیدا ہوا ہو اور دنیا کو دیکھنے والا ہو" ہانیہ خوشی سے جھوم کر بولی تو ہادی اس کی ادائیں دیکھتا پاگل سا ہونے لگا۔

"جانم ہم پلین میں ہیں" وہ آہستہ سے ہانیہ کے کان کی سمت جھک کر بولا تو ہانیہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"جانتی ہوں ہم پلین میں ہیں" معصوم سا چہرہ بنائے اسے دیکھا۔ جانِ ہادی کی ہر ادا ہی قاتلانہ تھی

تو پھر اپنی معصوم جادوئی اداؤں پر قابو رکھیں سویٹ ہارٹ ورنہ میں بے قابو" ہادی شرارت سے بولا تو ہانیہ نے اسے گھورا "ہو جاوں گا

ہانیہ اس "شرم کریں ہادی، پانچ سال سے آپ کا رومینس کا کوٹا ختم ہی نہیں ہو رہا؟" کا چہرہ ہاتھ سے دور کرتے منہ بسور کر بولی۔ تو وہ قہقہ لگا گیا

یار جب بیوی اتنی حسین، معصوم اور پیاری ہو تو کس ظالم کا دل کرے گا کوٹا ختم" ہادی ابھی بھی شرارت سے بعض نہیں آیا تھا۔ ہانیہ نفی میں سر ہلا گئی "کرنے کو

ہانیہ پُر سوچ نگاہوں سے اسے تکتے بولی تو ہادی ٹھٹھکا، ہانیہ کو جب بھی "ہادی۔۔۔" اپنی کوئی بات منوانا ہوتی تھی تب ہی وہ اتنے پیار سے اسے مخاطب کرتی تھی

دل پر ہاتھ رکھتے اس کی سمت جھکتے بولا۔ مگر ہانیہ ہنوز سنجیدہ تھی۔ "حکم جانِ ہادی"

ہانیہ اس "میں چاہتی ہوں اس بار جب آپ بھیا سے ملیں تو انہیں معاف کر دیں" کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولی تو ہادی نے لب بھینچے

وہ بامشکل بولا جب وہ اس کی بات درمیان میں اچک گئی "مگر ہانیہ۔۔۔"

"جانتی ہوں بھائی نے جو کیا وہ غلط تھا، مگر آپ خود کو ایک بار ان کی جگہ رکھ کر دیکھیں تو سہی، جو کچھ ہوا وہ قسمت میں لکھا تھا، پلیز آپ بھی اب ہر شکوہ مٹا دیں دل سے" ہانیہ اداس سا چہرہ بنائے بولی

"منیب نے جو کیا وہ محض خود غرضی تھی۔ وہ چاہتا تو وہ سب ناں ہوتا جو ہوا، وہ میرا دوست تھا، مگر میں کیسے اس سب میں اس کا ساتھ دے دیتا؟ میں نہیں جانتا اسے دیکھ کر ناراضگی برقرار رکھ سکوں گا یا نہیں، وقت پانچ سال بعد اپنے ساتھ کیا لا رہا ہے میں نہیں جانتا" ہادی ونڈو کی طرف رخ پھیرتے بولا

آخر ایسا کیا ہوا تھا ماضی میں کے دو جان سے پیارے دوست ایک دوسرے سے اتنا دور ہو گئے؟ کیا کیا تھا منیب نے؟؟؟

@@@@@@@@@

عبید گھر پہنچا تو اس کے نمبر پر اس کے بابا افنان ملک کا فون آیا۔ وہ فون اٹھاتے محبت سے بولا۔ "السلام علیکم بابا، کیسے ہیں آپ؟"

وہ مسکرا کر بولے تو عبید بھی مسکرا دیا "فرسٹ کلاس شہزادے، آپ سنائیں، ہاؤ آ باوٹ یو؟"

عبید نرمی اور ادب لہجے میں سموئے بولا۔ "آئی ایم آلسو فائن، اور آج ہادی کا نکاح تھا وہیں سے آ رہا ہوں"

آہاں گڈ، مطلب آپ کے دوست اب سنگل سے شادی شدہ ہوتے جارہے ہیں۔ "

افنان صاحب "کیا خیال ہے پھر؟ آپ کی مما بھی اب آپ کی شادی کرنا چاہتی ہیں بیگم کے اشارے سمجھتے بولے

عبید ہنس کر بولا تو انہوں نے عزہ بیگم کو فون تھمایا۔ "بابا مما سے بات کرائیں پلیز"

عزہ بیگم محبت سے لبریز لہجے میں بولیں تو عبید مسکرا دیا "السلام علیکم میری جان"

وہ ماں کی ممتا محسوس کرتے جیسے پُر سکون "وعلیکم السلام مما جان، کیسی ہیں آپ؟" سا ہوا تھا۔

"جی تو بیٹا جی کیا ارادے ہیں؟ کب تک ہمیں مما بابا سے ساس سسر کے رتبے پر فائز کرنے کا ارادہ ہے" عزہ بیگم شرارت سے بولیں تو وہ ہنس دیا۔

"مما جی آپ کی بہو پسند کر لی ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کے ابھی وہ چھوٹی ہیں، سو آپ کو تھوڑا انتظار کرنا ہو گا" عبید جویریہ کا حسین روپ نظروں میں بسائے بولا تو افنان صاحب اور عزہ بیگم خوشی سے جھوم اٹھے

"آرے کیا بچی پسند کر لی ہے؟ ہائے عبید یہ کیا کر لیا آپ نے؟" عزہ بیگم اسے چھیڑنے کو بولیں تو وہ ہنس دیا

اتنی چھوٹی بھی نہیں ہیں مما جانی، یونی کے پہلے سال میں ہیں، سو ابھی یہ بہت جلدی "
وہ خود بھی تو بہت خوش تھا "ہے، ایک دو سال رک جائیں

تو بیٹا آپ کونسا ان کی بکس پھاڑ دیں گے؟ وہ شادی کے بعد بھی پڑھ سکتی ہیں، ہم "
"بس آرہے ہیں کچھ دن تک، پھر آپ کو بھی ٹھکانے لگاتے ہیں، بہت کر لی موجیں
افنان صاحب مزاق میں بولے تو وہ سرشار سا مسکرا دیا، وہ خود کونسا جویریہ سے مزید
دور رہنا چاہتا تھا۔

افنان صاحب بھی "ہاہاہاہاہاہا اوکے بابا جان، جیسے آپ کی مرضی، آئی ایم ویٹنگ "
اس کی خوشی محسوس کرتے بولے

آپ کے دل میں لڈو پھوٹتے محسوس ہو رہے ہیں مجھے بیٹا، ہاہاہا خیر ملتے ہیں جلد ہی" افنان صاحب مسکرا کر بولتے فون رکھ گئے۔ "اللہ حافظ

عبید بھی دل کھول کر مسکرا دیا، سچ میں محبت کے مل جانے کا احساس کتنا خوبصورت ہوتا ہے یہ اسے بھی اب محسوس کرنا تھا۔ اور پھر جویریہ تو اس کی اولین چاہت اور اولین خواہش تھی۔

@@@@@@@@@

ہادی معاف کر دے یار، پلیز ہانیہ نے قسم دی تھی مجھے اپنی اسی لیے مجبوراً مجھے وہ" منیب اگلے دن ہی لاہور آگیا تھا اور اب صبح سے ہادی کی منتیں کر رہا تھا "سب کہنا پڑا

تو دفع ہو جا یہاں سے، بے غیرت، بے مروت اور بے وفا انسان، تیری وجہ سے" ہادی غصے سے اسے دیکھتے "میری جان نکلنے والی تھی اور اب آ گیا ہے معافیاں مانگنے بولا

یار مولوی کو بھی بعد میں میں نے ہی بلایا تھا۔ سچی مجھ سے زیادہ کوئی خوش نہیں تھا" منیب اس کے گلے کے گرد بازو "تیرے نکاح میں، پلیز معاف کر دے میری جان ڈالتے بولا تو ہادی نے اسے گھورا

ہادی "یہ جان وان عیشال کو بولنا، میں تیری بہن کی جان بننے میں انٹرسٹڈ ہوں" اب کے مصنوعی خفگی سے بولا

یار عیشال سے یاد آیا، اس کے باپ نے کل ملنے کے لیے بلایا ہے، مجھے ڈر لگ رہا ہے، کچھ کر ہادی پلیز میری نیا اب تیرے ہاتھ میں ہے" منیب اسے ہلاتے ہوئے بولا تو ہادی اس کے بازو اپنے گرد سے ہٹا گیا

" دل تو کرتا ہے انکل کو تیری کرتوتیں بتا کر انکار کروا دوں، مگر پھر ترس آ جاتا ہے" ہادی منہ بسور کر بولا تو منیب نے اس کی گال پر "تیری لعنتی شکل پر، کب جانا ہے؟ زوردار بوسہ دیا، جس پر ہادی نے اسے خشمگین نگاہوں سے گھورا

ظالم نظروں سے یوں

مجھ کو ناں دیکھو

مر جاؤں گا

مر جاؤں گا

منیب اسے شرارت سے دیکھتے گنگنایا تو ہادی اس کی حرکتوں پر ہنس دیا۔ بے شک دوستی میں ناراضگی ہوتی ہے مگر چھوٹی چھوٹی باتوں کا سچی دوستی پر زیادہ دیر اثر نہیں ہوتا

@@@@@@@@@

اگلے دن شام میں وہ اور ہادی حبیب صاحب سے ملنے عیشال کے گھر آئے تھے۔ عیشال انہیں لاونج میں بیٹھاتے خود اٹھ کر اوپر اپنے بابا کو لینے چل دی۔

ہادی نے "منیب، انکل کے سامنے تمیز سے بولنا، پنجابی کی ماں بہن کی تو پھر دیکھیں" اماں بی کی طرح اسے سمجھایا

"جان دیا کر ہادی، اک تے عیشال دے ابے دی فکر لگی مینو، اتوں توں شروع ہو جا" منیب جان بوجھ کر پنجابی میں بولا

ہادی اس کے کان کی سمت شرارت "ایسے، سیم ایسے ہی بولنا انکل کے سامنے سمجھے" سے جھکتے بولا۔ پلین تو ان دونوں کا کچھ اور ہی تھا۔

منیب اس سے بولا تو وہ سر ہلا گیا۔ "ہادی تو میرے نال پنجابی بولنی، سمجھ ائی""

"یار قسمے عیشال دے ابا جی لگ بڑے غصے آلے رئے نے، تو بچا اپنے آپ نوں"
ہادی سامنے لگی حبیب صاحب کی فوٹو دیکھتے بولا

منیب "یار، ناں ڈرا، اے تے شکل توں ای سلطان راہی لگدا اے، بچا لے مینو ہادی"
گندہ سا منہ بنائے ہادی سے بولا

عیشال کی صدمے سے بھرپور آواز پر وہ دونوں پلٹے، پیچھے ہی وہ اور "منیببب"
حبیب صاحب کھڑے تھے

منیب پیور پنجابی لہجے میں بولا۔ "اسلام علیکم انکل جی"

عیشال کے "وعلیکم السلام، عیشال انہیں چائے پانی پوچھو اور چلتا کرو میرے گھر سے" بابا سرد آواز میں بولے تو وہ تینوں چونکے، اتنا غصہ محض تھوڑی سی پنجابی سن کر

ہادی نے بولنا چاہا جسے وہ بنا سنے کاٹ کر بولے "مگر انکل"

وہ ہادی سے اسی سرد "ہادی اس سے پہلے کے میں طارق کو کال کروں، گیٹ آوٹ" انداز میں مخاطب ہوئے تو وہ چپ کر گیا۔

میں اپنی بیٹی کی شادی ہر گز بھی ایسے لڑکے سے نہیں کروں گا جسے بولنا تک ناں آتا" حبیب صاحب بولتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ کس "ہوں، سو یومے لیوناو نے سوچا تھا ان کا مزاق یہ رنگ لے جائے گا۔

@@@@@@@

وہ دونوں عیشال کے گھر سے نکل کر عبید کی طرف آ گئے۔ جہاں صائم پہلے سے موجود تھا۔ وہ دونوں لاونج میں آ کر صوفے پر گرتے قہقے لگاتے ہنس دیے۔ عبید کو ان کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔ منیب کے رشتے سے انکار ہوا تھا اور وہ ہنس رہے تھے

ابے او، صدمے سے ہل گئے ہو کیا دونوں؟ دماغ سیٹ ہے؟ عیشال کے ابے نے" ناں صرف انکار کیا ہے بلکہ بے عزت کر کے تم دونوں کو گھر سے نکالا ہے اور تم صائم ان دونوں کو گھور کو بولا تو وہ جو اس کی بات سننے کے "دونوں ہنس رہے ہو؟ لیے ہنسی روک گئے تھے ایک بار پھر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگے۔

تجھے بھی لگتا ہے ہمیں بے عزت کیا گیا ہے اور انکار ہوا ہے میری اور عیشال کی" منیب صائم کو دیکھتے بامشکل ہنسی روکتے بولا تو انہوں نے خون آشام "شادی سے؟ نظروں سے انہیں گھورا

بچہ صدمے سے ہل گیا ہے، چھوڑ دے اسے صائم، منیب پانی دوں تجھے لا کر؟ چلو" عبید منیب کو دیکھ کر بولا تو ایک بار پھر ان دونوں کے قہقہے "بھر؟ ڈوب کے مر جا نکلے۔

"ارے میرے جگر گوشو، اس نمونے کے کہنے کا مطلب یہ ہے کے ہماری بے عزتی ہوئی نہیں ہے۔ ہم نے اپنی بے عزتی کروائی ہے، اور شادی نے انکار کیا نہیں گیا کروایا گیا ہے" ہادی ہنسی روک کر شرارت سے بولا تو وہ دونوں حیرت سے ان کی طرف متوجہ ہوئے

صائم نے جلدی سے پوچھا تو وہ "کیا مطلب؟ کیوں کیا تم دونوں نے یہ سب؟" دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرا دیے۔

منیب اور ہادی عیشال کے گھر کی طرف "کیا لگتا ہے منی؟ تیرا سسر مان جائے گا؟" جا رہے تھے جب ہادی منیب کو دیکھتے بولا۔

"امید تو ہے، بس مجھے اردو بولنی ہے اور انکل مان جائیں گے، کوئی بڑی بات نہیں" منیب سامنے روڈ پر دیکھتا بولا۔

یار ویسے ہم سب کی بات مشکل سے بنی ہے، مگر شادیاں سیدھی سیدھی ہوں گی،" ہادی منہ بسور کر بولا تو منیب نے حیرت سے اسے "مطلب ناں کوئی تھرل، ناں مزہ دیکھا۔

اتنا تو پھڈا پڑا، اللہ کر کے تیرا نکاح ہوا، بلال اپنے ابے کے ہاتھوں مرتے" منیب نے اسے "مرتے بچا، عبید کی نیا بھی مشکل ہی پار لگنی اور کتنا تھرل چاہیے؟ گھورا۔

نہیں یار، مطلب کوئی کڈنیپنگ وغیرہ ہوتی، کوئی گن پوائنٹ پہ نکاح کرتے تو مزہ "
ہادی کا شیطانی دماغ " بھی آتا، سیدھا سیدھا فنگشن کر کے نکاح کروانے کا کیا مزہ؟
پوری رفتار سے چل رہا تھا۔

منیب بھی اس کی رگ رگ سے "تو یہ بتا تو کرنا کیا چاہ رہا ہے، کہانیاں مت سنا مجھے "
واقف تھا، جانتا تھا کوئی الٹا کام سوجھ رہا ہے اس کے الٹے دماغ میں

یار کیوں ناں تیرے سسر سے انکار کروایا جائے، اور پھر عیشال کو کڈنیپ کر کے "
ہادی آئی برو اچکاتے بولا تو "اس سے گن پوائنٹ پر تیرا نکاح کروا دیں گے، کیسا؟
منیب نے گندہ سا منہ بناتے اسے دیکھا۔

منیب کچھ سوچ کر مسکرا دیا۔ "ایکچولی، ناٹ آ بیڈ آئیڈیا، گن پوائنٹ کو چھوڑ کر ڈن" وہ دونوں جان بوجھ کر عیشال کے گھر وہ سب حرکتیں کر کے آئے تھے تاکے اس کے بابا انکار کر دیں۔

صائم ان کی "تم دونوں کی لعنتی بوتھیوں سے ایسے ہی لعنتی کاموں کی امید تھی مجھے" بات سن کر دونوں کے ایک ایک لگاتے بولا۔

یار اب اس میں ہماری کیا غلطی ہے۔ میرا نکاح اتنے میلوڈرامے کے بعد ہو اور منیب کا سادگی سے ایسا تھوڑی ہونے دے سکتا تھا میں، تم لوگ بس تیاری پکڑو، ایک ہادی ان دونوں کو دیکھ کر بولا وہ دونوں نفی میں سر "دو دن میں یہ کام بھی کرنا ہم نے ہلا گئے۔

@@@@@@@@@

دو دن بعد۔۔۔۔

موبائل بلوٹوتھ کان میں لگائے وہ عیشال کے "کین یو ہیئر می، روجر؟ 1 ہیلو، نمبر" گھر سے ٹیک لگائے بولا۔

دوسری سمت سے آتی آواز پر اس نے تیر کی سی نظر "، وٹس دا اپڈیٹ؟2 یس نمبر" چاروں طرف دوڑائی۔

اسے اپڈیٹ دیتے ساتھ ساتھ وہ چاروں "وی کین پروسیڈ 1 نوون از ہئیر نمبر" طرف نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ جبکہ ان کو سنتے باقی تینوں نے غصے سے فون کو گھورا۔

صائم نے ان دونوں کی "تم دونوں دو نمبر جاسوس بننا بند کرو گے کے اتار و چپل؟" بھونڈی اداکاری پر انہیں گھورا جو خود کو جیمز بونڈ کا جانشین تصور کر رہے تھے

منیب صائم کو دیکھتے بولا۔ منیب "یار پہلی بار ایسا کام کر رہے ہیں فیل تو آنے دے" اور صائم گاڑی میں عیشال کے گھر سے کچھ دور موجود تھے، جبکہ ہادی نے گھر پر نظر رکھی ہوئی تھی۔ عبید فلیٹ میں تھا جہاں نکاح ہونا تھا۔ اور بلال نکاح خواں اور چھواروں کا بندوبست کرنے گیا تھا

بلال، چھوارے تازہ لائیں، اگر اپنی شکل جیسے لایا تو سارے تیرے منہ میں ٹھونس دوں گا" ہادی بلال سے بولا تو بلال نے دانت پیسے

"کیا خود بنانے لگ جاؤں، یا درخت کی منتیں کروں کے کھجور بنانے کو رہنے دو" بلال نے بھگو بھگو کر ماریں۔ "ڈائریکٹ چھوارے اگاؤ میرے دوست کو تازہ چاہیں

بلال اس چھوارے کی شکل والے کو چھوڑ، اور سن، نکاح خواں لازمی لے آئیں یہ" منیب کو اپنے نکاح کی فکر پڑی تھی۔ "ناں ہوا سے وہیں چھوڑ آو

اوئے، اوئے، یہ چھوارے کی شکل والا کس کو بولا ہے تو نے، خود ہو گا تو انا ناس کی" ہادی تو خود کے لیے چھوارا سن کر ہی تپ گیا۔ "شکل والا

لڑ مر بعد میں لینا عیشال نکل چکی ہے گھر سے، اس پر فوکس کرو، چل منیب نکل باہر،" عیشال کو گھر سے نکلتا دیکھ کر صائم ان دونوں سے بولا۔ "پہنچ وہاں

ویسے عیشال کو بے ہوش کرنا ضروری ہے؟ وہ تو آرام سے بھی ہمارے ساتھ چلی" منیب کو فکر ہو رہی تھی عیشال کی تب ہی بولا۔ "جائے گی

ابے ڈھکن، اگر کڈ نیپینگ کرنی ہی ہے تو پوری فیل لے کر کرتے ہیں ناں، اور" ہادی صاحب کی کوئی تان سیدھی "کڈ نیپینگ میں سب سے اہم بے ہوش کرنا ہوتا کہاں تھی۔

منیب کلوروفارم سے بھیگا رومال لیے اندر کی سمت آتے چھپ "چل ٹھیک ہے پھر" گیا۔ عیشال جو سیدھی جارہی تھی کندھے پر تھپکی دیے جانے پر مڑی، پیچھے ہادی ماسک پہنے ہوئے تھا۔

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتی منیب نے پیچھے سے اس کی ناک پر رومال "کونن۔۔" رکھا، وہ دو تین منٹ تک مزاحمت کرتی رہی مگر منیب کا مقابلہ نہیں کر سکی اور بے ہوش ہو گئی۔

ہادی نے منیب کے کندھے پر تھپکی "چل شیر جوان، جلدی اٹھا اسے اور نکلنے کی کر" مارتے کہا تو منیب نے عیشال کو اٹھایا، اسے عیشال کے لیے برا بھی لگ رہا تھا۔ مگر پھر اپنے کمینے دوست کو دیکھتا تو خود بھی کمینگی پر اتر آتا۔

منیب اسے گاڑی میں بیٹھاتے بولا۔ تو ہادی ہنس "یار عیشال بہت جوتے مارے گی" دیا۔

سار ی زندگی یاد کرنے کے لیے اور اپنے بچوں کو سنانے کے لیے قصہ دے رہا ہوں" ہادی ہنستا ہوا بولتا منیب کو زہر لگا تھا۔ "تم دونوں کو

اور فکر مت کر، میں اس کے ابا کو منانے کی کوشش کرتا ہوں، میرے آنے سے" ہادی دھمکی دیتے بولا تو وہ سر ہلا کر گاڑی بھگا لے "پہلے نکاح کیا تو منہ توڑ دوں گا گئیے۔

@@@@@@@@

"انکل یقین مانیں منیب بہت اچھا لڑکا ہے، سچی، مانتا ہوں پنجابی بیک گراؤنڈ سے ہے" ہادی حبیب صاحب کے ساتھ صوفے پر بیٹھتا بولا۔ "مگر دل کا برا نہیں ہے

دل کو میں سر میں مارو جب زبان کا برا ہے، دیکھا نہیں تھا کیسے پنجابی بول رہا تھا۔ اور" حبیب صاحب اسے گھورتے "تم، تم بھی تو اس کے ساتھ ویسے ہی بول رہے تھے ہوئے بولے۔

"انکل، پنجابی بولنے میں کیا برائی ہے؟ باقی زبانوں کی طرح یہ بھی تو ایک زبان ہی ہے" ہادی ان کے بازو دباتا "ناں؟ اور ہم بس کبھی کبھی پنجابی بولتے ہیں ہمیشہ تھوڑی بولا۔

"اتنا جاہل لگتا ہے بندہ پنجابی بولتے، تسی، اسی، کیویں؟، یہ کوئی الفاظ ہوئے بھلا؟" حبیب صاحب اسے پنجابی کے لفظ بول کر بتاتے ہوئے بولے۔

ہادی شرارت "ہائے آنکل، تسی کتنے سونے لگے ہو پنجابی بولتے، صدقے جاواں" سے بولا تو حبیب صاحب نے اسے گھورا

حبیب صاحب کی گھوری پر ہادی سیدھا ہوا۔ "ہادییی"

ہادی آج "اچھا بتائیں ناں آپ کو پنجابی سے چڑ کیوں ہے؟ کوئی تو وجہ ہو گی ناں؟" ان سے راز اگلوانا چاہتا تھا، آخر اتنی چڑ بغیر وجہ کے تو نہیں ہو سکتی ناں۔

میں یونی میں تھا جب میرا ایک دوست پنجابی تھا۔ اس کے ساتھ رہتے رہتے مجھے کئی " پنجابی لفظ بولنے کی عادت ہو گئی، اور ایک بار میں انٹر نیشنل یونیورسٹی میں انٹرویو کے لیے گیا تو وہاں اردو بولتے بولتے ساتھ جلدی میں پنجابی بول گیا۔ اور انہیں میری بات اتنی بری لگی کے مجھے ریجیکٹ کر دیا گیا۔ پنجابی ناں سننے میں اچھی لگتی ہے ناں بولنے میں، اگر میری بیٹی پنجابی سپیکنگ ماحول میں چلی گئی تو وہ بھی کامیاب نہیں حبیب صاحب کی داستان دکھی تو ہر گز نہیں تھی مگر ہادی کو دکھی منہ "ہو سکے گی ضرور بنانا پڑا۔

اگر زبان کبھی بھی کامیابی کا معیار نہیں ہوتی، یہ صرف ہمارے اپنے سٹینڈرڈز ہیں، " زبان تو ہماری پہچان ہوتی ہے۔ آج ہم خود کو پڑھا لکھا ظاہر کرنے کے لیے انگلش کے

ہادی سنجید گی "پیچھے بھاگتے ہیں، اور اس دوڑ میں ہم اپنی زبان کے بھی نہیں رہتے
سے بولا تو حبیب صاحب نے اسے دیکھا

باقی تمام زبانوں کی طرح پنجابی بھی ایک زبان ہے، جو ہم پنجابیوں کی شان ہے، "
سندھ والے سندھی بولتے شرمندہ نہیں ہوتے، بلوچ بھی شان سے بلوچی بولتے ہیں
ہادی کو دیکھ کر کہنا "تو پھر ہمارے پنجاب میں پنجابی بولنے والے جاہل کیسے ہو گئے؟
مشکل تھا کے اصل روپ کونسا تھا اس کا

انکل سمجھنے کی کوشش کریں، عیشال کو منیب سے زیادہ کوئی نہیں چاہ سکتا، آپ کے "
حبیب صاحب کا "لیے عیشال کی خوشی ضروری ہونی چاہیے ناں کے زبان اور انداز
چہرہ بتا رہا تھا وہ قائل ہو چکے ہیں۔

ویسے بھی ہم نے عیشال کو کڈنیپ کر لیا ہے، اب آپ کے پاس اس کے نکاح میں" ہادی "شامل ہونے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اب بتائیں جانا ہے یا میں جاؤں؟ آخر میں ایٹیٹیوڈ سے بولا تو انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا

حبیب صاحب کو اپنے کانوں پر یقین نہیں "کیا کس نے کڈنیپ کیا ہے عیشال کو؟" آیا

ہادی منہ "یار انکل تھرل ہی نہیں تھا کوئی شادی میں اسی لیے ہم نے یہ سب کیا" بسورتے انہیں ساری بات ایسے بتا رہا تھا جیسے اپنے بچپن کے دوست کو بتا رہا ہو۔

حبیب صاحب کو سمجھ "تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ایسی حرکتیں کرتے ہوئے؟" نہیں آرہا تھا اپنا سر کہیں ماریں یا ان کا

انکل، ظالم سماج بننا بند کریں، اور چلیں ورنہ وہ بے صبرا ہمارے بغیر نکاح کر لے " ہادی ان کا بازو تھامے ساتھ لے جاتا "گا۔ میں چھوارے ہر گز نہیں چھوڑنے والا بولا۔ وہ بے بس سے نفی میں سر ہلا گئے۔

@@@@@@@@@

منیب مشعل سے بولا تو وہ سر ہلا گئی۔ "یار مشی عیشال کو ہوش آ رہا ہے، سنبھال لینا" منیب خود وہاں سے باہر نکل گیا۔ عیشال کو ہوش آیا تو خود انجان جگہ پاتے حیران ہوئی۔ مگر پھر مشی اور منزہ کو وہاں دیکھ کر حیرت کی دوسری لہر اٹھی۔

عیشال اٹھ کر بیٹھتے بولی۔ "کہاں ہوں میں؟ اور تم دونوں بھی؟ کون لایا مجھے یہاں؟" وہ تو منیب سے ملنے جا رہی تھی۔ پھر یہاں کیسے

مشعل گلا تر کرتے بولی تو عیشال "یار عیشال غصہ مت ہونا، بات دراصل یہ ہے کے " نے حیرت سے اسے دیکھا جو اب ساری بات اسے بتا رہی تھی۔

"یہ ہادی اور منیب پاگل تو نہیں ہو گئے؟ کونسے دورے پڑ رہے ہیں انہیں، اور اب ہادی بابا کو بھی لینے چلا گیا؟ بابا کو لانا ہی تھا تو کڈنیپ کرنے کی کیا ضرورت تھی" عیشال کو اپنے دماغ کی چولیں ہلتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"اللہ جانے کیا چلتا رہتا ہے ہادی کی الٹی کھوپڑی میں۔ خیر یہ ڈریس چینج کر لو، پھر" مشعل ڈریس اس کی سمت بڑھاتے بولی تو "مت کہنا پرانے ڈریس میں نکاح کروا دیا" وہ منہ بنا گئی

عیشال کا "ان دونوں نمونوں کو تو میں بتاؤں گی، آئے بڑے تھرل کرنے والے" دماغ بھی پوری سپیڈ سے چل رہا تھا۔ اب ان دونوں کی خیر نہیں تھی۔

باہر نکاح خواں، چھوارے، ہادی اور حبیب صاحب بھی آ چکے تھے۔ حبیب صاحب صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ ہادی اور منیب سامنے کھڑے تھے

منیب شرمندہ "سوری انکل، یہ سارا پلین اس منحوس کا تھا۔ میں نے منع بھی کیا تھا" سا مسکراتا منمنایا۔

اتنے مسکین تم بھی نہیں ہو، زیادہ شریف بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف" حبیب صاحب "عیشال کی وجہ سے مانا ہوں، زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے منہ بسور کر بولے تو منیب فلحال ان کے مان جانے پر مسکرا دیا۔

کچھ ہی دیر میں نکاح شروع ہوا۔ ہادی نے وانیہ کے نمبر پر ویڈیو کال ملالی تھی۔ تا کہ اماں جان، ہانیہ اور وانیہ بھی نکاح میں شامل ہو سکیں۔ وہ تو آنا چاہتیں تھیں مگر وانیہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور ہانیہ اتنی جلدی ہادی سے دوبارہ ہرگز ملنا نہیں چاہتی تھی۔

"عیشال فاطمہ ولد حبیب اللہ آپ کا نکاح منیب سلطان ولد حشمت سلطان سے سکہ رائج الوقت حق مہر ادا کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟" نکاح خواں کے الفاظ سنتے عیشال کا دل دھڑکا تھا۔ آخر کار آج وہ اپنے محبوب کی محرم بننے جارہی تھی اور یہ احساس دنیا کا سب سے خوبصورت احساس تھا۔

"قبول ہے"

"قبول ہے"

عیشال کے باری باری قبول ہے کہتے یہ فرض ادا ہوا تھا۔ اپنے بابا کو دیکھ "قبول ہے" کر عیشال خوش تھی کے کم از کم وہ اس کے ساتھ تھے۔

منیب سلطان ولد حشمت سلطان آپ کا نکاح عیشال فاطمہ بنتِ حبیب اللہ سے سکہ "رائج الوقت ادا کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟" نکاح خواں اب کے منیب سے مخاطب ہوئے جو سامنے ہی صوفے پر بیٹھا تھا۔

"قبول ہے"

"قبول ہے"

منیب خوشی اور سرشاری سے بھرے لہجے میں بولا۔ اس کی چہرے پر "قبول ہے" جھلکتی خوشی پر وہ سب قربان ہوئے تھے۔

نکاح ہوتے ہی ہر طرف مبارک سلامت کا شور اٹھا۔ وہ سارے باری باری آکر اس کے گلے لگے۔ ہادی نے اسے زور سے بینچا تو وہ کھل کر مسکرا دیا۔ تھرل سے بھرپور نکاح انجوائے کیا تھا انہوں نے

منیب نکاح کے بعد بھی ان کے "کیا ہوا دلہے راجا، دلہن سے ملنے نہیں جاؤ گے؟" ساتھ لاونج میں بیٹھا تھا۔ اس نے ایک بار بھی اٹھنے کی کوشش نہیں کی تو ہادی اس کی سمت جھک کر شرارت سے بولا۔

"یار قسمے مجھے ڈر لگ رہا ہے، جو کچھ ہم نے کیا ہے ناں عیشال سر پھاڑ دے گی میرا" منیب منہ بسور کر بولا تو ہادی کا قہقہ نکل گیا۔ مطلب اتنا بھی کیا ڈرنا۔

ارے یار ڈر کیوں رہا ہے، عیشال ہے وہ، تیری عیشال جس سے تو محبت کرتا تھا یاد" ہادی شرارت سے پُر انداز میں اسے یاد دلاتے بولا۔ منیب اس کی بات پر بیچارہ "آیا؟ سا منہ بنا کر رہ گیا

یار پہلے کی بات اور تھی۔ پہلے وہ صرف محبوبہ تھی۔ اب بیوی ہے۔ اور بیوی سے تو" منیب کی سرگوشی پر ہادی کا بلند "ہر عقل مند آدمی ڈرتا ہے، میں انوکھا تھوڑی ہوں وبانگ قہقہ گونجا۔

چل اب اتنا بھی مت ڈر، بیوی ہے تیری اگر آج دبے گا تو ساری عمر تجھے دبا کر" ہادی اس کے کندھے پر تھپکی دیتے اسے حوصلہ دیے بولا۔ "رکھے گی، شیر بن شیر جس پر منیب کو بھی تھوڑی تسلی ہوئی

وہ اٹھ کر اندر روم کی طرف بڑھا جبکہ پیچھے ہادی ایک بار پھر ہنس دیا۔ صائم اسے ہنستا دیکھ کر حیرت سے اس کے پاس آیا۔ اسی کی ہنسی صاف بتا رہی تھی کے کسی غریب کی شامت آئی ہے۔

"ابے او اپنی شادی کی خوشی میں ہل ول تو نہیں گیا؟ جب دیکھو دانت نکالتا رہتا ہے، صائم آنکھیں چھوٹی کیے بولا تو ہادی "سچ سچ بتا اب کیا کرتوت سر انجام دیا ہے تو نے؟ ہنسی روک گیا۔

"تو پہلے بات بات کر چینگ چونگ بننا بند کر، کسی دن کسی چائنیز کی نظر پڑ گئی تو تجھے ہادی صائم کی آنکھیں چھوٹی کرنے "اپنے ملک کا رہائشی سمجھ کر اٹھا کر لے جائیں گے پر چوٹ کرتے بولا۔

صائم اپنی بے عزتی "ٹوپک مت بدل، یہ بتا منیب کے ساتھ کیا کیا ہے تو نے؟" بامشکل نظر انداز کرتے مین ٹاپک پر آیا۔

یار ابھی زی بھائی بتا رہے تھے عیشال سخت غصے میں ہے۔ بلکہ میرا یا منیب کا قتل خود" پر واجب کر چکی ہے۔ منیب بھی جانتا تھا اسی لیے جا نہیں رہا تھا۔ بڑی مشکل سے ہمتِ ہادی با مشکل سنجیدہ ہوتے بولا۔ "مرداں پہ تقریر کر کے اس کو بھیجا ہے

ہادی تو کتنا بے غیرت ہے، جانتا ہے عیشال چھوڑے گی نہیں منی کو پھر بھی اسے" بلال ہادی کو گھورتے بولا تو وہ ڈھٹائی سے ہنس دیا "موت کے منہ میں بھیج دیا تو نے

یار اب اگر میں منیب کو نہیں بھیجتا اور خود عیشال کے ہتھے چڑھ جاتا تو؟ میری ٹیڈی" ہادی "بیئر تو شادی کے چند دن بعد ہی بیوہ ہو جاتی، یہ برداشت کر لیتے تم لوگ؟ خوفزدہ منہ بناتے بولا تو وہ سب نفی میں سر ہلا گئے

پتر تجھے تو اب منیب اور عیشال ہی دیکھیں گے، اور اس بار تو منیب تجھے بنا بریک کے " صائم نے ڈرایا تو ہادی منہ بسور گیا۔ " جہنم میں پہنچائے گا

ہادی بول " دیکھ لوں گا اس سالے کو بھی، گھور مت گالی نہیں دی، سالا ہی ہے میرا " رہا تھا جب سالا لفظ پر عبید کو خود کو گھورتا دیکھ کر وضاحت دیتے بولا۔ وہ سب شدت سے ہادی کی درگت بنتے دیکھنے کے منتظر تھے۔

@@@@@@@@@

منیب نے آہستہ سے دوراذہ کھولا تو کشن اڑتا ہوا آکر اس کے منہ پر لگا۔ وہ ہکا بکا وہیں کا وہیں رہ گیا۔ اچانک ایک اور کشن اس کے ناک سے ٹکرایا۔ اچانک اس نے خود کو بچانے کے لیے سر جھکایا تب ہی شیشے کا گلاس دیوار سے ٹکراتا چھن کی آواز کے ساتھ ٹکڑوں میں تقسیم ہوا۔

منیب جلدی سے وہاں سے "عیش۔۔ عیشی یار بات تو سنو، کیا کر رہی ہو لگ جائے گا" ہٹا، عیشال کے ہاتھ میں جو کچھ آرہا تھا وہ سب منیب پر پھینک رہی تھی۔

عیشال تپ کر بولتی ایک اور "لگوانے کے لیے ہی مار رہی ہوں مسٹر منیب سلطان" کشن اس کی سمت پھینک گئی۔ جسے منیب نے وقت رہتے کیچ کیا۔ عیشال مڑ کر کوئی چیز تلاش کرنے لگی جو اسے مار سکے۔ تب ہی منیب نے عقب سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے ہاتھ قابو کیے۔

بس بس مسز منیب سلطان، یار آپ سے نکاح ہی کیا ہے کونسا گناہِ عظیم کیا ہے جس" منیب اسے سختی سے اپنے حصار میں قید "پر مجھ غریب پر ڈرون حملے کیے جا رہی ہیں؟ کیے بولا۔ جو خود پر چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔

نکاح کرنے کا یہ کونسا طریقہ ہے؟ فلم کی شوٹنگ ہو رہی تھی؟ یا خود کو براق اوزکیت" عیشال اس کے بازو جھٹکنے کی کوشش کرتے "سمجھ لیا تھا؟ نہیں کیا ہو کیا رہا تھا یہ؟ بولی۔

منیب "اب یہ براق اوزکیت کون موصوف ہیں؟ اور میں کیوں خود کو سمجھنے لگا؟" صاحب کو کہاں پتا تھا لڑکیوں کے کرش کے بارے میں۔

عیشال ساری لڑائی بھولتے صدمے "ڈونٹ ٹیل می منیب تمہیں براق کا نہیں پتا؟" سے منیب کی سمت مڑی، جو شکر کر رہا تھا اسے وہ بات تو بھولی

"یار اب مجھے کیسے پتا ہو گا؟ میرے اپنے دوست بہت بڑی فلمیں ہیں اور میں کسی کو" منیب منہ بسور کر بولا تو عیشال نے اسے خون آشام نظروں سے "خاک دیکھوں؟ گھورا۔

جو ترکی ڈرامے میں ارتغرل غازی کا بیٹا عثمان بنا ہے ناں وہ ترکی کا ٹاپ ایکٹر کے" "براق، آدھی سے زیادہ لڑکیوں کا کرش۔ خیر تم مجھے مین پوائنٹ سے ہٹاؤ مت عیشال پُرجوش سی براق کا تعارف کروانے لگی مگر جلد ہی اپنی لڑائی یاد آئی تو بولی۔

یار معاف کر دو، میں نے تو بس تمہیں تمہارے ناولز کی ہیروئنز والی فیلینگ دینی "
" چاہی تھی۔ تمہارے ناولز میں ہی تو ہوتی تھی کڈ نیپینگ اور گن پوائنٹ پر نکاح
منیب سنجیدہ سا ہوتے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے بولا۔

نہیں منیب مجھے آج احساس ہوا ہے کے قصے کہانیوں میں وہ سب بہت فیسینیٹنگ "
لگتا ہے، مگر حقیقت میں بلکل الگ احساس ہے۔ خوف اور وحشت سی ہونے لگی تھی
" مجھے۔ اگر بابا شامل ناں ہوتے تو شاید میں گن پوائنٹ پر بھی تم سے نکاح ناں کرتی
عیشال اداس سی بولی تو منیب اسے خود سے لگا گیا۔

آئی ایم سوری عیشی، جانتا ہوں ہمارا مزاق تم پر بھاری پڑا ہے۔ اسے میری پہلی اور "
منیب اس کے بال سہلاتے محبت سے بولا۔ " آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دو

عیشال "ہمممم، آخری بار معاف کر رہی ہوں اگلی بار اٹھا کر باہر پھینک دوں گی سمجھے" ناراض تھی مگر وہ خوش بھی تھی۔ آخر اس کی محبت اس کا محرم بن گیا تھا تو وہ کیسے خوش ناں ہوتی؟

منیب اس کے سر پر لب رکھتے بولا۔ عیشال بھی پُر سکون ہوتے "جو حکم یور ہائینس" مسکرا دی۔ ان کی زندگی پُر سکون اور بہار کی مانند ہو گئی تھی۔

@@@@@@@@@

پتر منیب اور ہادی نوں معاف کر دینا، اوناں دا طریقہ غلط سی پر بچے نے ناں، " اماں جان حبیب صاحب سے فون پر بات کرتے بولیں۔ "شرارتاں کر دے نے حبیب صاحب کو بھی اپنی پچھلی سوچ کر پچھتاوا ہوا۔ فضول سے مفروضے پر انہوں نے پہلے منیب کو ریجیکٹ کیا تھا

کوئی بات نہیں ماں جی، شکر ہے انہوں نے کوئی ناقابلِ تلافی حرکت نہیں کی، اور" حبیب صاحب دھیما سا مسکرا کر بولے تو اماں جان "بچے تو شرارت کرتے ہی ہیں بھی پُر سکون ہوئیں

انکل ہم دو ہفتے بعد عیشال بھابھی کو لینے آئیں گے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں" ہانیہ ان کی آواز سنتی پُر جوش سی بولی تو حبیب صاحب شفقت سے مسکرا "ناں؟ دیے۔

ٹھیک ہے بیٹا، آپ کی بھابھی اب میرے پاس آپ کی امانت ہیں، آپ جب چاہیں" حبیب صاحب کی بات پر ہانیہ خوشی سے بے حال ہو گئی۔ "انہیں لے جایئے گا

سلام دعا کے بعد حبیب صاحب فون بند کرتے اٹھ کر اندر کمرے کی طرف بڑھے۔ وہ دروازے کے پاس پہنچے تو منیب باہر نکل رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر مصنوعی شرمندہ سا مسکرا دیا۔

ابھی صرف نکاح ہوا ہے زیادہ شوخے ہونے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے، ابھی" حبیب صاحب بھی اسے باور کروانا نہیں بھولے تھے "میری ناراضگی ختم نہیں ہوئی جس پر وہ جلدی سے سر ہلا گیا۔

انکل غصہ کیوں ہوتے ہیں، اب تو نکاح بھی ہو گیا، اب میں آفیشلی آپ کا داماد" منیب سینے پر ہاتھ رکھتے جھک کر بولا۔ "ہوں

حبیب صاحب نے گھورتے یاد دلایا تو منیب مسکراہٹ "زبردستی کے داماد بنے ہو" دبا گیا۔ سسر سے جنگ کا بھی اپنا ہی مزہ تھا۔

انکل زبردستی تو ناں کہیں، عیشال نے پورے دل سے قبول کیا ہے مجھے، چاہیں تو" منیب شرارت سے اندر کی سمت اشارہ کرتے بولا "پوچھ لیں

حبیب صاحب اسے نظر انداز کرتے "پوچھ بھی لوں گا، تم چلتے پھرتے نظر آؤ مجھے" کمرے میں داخل ہو گئے، منیب بھی ان کی ناراضگی پر مسکراتا باہر لاونج میں چلا گیا۔

وہ کمرے کا ابتر حال دیکھ کر سمجھ گئے تھے کے ان کی لاڈلی نے "عیشال میری جان" اپنے زبردستی کے شوہر کی کیا حالت کی ہو گی۔

عیشال بھی انہیں دیکھ کر اٹھ کر ان کے ساتھ آ لگی۔ اسے ان کی ناراضگی کا ڈر "بابا" تھا۔

حبیب صاحب اس کا سر تھپکتے بولے۔ "اس نکاح سے خوش تو ہے ناں میرا بیٹا؟"

عیشال کچھ توقف "جی بابا، بابا آپ ناراض تو نہیں ہیں ناں؟ منیب نے جو کیا اس پر؟" کے بعد بولی، پھر سر اٹھائے ان سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئے۔

میں بھی غلط تھا بیٹا، مجھے منیب کو اتنا سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔ اور پھر جب میری بیٹی" خوش ہے تو میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا یا ناراضگی دکھانے والا۔ بس تم حبیب صاحب دھیما سا مسکرا کر بولے تو عیشال بھی کھل کر مسکرا دی۔ "خوش رہو

عیشال ان کے گلے لگتے محبت سے بولی تو حبیب صاحب بھی دل "آئی لو یو بابا جان" سے مسکرا دیے۔

حبیب صاحب کو بس عیشال کی خوشی عزیز تھی وہ اگر منیب "آئی لو یو ٹو بابا کی جان" کے ساتھ تھی تو بھی انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔

@@@@@@@@@

منیب اور بلال ایک بار پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس جا چکے تھے۔ سارے گھروں میں شادی کی تیاریاں زور و شوروں سے جاری تھیں۔ عبید آج افنان ملک کو لینے ائیر پورٹ گیا تھا۔ افنان صاحب بزنس کی وجہ سے امریکہ میں رہائش پزیر تھے جبکہ اپنے پاکستان کے کاروبار کو انہوں نے عبید کے حوالے کر دیا تھا۔

ائیر پورٹ سے نکلتے شاندار اور ڈیسینٹ سی پرسنیلٹی والے "السلام علیکم بابا جان" افنان ملک عبید کے قریب آئے تو وہ مسکراتا ہوا ان کے گلے لگا۔

افنان صاحب نے اپنے سے اونچے قد "وعلیکم السلام میرے شیر، کیسے ہیں آپ؟" کے مالک اپنے جوان سال بیٹے کو دیکھا جو ان کا فخر اور مان تھا۔

عبید مسکراتا ہوا اعزہ بیگم کی سمت بڑھا اور "فرسٹ کلاس، مما جان، آئی مسڈ یو سو مچ" انہیں اپنے محبت بھرے حصار میں لے گیا۔

عزہ بیگم اس کا ماتھا چومتے بولیں تو عبید مسکرا دیا۔ وہ انہیں لیے "وی مسڈ یو ٹو بے بی" ملک ولا آ گیا۔ عزہ بیگم تو آتے ہی سیدھا اس لڑکی سے ملنا چاہتی تھیں جسے ان کے بیٹے نے پسند کیا تھا۔

افنان صاحب اسے چھیڑتے بولے تو وہ جھینپ "عبید بھئی نام تو بتا دیں ہماری بہو کا؟" کر پیارا سا مسکرا دیا

اس کے لبوں سے نرمی اور محبت سے نکلتا نام سن کر وہ دونوں ہی دلکشی "جویریہ شاہ" سے مسکرا دیے۔

بیٹا جتنی نرمی اور پیار سے آپ نے ان کا نام لیا ہے یوں لگ رہا تھا جیسے نام کے ٹوٹنے " عزہ بیگم اس کی حرکت پر چوٹ "کا ڈر ہو آپ کو، لگتا ہے بہت خاص ہستی ہیں وہ کرتے بولیں تو وہ بے ساختہ جھنپ گیا۔

جی مما، میں نے اج تک ان کی بس ایک جھلک دیکھی ہے وہ بھی غلطی سے نگاہ پڑ گئی" تھی۔ مجھے ان کی باحیا آنکھوں سے محبت ہوئی تھی۔ شہد جیسی بھوری آنکھیں، ان کی عبید جیا کا ذکر کرتے جیسے گہرے خیال میں ڈوب گیا۔ "معصومیت اور پاکیزگی

اب تو مجھے جلد از جلد ان سے ملنا ہے، میرے سنجیدہ سے بیٹے کو فلاسفر بنا دیا انہوں" عزہ بیگم ہنس کر بولیں تو عبید بھی ہنس دیا۔ "نے تو

وہ میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہیں مما، اگر وہ نہیں تو کوئی بھی "

ناجانے کیوں عبید کو کچھ برا ہونے کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔ "نہیں

ایسا مت بولیں میری جان، انشاءاللہ وہ آپ ہی کی ہیں اور آپ ہی کی بنیں گی، اللہ "

بلاشبہ عبید کی اتنی اچھی تربیت میں سب سے بڑا ہاتھ عزہ "کی ذات پر بھروسہ رکھیں

بیگم کا ہی تھا۔

عبید دل سے بولا، اب کل ناجانے کیا لانے والا تھا ان کی زندگی میں؟ کیا "انشاءاللہ"

عبید کی چھٹی حس سچ تھی یا اس کا وہم تھا؟

@@@@@@@@@

صائم نے آج مشعل اور منزہ کے ساتھ شاپنگ کا پلین بنایا تھا۔ ہادی چونکہ اکلوتا تھا سو منزہ، مشعل اور عیشال ہی ثمینہ بیگم کی مدد کرنے کے لیے آجاتیں تھیں۔ تاکے ہانیہ کے لیے شاپنگ کر سکیں۔ آج بھی عیشال وہاں آئی تو منزہ اور مشعل بھی صائم کو لیے وہیں آگئیں۔

"یار یہ تم لوگ کس خوشی میں پوری بارات لے کر ہمارے گھر ٹپک پڑے ہو؟"
ہادی ان سب کو ایک ساتھ آتا دیکھ کر منہ بسور کر بولا

بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں یار، ایک تو ہم اس منحوس کی بیگم کے لیے شاپنگ کریں اس" ثمینہ بیگم نے ان سب کے لیے آلو والے پراٹھے بنائے تھے۔ "پر ٹشن دکھا رہا ہے صائم پراٹھے سے انصاف کرتے بولا۔

چل چل احسان کسی اور پر جتائیں، اور یہ شاپنگ تو بہانا ہے اصل میں تو تم میری مما" ہادی اس کے پوری رفتار سے چلتے "ڈارلنگ کے ہاتھوں کے کھانے ٹھونسے آتے ہو ہاتھوں کو دیکھ کر بولا۔

ہاں تو ہماری آنٹی ڈارلنگ ہیں، تجھے کیا تکلیف ہے؟ اور بھول مت ہانیہ کی ساری" صائم "شاپنگ مشی، منزہ اور عیشال نے ہی کی ہے، اور میں ساتھ ڈرائیور بنا ہوں اس کے طنز کو سرے سے نظر انداز کرتے بولا۔

تو مت کرو، میں نے تو مما کو بولا ہے میری بیوی ہے میں خود ہی شاپنگ کر لوں" گا، مگر نہیں ان لڑکیوں کو تو پھرنے بہانا چاہیے، امپر ویم میں گھس جاتی ہیں، اور پھر

سارا دن پھر ٹر کے واپس آجاتی ہیں، واپسی پر بامشکل ایک آدھا ڈریس ہوتا ان کے ہادی ان تینوں کو دیکھ کر بولا تو انہوں نے خون آشام نظروں سے اسے گھورا "پاس

ہادی کیوں بہنوں کے پیچھے پڑ جاتے ہو، ایک تو وہ تمہاری شادی کی تیاریاں کروا رہی" ثمینہ بیگم جو کچن سے آرہی تھیں اس کی باتیں "ہیں اور تم انہیں ہی باتیں سنا رہے ہو سن کر گھور کر بولیں۔

مما ان چڑیلوں نے کل کو میری ٹیڈی بیئر کو میرے خلاف ہی بھڑکانا ہے، زیادہ ان" ہادی انہیں زبان دکھاتے بولا تو مشی نے گلاس اس کی سمت "سے خوش مت ہوں پھینکا، جسے وہ بروقت کیچ کر گیا۔

منزہ نے "تو دیکھ بیٹا، ایسا ٹرین کروں گی ناں ہانیہ کو تجھے منہ بھی نہیں لگائے گی وہ" دھمکی دی تو ہادی شرارت سے ہنس دیا۔

وہ کہتا وہاں سے بھاگا، کیونکہ وہ تینوں ہی اس کی "وہ ناں لگائیں میں لگا لوں گا" بے شرمی پر اسے مارنے کے لیے اٹھی تھیں۔ صائم اس کی ڈھٹائی پر ہنس دیا۔ وہ واقع ہی رونق تھا ان سب کی زندگی کی۔

@@@@@@@@@

آج سنڈے تھا تو عبید بے فکر ہو کر افنان صاحب اور عزہ بیگم کو لے کر شاہ حویلی آگیا۔ اس کا دل پوری شدت سے دھڑک رہا تھا۔ نا جانے کیا لکھا تھا۔ اس کی قسمت میں۔ آج شاید اس کی قسمت کے فیصلے کا دن تھا۔

افنان ملک اندر نہیں گئے تھے۔ انہیں ملازم نے مہمان خانے میں ہی بیٹھا دیا۔ وہ جانتے تھے سادات گھرانے کی عزت کیسے کی جاتی ہے۔ عزہ بیگم کو عبید لاوئج کے دروازے تک چھوڑ آیا۔ اور پھر خود افنان صاحب کے پاس چلا گیا۔

عزہ بیگم اندر آئیں تو سامنے ہی جویریہ کی اماں شاہ بی بی صوفے پر "السلام علیکم" بیٹھیں تھیں۔ اجنبی خاتون کو دیکھتے حیرانی سے اپنی جگہ سے اٹھیں۔ ادھیڑ عمر پُر نور سے چہرے والی شاہ بی بی عزہ بیگم کو بہت پیاری لگیں

جویریہ جو ان کی چائے لے کر وہیں آ رہی تھی وہ بھی "اماں جان آپ کی چائے" حیرت سے انہیں دیکھتے وہیں رک گئی۔ عزہ بیگم نے جویریہ کو بغور دیکھا۔ وہ گھر کے حلیے میں تھی۔ سادہ سی شلوار قمیض میں سر پر حجاب اوڑھے معصوم اور پیاری سی جویریہ

شاہ بی بی نے حیرت کو سائیڈ پر رکھتے سلام کا جواب دیا۔ جس پر عزہ "وعلیکم السلام،" بیگم چلتے ہوئے ان کے مقابل آئیں۔ ان کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگا گئیں

آپ نے یقیناً مجھے نہیں پہچانا، میں عزہ ملک ہوں، آج یہاں بہت ضروری کام سے" وہ شاہ بی بی کی حیرانی بھانپتے بولیں "آئیں ہوں

شاہ بی بی نرم سا مسکرا کر بولیں تو عزہ بیگم سامنے "جی بسم اللہ آپ تشریف رکھیں" صوفے پر بیٹھ گئیں۔ دوسری طرف ملازم ارحام شاہ کو مہمانوں کے آنے کی خبر دے چکا تھا تب ہی وہ مہمان خانے کی سمت بڑھے

شاہ بی بی جویریہ "جویریہ بیٹا ملازم کو مہمانوں کی خاطر تواضع کے لیے بولیں جا کر" سے بولین تو وہ سر ہلاتے کچن کی سمت بڑھ گئی۔ نا جانے کیوں عزہ بیگم کا چہرہ جانا پہچانا سا لگ رہا تھا۔

وہ کچن سے واپس لاونج میں آئی تو عزہ بیگم نے "جویریہ بیٹا یہاں آئیں میرے پاس" مسکرا کر اسے پاس بلایا۔ جس پر وہ کچھ حیران سی ہوتی ان کے پاس آئی۔ حیران تو شاہ بی بی بھی تھیں

شاہ بی بی، میں آج یہاں بہت عاجزی سے اپنے بیٹے عبید ملک کے لیے آپ کی بیٹی" ان کی "جویریہ کو مانگنے آئیں ہوں، امید کرتی ہوں آپ مجھے خالی نہیں لوٹائیں گی بات پر کئی لوگوں کے سر پر دھماکے ہوئے تھے۔

جویریہ تو عبید کا نام سنتے ہی ہکا بکا انہیں دیکھے جا رہی تھی۔ اس نے کب سوچا تھا ایسا کچھ ہو گا۔ شاہ بی بی بھی ساکت سی انہیں تک رہی تھیں اور دھماکا تو کسی اور کے سر پر بھی ہوا تھا۔

ارحام شاہ مہمان خانے میں موجود شخصیت کو دیکھتے بڑبڑائے، مگر ان "افنان ملک؟" کی بڑبڑاہٹ اتنی واضح ضرور تھی کے افنان ملک تک با آسانی پہنچی تھی۔ افنان ملک ان کی سمت مڑتے خود بھی حیرت زدہ تھا۔

افنان ملک مسکرائے تو ارحام شاہ بھی خوش دلی سے مسکراتے ہوئے "ارحام شاہ" ان کی سمت بڑھے جبکہ عبید حیرانی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جو اب بغل گیر ہو رہے تھے۔

عبید اپنی حیرت پر قابو ناں پاتے بولا "آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟" جس پر وہ دونوں اس کی حیران شکل دیکھ کر مسکرا دیے۔

"ناں صرف جانتے ہیں بلکہ بہت اچھے سے جانتے ہیں، ارحام شاہ میرے بیسٹ فرینڈ ہیں۔ ہم سکول سے لے کر یونیورسٹی تک ساتھ رہے ہیں" افنان ملک عبید کو دیکھ کر بولے تو وہ سر ہلا گیا۔

"کیسے ہیں آپ افنان ملک صاحب، اچانک ایسا غائب ہوئے کے پلٹ کر خبر تک ناں لی" ارحام شاہ افنان ملک سے شکوہ کرتے بولے

"اچانک سے بزنس کی وجہ سے امریکہ شفٹ ہونا پڑا، اور پھر آپ بھی مصروف ہو گئے" افنان ملک اداسی سے بولے تو "انسان تھے زندگی کے جھمیلے ہمیں دور لے گئے" ارحام شاہ بھی اداس سا مسکرا دیے

افنان ملک نے تعارف کروایا تو عبید نے "خیر ارحام شاہ یہ میرے بیٹے ہیں عبید ملک" آگے بڑھتے ان کا ہاتھ تھام کر پشت پر بوسہ دیا۔ وہ افنان ملک سے بھی ایسے ہی مصافحہ کرتا تھا

"ہم مل چکے ہیں ان سے، ہمیں سمجھ جانا چاہیے تھا اتنی شاندار تربیت افنان ملک کی ہی" ارحام شاہ عبید کا کندھا تھپتھپاتے بولے تو وہ دھیما سا مسکرا دیا۔ "ہو سکتی ہے

افنان ملک ہمیشہ سے اخلاقیات میں سب سے پہلے نمبر پر رہے تھے۔ ارحام شاہ کے دوست ہوتے ہوئے بھی وہ ہمیشہ ان کا احترام کرتے تھے۔ اور عبید تو بنا بنایا افنان ملک کا پرتو تھا۔

افنان ملک عاجزی سے بولے، وہ تینوں وہیں صوفے پر براجمان "بہت شکریہ یار" ہوئے، عبید تو دوستوں کے اس ری یونین پر حیران تھا

خیریت تھی ناں افنان، آج اتنے سالوں بعد کیا چیز میرے دوست کو میرے" ارحام شاہ نرمی اور سادگی سے بولے تو عبید کا دل "غریب خانے پر لے کر آئی ہے؟ دھڑکا۔

غریب تو ہم ہیں شاہ جی، آپ کے پاس وہ دولت ہے جو ہمارے پاس نہیں، اور یوں" افنان ملک کی ذو معنی " سمجھیں آج میں سوالی بن آپ سے وہ دولت مانگنے آیا ہوں بات پر ارحام شاہ حیران ہوئے

ارحام شاہ کچھ سمجھتے کچھ ناں سمجھتے بولے "کہنا کیا چاہتے ہو تم افنان، کھل کر بولو؟"

"اللہ نے مجھے سب کچھ دیا ہے، صرف بیٹی جیسی رحمت سے محروم رکھا، میں جانتا ہوں میں اپنی اوقات سے بڑھ کر امید لگا رہا ہوں مگر میں اپنے بیٹے کے لیے آپ کی بیٹی کو مانگتا ہوں۔ انہیں میری بیٹی بنا دیں" افنان ملک کی درخواست پر ارحام ملک چند پل خاموش ہوئے

"تم بھی جانتے ہو افنان اللہ پاک نے انسان کو ذات پات میں صرف اس لیے تقسیم کیا تا کہ ان کی پہچان کی جا سکے، ورنہ تقویٰ کے سوا کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بچوں کی شادی کے لیے نیک سیرت انسان کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے" ارحام شاہ کچھ پل خاموش ہوئے

عبید نیک سیرت بھی ہیں اور باادب بھی، جویریہ شاہ عبید کی زوجیت میں آئیں یہ" ہماری بیٹی کی خوش قسمتی ہو گی۔ ہماری برادری میں جویریہ کے جوڑ کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اور ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو ذات برادری کے نام پر اپنی بچی کو گھر ارحام شاہ کی بات پر عبید کا دل بے ساختہ "بیٹھائے رکھ کر اللہ کے ہاں گنہگار ہوں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوا تھا۔

افنان ملک کو خوشی کے مارے سمجھ نہیں آیا وہ کیا جواب دیں "اس کا مطلب آپ؟" جبکہ عبید نے بھی بامشکل لب دباتے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کا گلہ گھونٹا۔

میرا مطلب عبید ملک میرے داماد بنیں یہ میرے لیے فخر کی بات ہے، اور میری" ارحام شاہ مسکرا کر اٹھے تو "بیٹی افنان ملک کی بہو بنیں یہ ان کی خوش قسمتی ہو گی افنان ملک بھی خوشی سے اٹھ کر ان کے گلے لگے۔

"یہ تو آپ کا بڑا اپن ہے انکل، ورنہ آج جو آپ نے ہمیں دیا ہے اس کے لیے میں عبید کی آنکھوں میں "تا عمر بھی آپ کا شکر گزار رہوں تو کم ہو گا، تھینک یو سوچ چمکتی تشکر کی نمی دیکھتے ارحام شاہ جویریہ کی قسمت پر پُر سکون ہو گئے تھے۔

ارحام شاہ "خوش رہیں بیٹا، اللہ پاک آپ کو کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازے" اس کی پیٹ تھپتھپاتے بولے۔ عبید نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کے اس کی محبت اتنی آسانی سے اس کی بنادی جائے گی۔ شاید یہ اس کا انعام تھا۔

ارحام شاہ نے ملازم سے کہہ کر اندر "ہم اندر بتاتے ہیں، آئیں اپنی بیٹی سے مل لیں" پیغام بھجوایا، جس پر شاہ بی بی اور جویریہ جو عزہ بیگم کی بات پر گنگ تھیں نقاب اوڑھ گئیں، عزہ بیگم نے بھی اپنا منہ ڈھانپ لیا۔

عبید نظریں جھکائے شاہ بی بی کے سامنے جھکا، شاہ بی بی پہلے ہی ان کے "السلام علیکم" یہاں لائے جانے پر بہت کچھ سمجھ چکی تھیں۔ تب ہی عبید کے باادب اور لمبے چوڑے وجود کو دیکھ کر انہیں بے ساختہ اپنی بیٹی کی قسمت پر رشک آیا۔

انہوں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، دوسری طرف "وعلیکم السلام بیٹا" جویریہ نے سر جھکائے افنان ملک کو سلام کیا جس پر انہوں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

ارحام شاہ نے ایک نظر جویریہ کی جھکی نظروں کو دیکھا، ان میں حیا کی لرزش واضح تھی جس پر وہ مزید مطمئن ہو گئے۔ جویریہ جو چند لمحے پہلے تک ساکت تھی اب ارحام شاہ کے مثبت انداز پر اس کا دل سکون اور طمانیت سے بھر گیا۔

عبید جیسا انسان اس کا ہمسفر بنے اس سے بڑھ کر اس کے لیے کیا ہو سکتا تھا۔ اور پھر نا جانے کب اس کا دل بھی عبید کا تمنائی ہو چکا تھا اس سے وہ خود بھی انجان تھی۔

"شاہ جی میں جانتا ہوں جویریہ بیٹی ابھی پڑھ رہی ہیں، مگر میں چاہتا ہوں جلد از جلد یہ نیک فریضہ سر انجام دے دیا جائے، ہمیں ایک ماہ بعد امریکہ واپس جانا ہے۔ اور اس بار ہم عبید کی خوشی دیکھ کر جانا چاہتے ہیں" افنان ملک سلیقے سے بولے۔

ارحام شاہ تذبذب کا شکار تھے۔ اتنی جلدی جویریہ کی "مگر افنان جیا کی پڑھائی" شادی کا انہوں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔

جواب دینے کے لیے معذرت انکل، مگر آپ فکر مت کریں، میری طرف سے "
انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، جویریہ جہاں تک چاہیں گی وہاں تک پڑھیں گی۔ آپ
عبید آہستہ سے بولا تو ارحام شاہ کے ساتھ ساتھ باقی سب " بلکل پریشان مت ہوں
بھی مسکرا دیے۔

جویریہ نے ایک چور نظر اس کے خوبرو چہرے پر ڈالی مگر جلد ہی نظریں جھکا گئی۔ سر جھکائے بیٹھا بولتا وہ بہت پیارا لگا۔ کوئی اتنا با ادب اور سلیقہ مند کیسے ہو سکتا تھا جتنا عبید ملک تھا۔

ٹھیک ہے افنان، اگر ہمارے بیٹے نے بولا ہے تو ہمیں یقین ہے ان پر، آپ جب "
ارحام شاہ کی بات پر سب کے چہرے کھل اٹھے، " چاہیں اپنی امانت لے جائیں
جویریہ حیا کی زیادتی سے اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔

تو پھر اس ماہ کی تئیس تاریخ ٹھیک رہے گی۔ عبید کے دوستوں کی بھی شادیاں ہیں" افنان ملک کا خیال "اسی ماہ ہے، سارے بچوں کی شادی اگے پیچھے ہی ہو جائے گی سب کو پسند آیا تھا سو سب ان کی بات پر متفق تھے۔

عبید کا دل بھنگڑے ڈالنے کا چاہ رہا تھا۔ آج اسے اتنی بڑی خوشی ملی تھی جس کا اندازہ لگانا ناممکن تھا۔ افنان ملک اور ارحام شاہ تو اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے جبکہ عزہ بیگم بھی شاہ بی بی کے ساتھ مگن تھیں۔

عبید نے ایک نظر اسی سمت ڈالی جہاں وہ حسینہ گئی تھی۔ صرف کچھ دن تھے اور پھر اس کی محبت ہمیشہ کے لیے اس کی محرم بنا دی جاتی۔ اور عبید ملک کو اس دن کا شدت سے انتظار تھا۔

@@@@@@@@@@

ہائے میں صدقے جاؤں، گھنے میسنے انسان اکیلے اکیلے رشتہ پکا کروالیا اور بھنک تک" ہادی پُرجوش سا بولا۔ اگلے دن ہی وہ سب لوگ ملک ولاز " لگنے نہیں دی تو نے ہمیں میں جمع تھے۔ جہاں افنان ملک اور عزہ بیگم تو انہیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔ اب وہاں وہ سب دوست جمع تھے۔ بلال اور منیب خاص اس کی خوشی میں شرکت کے لیے آئے تھے

یار مجھے خود ابھی تک یقین نہیں آرہا یہ سب اتنی آسانی سے ہو گیا؟ انہیں پانا دیوانے" عبید کی خوشی چھپائے "کے خواب جیسا تھا مگر خدا ہمیشہ کی طرح مجھ پر مہربان ہو گیا نہیں چھپ رہی تھی

سچ میں عابی، تیرا کیس سب سے مشکل لگ رہا تھا اور وہ ہی سب سے آسان نکلا، تو بیٹا" بلال کی بات پر عبید مسکراہٹ دبا گیا۔ وہ اسے کیا بتاتا وہ "سو نفل شکرانے کے ادا کر پہلے ہی سو نفل ادا کر چکا ہے۔

یار کتنے ڈیش ہو تم سب کے سب، یونی میں میں خوش تھا کے تم سب شدید کنواروں" میں سب سے پہلے میں شادی شدہ بنوں گا، مگر سب منحوس نمبر لے گئے، دو نکاح شدہ ہو چکے ہیں اور دو نا ممکن نظر آنے والی لو سٹوری کو ممکن بنا چکے ہیں اور میں غریب صائم کی دھائیوں پر وہ سب قہقہ لگا گئے۔ "وہیں کا وہیں ہوں

ابھی تو بیٹا تو دیکھ، سب سے پہلے شادی کروانے کے خواب دیکھتے دیکھتے سب سے" منیب نے اسے چھیڑا تو وہ منہ بسور گیا "اینڈ میں تیری ہی باری آنی ہے

صائم کی دہائی پر ان سب "اللہ پوچھے گا ظالمو، کرلو مجھ غریب کے ساتھ ناانصافیاں" نے اسے خاص طور پر اگنور کیا تھا۔

ہادی "جب خود سب سے پہلے منگنی کروا کر بیٹھ گیا تھا تب ہم پر ترس آیا تھا تجھے؟" نے یاد دلایا تو وہ مصنوعی شرمندہ سا یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

ہادی کو پھر "اچھا یار چھوڑو، یہ بتاؤ کس کس کی شادی پر کون کون سا دھماکا کرنا ہے؟" شیطانی سوجھی تھی مگر اس بار سب نے پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

اب تک جو دھماکے ہوئے ہیں وہ کافی نہیں تھے؟ اب کیا ڈرون گرانا ہے کسی کے "
منیب نے بازو اوپر کرتے اسے گھورا جس پر وہ "اوپر؟ نہیں تو کیا چاہ رہا ہے یہ بتا زرا؟
جلدی سے نفی میں سر ہلا گیا۔

ہادی فوراً "کچھ نہیں کچھ نہیں، یار میں تو مزاق کر رہا تھا، دل پر کیوں لیتے ہو"
شرافت کا لبادہ اوڑھے معصوم بنا۔ جس پر وہ سب ایک بار پھر خوش گپیوں میں
مصروف ہو چکے تھے۔

@@@@@@@@

ڈیڑھ ہفتے بعد۔۔۔۔

تیاریوں اور شور و ہنگامے کے درمیان یہ دن کیسے گزرے کسی کو علم نہیں ہوا۔ منیب اور ہادی کی شادی تھی۔ منیب بارات کو چونکہ لاہور ہی آنا تھا اور ہادی کی بارات لاہور سے جانی تھی سو اس سارے سفر اور رولے سے بچنے کے لیے افنان ملک کی درخواست پر وہ لوگ ملک ولا شفٹ ہو گئے تھے۔

منیب اور ہانیہ کی شادی ملک ولاز سے ہی ہونا تھی۔ اماں جان کو انہوں نے بامشکل منایا تھا۔ عبید کے لیے منیب اگر بھائیوں کی طرح تھا تو ہانیہ اس کے لیے چھوٹی بہن تھی۔ سو وہ چاہتا تھا ان کی شادی اس کے گھر سے ہو۔

کل ان دونوں کی مہندی تھی اور آج رات مایوں، ان دونوں کے چونکے نکاح ہو چکے تھے اسی لیے ساری رسمیں ایک ساتھ ہی رکھی گئیں تھیں۔ مایوں ملک ولاز کے لان میں ہونا طے پایا تھا۔

مشی جو ہانیہ کے ڈریسز رکھ کر "مشی چائے پلا دو یار، اففف کمر توڑ دی ظالموں نے" کچن سے اس کے لیے جوس لینے آئی تھی صائم کی آواز پر لاونج کی سمت آئی

وہ سب لاونج میں گرے پڑے تھے۔ عیشال اور ہانیہ دونوں ہی اوپر روم میں تھیں۔ وہ سب ابھی لان کی سجاوٹ سے فارغ ہوئے تھے۔ اور اب ہادی نے انہیں اچھا خاصا نچایا تھا۔

کونسے ہل چلائے ہیں تم لوگوں نے جو ایسے گرے پڑے ہو؟ ایک زرا سی سجاوٹ کیا" کروالی ڈرامے ہی ختم نہیں ہوتے، اور صائم تم کتنی بار بولا ہے چائے پینی ہو تو خود بنالیا مشعل تو اچھی خاصی تپ کر بولی "کروا اٹھ کر

میڈم خود تو صبح سے آرام سے بیٹھی ہو، باہر نکل کر دیکھو زرا، اس پر یہ ہادی تین" دن سے ہمیں نچا رہا ہے، بھئی جب تیری بارات نکلے گی تو ڈانس اوٹومیٹک نکلے گا کیوں بلال تو زرا سی سجاوٹ سن کر جل بھن ہی گیا تھا "فکر کرتا ہے؟

کام اگر تم لوگ کر رہے تھے تو فارغ ہم بھی نہیں ہیں، جو لینا ہے اب خود اٹھ کر لے" اچانک منزہ نے انٹری ماری تو اب خاموش ہونے کی باری بلال کی تھی۔ "لو، چلو مشی

یار یہ لوگ ابھی سے بیویوں کے روپ میں آچکی ہیں۔ یہ لوگ تو کل کو ہمیں" صائم ان کے جانے کے بعد منہ بسورتے بولا تو وہ سب ہنس "اشاروں پر نچائیں گی دیے

عبید ان کے "تم لوگ باخوشی ان کی انگلیوں پر ناچ کو تیار ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے" کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا تو وہ دونوں سر ہلا گئے

صائم کو اچانک اپنی ناں ملنے والی چائے کا دکھ یاد آیا تو وہ "میری چائے ے ے ے" روہانسی ہوتا بولا۔

عبید اسے کہتے کچن کی سمت بڑھا تو صائم کو کچھ "صبر کرو، میں بنواتا ہوں چائے" حوصلہ ہوا۔ ورنہ مشی کی کوری ناں اس کے دل پر لگی تھی۔ مگر صبر کے گھونٹ بھرنے کے علاوہ بیچارے کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔

@@@@@@@@@

وفا ناں راس آئی

تجھے او ہر جائی۔۔

مجھے چھوڑ کر جو تم جاؤ گے

بڑا پچھتاؤ گے بڑا پچھتاؤ گے

بلال جو "ابے او، میری شادی ہے بریک اپ نہیں ہوا جو ایسے گانے لگا رہا ہے" میوزک پلائیر کے ساتھ پنگے لے رہا تھا گردن پر پڑنے والی چت پر گھوم کر رہ گیا۔

گردن سہلاتے بلال نے ہادی کو گھورا۔ جواب خود "کیا ہو گیا ہے چیک کر رہا ہوں" آگے ہوتا میوزک سیلیکٹ کر رہا تھا۔

تم دونوں ابھی تک یہیں پنگے کر رہے ہو، مایوں کی رسم شروع ہونے میں تھوڑا ہی" میر طارق جو کسی کام سے اندر "وقت رہ گیا ہے، ہادی کم از کم تم تو تیار ہو جاتے جا رہے تھے ان دونوں کو دیکھ کر بولے۔

بابا میں تیار ہونے کی جا رہا تھا پر یہ منحوس یہاں بیٹھا زمانے بھر کے دکھی گانے سن رہا تھا۔ نہیں اب بتائیں بھلا میر ہادی کی شادی ہو اور اس کا نالائق دوست ایسی حرکتیں کریں یہ کیسے سہہ لوں میں" ہادی بلال کو گھور کر ان سے بولا۔

"ہاں اور ہادی صاحب نے تو ٹھیکا لے رکھا ہے سارے کام درست کرنے کا، پتر تم سب ایک ہی تھالی کے بینگن ہو۔ کوئی کل سیدھی نہیں ہے تم لوگوں کی، اب ان گانوں پر بحث بند کرو اور جا کر تیار ہو جاؤ" میر طارق ہوں اور ہادی کی بے عزتی ناں ہو یہ کیسے ممکن تھا۔

وہ دونوں نیویں نیویں ہو کر نکل گئے۔ ہادی اور منیب دونوں نے ہلدی رنگ کے کرتے اور سفید شلواریں زیب تن کر رکھی تھیں۔ جبکہ باقی سب نے سفید شلوار

قمیض پہنے تھے۔ لڑکیوں میں سے عیشال اور ہانیہ نے ہلدی رنگ کی سادہ پاؤں کو چھوتی فراک پہن رکھی تھی۔

جبکہ باقی سب نے سفید ویسی ہی فراک پہنی تھیں، ساتھ مختلف رنگوں کے دوپٹے لیے وہ سب ہی بہت پیاری لگ رہی تھیں۔ عیشال نے بالوں کا خوبصورت سا جوڑا بنا رکھا تھا اور اوپر دوپٹہ سیٹ کیا تھا۔ جبکہ ہانیہ نے بالوں کی لمبی سی چٹیا بنائی تھی جس میں پھول لگائے تھے۔

لان کو بھی ہلدی رنگ کی مناسبت سے ہی سجایا گیا تھا۔ ہر طرف رونقیں اور مسکراہٹیں تھیں۔ ہادی اگر کیمرہ تھامے سب کے بونگے بونگے پوز قید کر رہا تھا تو بلال کھانے کی میز سے کچھ ناں کچھ لا کر ان سب کو سرو کرتا۔ صائم مہمانوں سے ڈیل کر رہا تھا۔

میرے دل کی ساری شدتیں

میرا خلوص میری چاہتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

میرا دکھ میرے سارے غم

میرا سکھ اور میری راحتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

میری ہنستی اکھیاں کھلتے لب

میری روح میرا دھڑکتا دل

اے دوست فقط تیرے لیے

یہ ہوا اور جگنو تتلی شبنم

یہ پھول کلیاں یہ چاند تارے

اے دوست فقط تیرے لیے

میری دعائیں میرے سجدے اور عبادتیں

میرے خواب میری ساری ریاضتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

میری زندگی کا ہر ایک لمحہ

اور میرے دل کی ساری حکایتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

اے دوست فقط تیرے لیے

"عبید، بلال اور صائم چلو چل کر تم لوگ بھی رسم کر لو، کیونکہ مزید ہادی کو ٹک کر بیٹھانا مشکل ہے، جلدی آؤ" میر طارق ان تینوں سے بولے تو وہ مسکرا کر سر ہلاتے چل دیے۔

عبید اس کے ساتھ بیٹھتا اس "ہادی آج کا دن تو سکون سے بیٹھ جا، ہانیہ کیا سوچے گی" کے چت لگاتے بولا، جو ہانیہ کو دیکھ دیکھ کر دیوانہ ہو رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ہانیہ کو اٹھا کر دل میں رکھ لے۔

"میری مسز میرے بارے میں کچھ فضول نہیں سوچتیں، ہیں ناں مسز میر ہادی" ہادی ہانیہ کی سمت جھک کر بولا۔ وہ بچاری پہلے ہی اس کی سرگوشیوں پر خود میں سمٹی بیٹھی تھی اور کیا بولتی۔

بلال نے اس کے سر کو تھام کر سیدھا کیا جو پوری "بچی کو ڈرانا بند کر سیدھا ہو کر بیٹھ " طرح ہانیہ کی سمت جھکا ہوا تھا۔

"کیوں جل رہا ہے بے، وہ ساتھ کھڑی ہے تیرے والی، اسے چھیڑ ڈونٹ ڈسٹرب " ہادی بلال کو گھور کر بولا۔ منیب اور ہادی کو بس یہ ہی صدمہ تھا کے وہ دونوں "می ایک ساتھ دلہے بنے بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے کی شادی بھی انجوائے نہیں کر پا رہے۔

بلال اس کا دھیان بھٹکتا دیکھ کر سامنے "اچھا بیٹا یہ بات ہے، یہ لے پھر، یہ لے" رکھے باؤل میں سے ہلدی لیتے دونوں ہاتھوں میں بھر کر اس کے منہ پر رگڑ چکا تھا۔ اس کی دیکھا دیکھی صائم نے بھی وہی کیا۔

ہادی اپنا منہ یہاں سے وہاں کر کے بچاتے "ظالمو جان لو گے کیا، ہٹو، بچاؤ مجھے کوئی تو" چیخا مگر وہاں اس کی سننے والا کون تھا۔ آج ہی تو وہ ان کے ہتھے چڑھا تھا۔

"یار منی کے بھی تو لگاؤ، اس کی بھی مایوں ہے صرف مجھے کیوں ہلدی سے نہلایا ہے" ہادی نے ان کا دھیان منیب کی سمت دلوایا جو مزے سے بیٹھا یہ شو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

ہادی سمیت وہ سب اٹھ کر منیب کی طرف بڑھے اور اب منیب کرسی "حملہ۔۔۔" کی پشت پر تقریباً لیٹا ہوا تھا اور وہ سب اس کے اوپر چڑھے ہوئے تھے۔ سارے مہمان اور وہ سب لڑکیاں ان کی حرکتیں دیکھ کر ہنسنے لگے۔

منیب سیدھا " کمینو اپنی باری آنے دو پھر دیکھنا، آج تم سب کا دن ہے کر لو عیش " ہوتے منہ سے ہلدی صاف کرتے بولا۔ وہ سب اسے دیکھ کر آنکھ دبا گئے۔ ہلدی کی رسم کو چار چاند ان کی مسکراہٹیں لگا رہی تھیں

@@@@@@@@@

اگلے دن کا سورج اگتے ہی ایک بار پھر دن اپنی پوری رفتار سے گزرنے لگا۔ آج وہ تینوں لڑکے اور منزہ اور مشی ڈانس پریکٹس کر رہے تھے۔ جبکہ ہانیہ اور عیشال کو تو مکمل طور پر وہ چھپا چکی تھیں۔

ہادی اور منیب ان سب کا ڈانس دیکھ کر گندے گندے منہ بناتے جس پر وہ سب انہیں پھاڑ کھانے کو آتے۔ اب بھی وہ سب لاونج میں گرے پڑے تھے۔ ہادی تو بار بار ان سب کو ہٹا کر خود ناچنے لگتا۔

یار تم لوگ اتنا فضول ناچتے ہو ناں قسم سے دل خراب کر دیا، اگر ایسا ہی چلتا رہا تو" ہادی منہ بسور کر بولا تو "سب مہمان تم لوگوں کو گندے انڈے اور ٹماٹر ماریں گے عیشال نے جوتا اتار کر اس کی سمت پھینکا۔

منزہ بھی اسے دھکا مارتے صوفہ سنبھال "اتنا تو مائیکل جیکسن کی اولاد، خود کر لے" چکی تھی۔ ہادی میوزک پلئیر کی سمت بڑھتے گانا چلا گیا۔

مہندی لگا کے رکھنا

ڈولی سجا کے رکھنا

لینے تجھے او گوری

آئیں گے تیرے سجنا

ہادی منزہ کو زبردستی اٹھاتا اب اسے گھما گھما کر ڈانس کر رہا تھا۔ وہ بیچاری رک کر سمجھنے کی کوشش کرتی تب تک ہادی پھر اسے گھما دیتا۔

"ابے او اپنے والی کو لا کر ڈانس کر، میرے پاس ایک ہی پیس ہے ایویں کوئی ہڈی وڈی ہادی نے منزہ کو گھما کر چھوڑا اس سے "ہل گئی تو میری شادی خطرے میں پڑ جائے گی پہلے منزہ گرتی بلال اسے تھام کر بولا۔

یار میرے والی کو تیرے والی نے پردہ کروا کر چھپا دیا ہے۔ اور میری ٹیڈی بیئر تو" نازک سی حسینہ ہیں جنہیں ہاتھ بھی دھیان سے لگانا پڑتا، جبکہ زی بھائی تو اپن کا بھائی ہادی منزہ کے کندھے سے کندھا ٹکراتے بولا۔ "ہیں کیوں زی بھائی

مطلب کیا ہے تمہارا؟ میں کیا لڑکی نہیں ہوں، میں بھی نازک سی لڑکی ہی ہوں ہیں" منزہ نے فوراً بلال کو دیکھا تاکے وہ اس کی ہاں میں ہاں ملائے "ناں بلال؟

بلکل، میری منزہ تمہاری ٹیڈی بیئر سے بھی نازک ہیں، دوبارہ انہیں یوں گھمایا تو" بلال نے فوراً منزہ کی طرف داری کی۔ "چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں

اب تم دونوں یہاں نیا کٹا مت کھول لینا، چلو مہندی شروع ہونے میں کچھ گھنٹے" عیشال انہیں "ہیں۔ منزہ چلو عیشال اور ہانیہ کو تیار کرنے کے لیے پارلر والی آگئی ہیں روک کر بولی تو منزہ سر ہلاتے اس کے ساتھ چل دی۔

وہ سب بھی اٹھ کر تیار ہونے چل دیے۔ ڈیکوریشن آج ڈیکوریٹرز نے کر دی تھی اسی لیے وہ لوگ ریلیکس تھے۔ باہر لان کو یلو اور گرین کلر سے سجایا گیا تھا۔ اور ان کی ڈریسنگ یلو، گرین اور ریڈ کلر میں تھی۔

منیب اور ہادی نے ہرے کرتے اور سفید شلواریں پہنی تھیں۔ گلے میں سرخ اور پیلے رنگ کی چنزی ڈالے وہ دونوں بے حد وجیہہ لگ رہے تھے۔ جبکہ باقی سب نے یلو کرتے اور سفید شلواریں زیب تن کر رکھی تھیں، ساتھ ان سے ملتی چنزی گلے میں ڈال رکھیں تھیں۔

ہانیہ اور عیشال نے یلو کرتیاں، گرین لہنگے اور ساتھ سرخ دوپٹے سر پر اوڑھ رکھے تھے۔ جبکہ منزہ، مشی اور جویریہ نے گرین کرتیاں اور دوپٹے اور ساتھ یلو لہنگے پہن رکھے تھے۔ وانیہ بھی آچکی تھی اس نے سفید رنگ کا شرارہ پہن رکھا تھا ساتھ گرین دوپٹہ سر پر سجا تھا۔ وہ ابھی بھی بیمار تھی تب ہی چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔

اماں جان بھی خوشی سے جگمگاتا چہرہ لیے سب مہمانوں سے مل رہیں تھی۔ آج وہ اپنے دونوں فرائض سے سبکدوش ہونے جا رہی تھیں۔ ثمینہ بیگم اور طارق صاحب بھی اکلوتے بیٹے کی خوشی میں بے حال تھے۔ حبیب صاحب منیب اور عیشال کے چہرے کی خوشی دیکھ کر اپنا سارا وہم بھول چکے تھے۔

پیار ملا پریت ملی میرے یار کو

بڑی پیاری جیت ملی میرے یار کو

پیار ملا پریت ملی میرے یار کو
بڑی پیاری جیت ملی میرے یار کو

خوش ہے جو دل میں نے محفل
خوش ہے جو دل میں نے محفل
گیتوں سے سجادی ہے

میرے یاررر کی شادی ہے۔۔
میرے یار کی شادی ہے۔۔

جہاں بھی یہ جائیں بہاریں ہی چھائیں

یہ خوشیاں ہی پائیں میرے دل نے دعا دی ہے

میرے یاررر کی شادی ہے

میرے یاررر کی شادی ہے۔۔

سب مہمان اپنے دھیان میں مگن تھے جب اچانک میوزک کی اونچی آواز پر مڑے، سامنے ہی وہ پانچوں بھنگڑے کے انداز میں ڈانس کرتے بہت پیارے لگ رہے تھے۔

عبید درمیان میں اکیلا تھا اس سے پیچھے بلال اور منزہ آمنے سامنے تھے اور اس سے پیچھے مشی اور صائم تھے۔ جبکہ ہادی، منیب اور عیشال آنکھوں میں نمی لیے ان سب کو دیکھ رہے تھے۔ جو لبوں پر بھرپور مسکراہٹ لیے دل کھول کر جھوم رہے تھے۔

میں نچاں اوندے نال نال

جدے لمے لمے وال وال

جیڑی لال پٹولے ور گی لگدی اے

اچانک ٹریک بدلا، عبید سائیڈ پر ہو گیا اب وہ چاروں تھے اور ابرار الحق کے گانے کا میوزک ان سب کو ہنسا گیا۔ وہ چاروں بھی ہنستے ہوئے ڈانس کر رہے تھے۔ عبید جا کر ہادی، منیب اور عیشال کو بھی کھینچ لایا۔

مونچھوں کو تھوڑا راونڈ گھما کے
اناں کے جیسا چشمہ لگا کے
کھو کھونٹ میں لسی ملا کے
آجاؤ سارے موڈ بنا کے
آل دا رجنی فینز
ڈونٹ مس دا چینس
لنگی ڈینس لنگی ڈینس
لنگی ڈینس لنگی ڈینس

ان نمونوں کی حرکتیں ہمیشہ ہی سب سے انوکھی تھیں۔ ان کے سیلیکٹ کیے گئے گانوں پر مہمانوں کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔ وہ پانچوں نمونے ناچتے خود بھی ہنس رہے تھے اور باقی سب کو بھی ہنسا رہے تھے۔

"اوکے اوکے لیڈیز اینڈ جینٹل مین، اب سب مزاق ایک طرف اب ہمارے دلہا دلہن کی سپیشل پرفارمینس، پلیز ویلکم مسٹر اینڈ مسز میر ہادی اینڈ مسٹر اینڈ مسز منیب صائم" مائک تھامے بولا تو سب لوگ سنجیدہ ہوئے۔ "سلطان

ہادی اور منیب جا کر "مجھے، ڈانس نہیں آتا ہادی، میں نے تو دیکھا تک نہیں ہے کبھی" ہانیہ اور عیشال کو لے آئے، تو ہانیہ ہادی کی سمت جھک کر بولی جس پر وہ مسکرا دیا۔

ڈونٹ وری ٹیڈی بیئر، میرے ہوتے ہوئے آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہیں۔ بس خود کو میرے سپرد کر دیں، پھر میر ہادی جانے اور اس کا کام" ہادی جھک کر اس کے کان میں بولا تو وہ جھنپ گئی

کہتے ہیں خدا نے اس جہاں میں
سبھی کے لیے کسی ناں کسی کو
ہے بنایا ہر کسی کے لیے
تیرا مل ناں ہے اس رب کا اشارہ
مانوں مجھ کو بنایا تیرے
جیسے ہی کسی کے لیے
کچھ تو ہے تجھ سے رابطہ

کچھ تو ہے تجھ سے رابطہ

کیسے ہم جانیں ہمیں کیا پتا

کچھ تو ہے تجھ سے رابطہ

تو ہم سفر ہے پھر کیا فکر ہے

جینے کی وجہ یہی ہے

مرنا اسی کے لیے

کچھ تو ہے تجھ رابطہ

کچھ تو ہے تجھ سے رابطہ

ہادی ہانیہ کو نازک کانچ کی گڑیا کی طرح تھامے آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔ ہانیہ گانے کے بول سنتی مسکرا دی۔ سچ میں اللہ نے ہادی کو اس کے لیے بنایا تھا۔ جسے اس کی اتنی بڑی کمی سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

اس دنیا میں ہر کسی کو کسی ناں کسی خاص کے لیے بنایا گیا ہے۔ زندگی کی کھٹن راہوں سے ہو کر انسان اس ایک تک پہنچتا ہے جس کے پاس اس نامکمل وجود کا باقی ماندہ حصہ ہوتا ہے، وہ لوگ بھی اپنے ان حصوں کو پا چکے تھے۔

@@@@@@@@@

مہندی کی رات بھی انہوں نے تقریباً جاگ کر گزاری تھی۔ سو اگلے دن وہ سب مُردوں سے شرط لگا کر دن ایک بجے تک سوتے رہے تھے۔ عبید کے نفاست سے ترتیب دیے کمرے کا نقشہ بگڑا پڑا تھا۔ صائم، بلال اور منیب بیڈ پر ایک دوسرے پر ٹانگیں پھینکے پڑے تھے جبکہ عبید صوفے پر سو رہا تھا۔

ہادی کو کہیں جگہ ناں ملی تو نیچے ہی کالین پر سو گیا۔ میر طارق نے ایک بجے آ کر ان کے کمرے کا دروازہ چابی سے ان لاک کیا۔ ان سب کو یوں اوپر نیچے پڑے دیکھ کر میر طارق نفی میں سر ہلا گئے۔

"شیر جوانو اٹھ جاؤ، جانتا ہوں پاکستان بنا کر تھک گئے تھے تم لوگ، آرام ضروری ہے مگر ان نالائقوں کی بارات لے جانی ہے ناں، اٹھو جلدی" میر طارق طنز سے بولے تو وہ سب ایک ہی جست میں اٹھے

صائم نیند سے بھری "انکل ابھی تو ایک ہی بجا ہے، بارات تو چھے بجے جانی ہے ناں" آنکھیں بامشکل کھولتے بولا۔

"بیٹا جی بھول رہے ہو تو یاد دلا دوں، ان گدھوں کے علاوہ تم سب کی بہنوں کی بھی میر "شادی ہے، ہال میں جا کر انتظامات بھی تم لوگوں نے ہی دیکھنے ہیں۔ جلدی اٹھو طارق نے مصنوعی مسکرا کر کہا تو وہ جلدی سے بستر چھوڑتے اٹھ کھڑے ہوئے

"ابے ہادی اٹھ، پارلر بھی جانا ہے تم دونوں نے، ہانیہ اور عیشال کے سامنے تم لوگ صائم ہادی کو ہلاتے ہوئے بولا "ایسے لعنتی بوتھے لے کر گئے تو وہ دونوں ڈر جائیں گی جو میر طارق کے جانے کے بعد دوبارہ ٹن ہو چکا تھا۔

"مجھے کوئی ٹینشن نہیں، میری ٹیڈی بیئر مجھے دل کی آنکھوں سے دیکھتی ہیں، سو مجھے سونے دو" ہادی نیند میں بول کر دوبارہ سو گیا۔

"تمہاری ٹیڈی بیئر کا بھائی اتنی منحوس حالت والے کو اپنی بہن نہیں دینے والا اسی لیے جلدی اٹھو" منیب نے اسے ٹانگ ماری تو وہ منہ بسورتا اٹھ بیٹھا، وہ سب بھی نفی میں سر ہلاتے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے۔

وہ سب ہال کی زمیداری پوری کرتے واپس آ کر تیار ہو گئے، ہادی گولڈن اور رسٹ کلر کی شیروانی میں غضب ڈھا رہا تھا تو منیب بھی نیوی بلو اور گولڈن شیروانی میں کسی سے کم نہیں تھا۔ وہ دونوں نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے۔

ہانیہ کا لہنگا ریڈ، گولڈن اور رسٹ کلر کا تھا، فش ٹیل لہنگا، جیولری اور میک اپ میں وہ معصوم سی پری آج کسی اور ہی دیس کی باسی لگ رہی تھی۔ جبکہ عیشال کا لہنگا ریڈ اور نیوی بلو کلر کا تھا جس پر گولڈن کام ہوا ہوا تھا۔ وہ بھی آج عام حلیے سے بلکل مختلف مگر حسین لگ رہی تھی۔

ان سب لڑکوں نے شیروانی سٹائل سادہ کرتے اور سفید چوڑیدار پجامے پہن رکھے تھے۔ عبید کا کرتا پرپل، بلال کا بلیک اور صائم کا سکن کلر کا تھا۔ ان تینوں پر بھی نظر ٹھہر ٹھیر جاتی۔

لڑکیوں میں سے جویریہ کو پرپل کلر کی شرٹ اور ٹراوزر جس پر سفید نگوں کا نازک سا کام بہار دکھا رہا تھا عبید نے گفٹ کیا تھا۔ نقاب سے جھانکتی اس کی آنکھیں بہت پیاری

لگ رہی تھیں۔ منزہ اور مشعل نے بھی بلال اور صائم سے میچ کر کے بلیک اور سکن نگوں سے سجی شرٹس اور ٹراوزر پہن رکھے تھے۔ وہ پانچوں جوڑیاں نظر لگ جانے کی حد تک حسین تھیں۔

بارات میں ہادی اور منیب لیموزین میں آئے تھے۔ جبکہ وہ تینوں ان کے ساتھ تھے۔ ہال کے سامنے رکتے وہ تینوں باہر نکلے اور ڈھول کی تھاپ پر ناں صرف خود ناچے بلکہ کئی مہمانوں کو بھی نچایا۔ نکاح چونکہ ہو چکا تھا تب ہی بارات کے آنے کے کچھ دیر بعد ہانیہ اور عیشال کو بھی لا کر ساتھ بیٹھایا گیا۔

منیب اور ہادی تو ان دونوں کو دیکھنے کے بعد کچھ اور دیکھنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ ان دونوں کی نظریں مسلسل ان دونوں پر ٹکی دیکھ کر باقی سب قہقے لگا گئے۔ تب ہی وہ جھنپ کر سیدھے ہوئے۔

یہ دونوں تو گئے کام سے، ہوش میں آئیں حضرات ابھی بے خود ہونے کا ناں وقت" صائم ان دونوں کے قریب جھک کر بولا تو وہ دونوں ہنس "مناسب ہے ناں جگہ دیے۔

کچھ دیر بعد مشعل اور منزہ منیب "کیا ہوا وانیہ؟ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی" کی جبکہ وانیہ ہادی کی دودھ پلائی کی رسم کے لیے سٹیج پر آئیں تو ہادی وانیہ کا چہرہ دیکھ کر بولا

پیچ کلر "کچھ نہیں ہادی بھائی، کچھ دنوں سے بخار ہے اسی لیے ایسا لگ رہا ہے" خوبصورت سے لباس میں وانیہ بامشکل مسکراہٹ لاتے بولی۔

"ہمم، یہاں سے ابھی جاؤ تو میڈیسن لے لینا، میں صائم کو کہتا ہوں وہ تمہیں دوائی لا دے گا" ہادی کو وانیہ سگی بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ آخر اسی کی وجہ سے تو وہ ہانیہ تک پہنچ سکا تھا۔

"فکر مت کریں میرے پاس دوائی ہے، میں لے لوں گی۔ آپ بات مت بدلیں، میرا نیگ نکالیں" وانیہ اسے دیکھ کر بولی تو وہ ہنس دیا۔ پھر اس کی مطلوبہ رقم نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھی۔

دوسری طرف منزہ اور مشی نے اچھی خاصی بحث کے بعد منیب سے اپنا نیگ نکلوایا تھا۔ جو کنجوسوں کا سردار بنا بیٹھا تھا۔ خیر بہت سی ضد اور بحث کے بعد بلا آخر منیب نے انہیں رقم دی تو وہ دونوں ہنستی ہوئی سٹیج سے اتریں۔

مسکراہٹوں اور کھلکھلاہٹوں کے بیچ یہ شادمانیوں سے سجا دن بھی تمام ہوا تھا۔ وہ دن جس کا انتظار منیب اور ہادی کو نا جانے کب سے تھا۔ ان کی خوشیاں اور محبت آج مکمل ہوگئی تھی۔

@@@@@@@@@

رخصتی کا وقت ہوا تو منیب نے ہانیہ کو اپنے محبت اور شفقت بھرے حصار میں لیا، اور اسے لے کر ہال کے دروازے کی سمت بڑھا، ہانیہ بھائی کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رودی، آج ماں باپ کی کمی کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔ اماں جان نے اسے خود سے لگایا تو وہ بھی آبدیدہ ہوگئیں۔ ان کے بعد وانیہ نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا۔

میری دعا ہے ہانیہ تم ہمیشہ خوش رہو، دنیا بھر کی خوشیاں تمہارا مقدر بنیں، ہادی "بھائی تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے وہ تمہیں بہت خوش رکھیں گے" وانیہ کی سرگوشی پر ہانیہ کے دل کو سکون سا ملا۔

ہانیہ کو گاڑی میں بیٹھا کر ہادی کے ساتھ رخصت کیا۔ ان کے ہال سے نکلتے وہ سب لوگ منیب کی سمت متوجہ ہوئے۔ حبیب صاحب نے عیشال کو تھام کر لا کر منیب کی گاڑی میں بیٹھایا، انہیں گاؤں جانا تھا۔ اسی لیے رخصتی وقت رہتے کر دی گئی تھی۔

میر ولاز میں ہانیہ کا استقبال دھوم دھام سے کیا گیا تھا۔ عبید، صائم اور بلال تینوں ان کی طرف آئے تھے۔ کل انہیں یہیں سے منیب کے ولیمے کے لیے گاؤں جانا تھا۔ ہادی کی مسکراہٹ کم ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔

ہادی میری بیٹی تھک گئی ہیں، انہیں روم میں لے کر جاؤ، اور اگر تم نے کبھی بھی ہانیہ "
میر طارق کی دھمکی پر ہادی نے منہ "کو اداس کیا یار لایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا
بسورا

میں تو ویسے ہی آپ کا لے پالک بیٹا ہوں، پہلے آپ نے میری مما پر قبضہ کیے رکھا"
ہادی کی شکایت "اب میری بیوی کو بھی اپنی سائیڈ کر رہے ہیں، ناٹ فیئر میر صاحب
پر وہ سب مسکرا دیے

میر "تمہارے ڈرامے کبھی ختم نہیں ہو سکتے، چلو اب ہانیہ کو روم میں لے کر جاؤ "
طارق نے اس کے سر پر چپت لگائی تو وہ ہنستا ہوا ہانیہ کی سمت پلٹا، آہستہ سے اسے

بازوں میں اٹھاتے اپنے روم کی طرف بڑھا۔ ہانیہ تو سب کے بیچ اس کی اس حرکت پر شرم سے سر جھکا گئی

اپنے کمرے کے "آآآ اتنی بھی کیا جلدی ہے ہادی جی، پہلے ہمارا نیگ تو دیتے جائیں" دروازے پر کھڑی مشعل اور منزہ کو دیکھ کر ہادی رکا۔

فقیرنیو، جب سے شادی شروع ہوئی ہے تم دونوں کو بھی اپنا بزنس چمکانے کا موقع" ہادی شرارت سے "مل گیا۔ جمعرات ہے آج داتا دربار چلی جاؤ، خوب کمائی ہو گی بولا تو ان دونوں نے پھاڑ کھانے والے انداز میں اسے دیکھا۔

بیٹا کمرے میں جانا ہے تو نیگ دینا ہڑے گا، ورنہ یہیں کھڑے رہو ساری رات وہ" منزہ مسکرا کر بولی تو ہادی ہنس دیا۔ " بھی ہانیہ کو اٹھا کر

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، ویسے بھی میری ٹیڈی بیئر کا وزن بھی بھالو جتنا ہی ہے،" ہادی ہانیہ کا "میں انہیں اٹھا کر ساری زندگی بھی کھڑا رہ سکتا ہوں، یو کین کنٹینیو شرم سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر مسکرا کر بولا

میر طارق پیچھے سے آتے "ہادیی، کیوں تنگ کر رہے ہو بہنوں کو، نیگ دو انہیں" بولے تو وہ دونوں چہکیں

میر صاحب میری جیب خالی ہے۔ برائے مہربانی یہ جگہ ٹیکس آپ چکا دیں، بعد میں" ہادی ان کی سمت مڑتا بولا تو وہ جیب سے پیسے نکالتے "میں آپ کا ادھار چکا دوں گا ان دونوں کی سمت بڑھا گئے، مشی اور منزہ ہادی کو منہ چڑھاتے بھاگ نکلی۔

ہادی ہانیہ کو لے کر اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ دونوں ایک نئ زندگی میں قدم رکھنے جا رہے تھے، جہاں خوشیاں ان کی منتظر تھیں۔ مگر ہر بار صرف خوشیاں ہی ہوں یہ ضروری بھی نہیں۔

دوسری جانب منیب لوگوں کو گاؤں پہنچتے پہنچتے بارہ بج گئے تھے۔ عیشال کا تو تھکن سے برا حال تھا۔ بھاری لہنگے اور جیولری میں گھنٹوں بیٹھ بیٹھ کر اس کی کمر اکڑ چکی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا بس اب سو جائے۔

اماں جان نے اس کی حالت دیکھتے رسموں کو کل پر ڈالتے منیب کو اسے روم میں لے جانے کا کہہ دیا کیونکہ وہ خود تو سیڑھیاں چڑھ نہیں سکتی تھیں۔ رات ہونے کی وجہ سے مہمان بھی اپنے اپنے گھر ہو لیے تھے۔ ہانیہ تو تھی نہیں اور وانیہ کی طبیعت خراب تھی سو اس کا راستہ کسی نے نہیں روکا۔ وہ عیشال کو لیے سیدھا اپنے بیڈروم میں آ گیا۔

منیب نے عیشال کو بیڈ پر "جی تو مسز منیب سلطان، کیسا لگ رہا ہے میرا بن کر" بیٹھاتے شرارت سے پوچھا جس پر وہ حیرانی سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

عیشال نے تھکے سے لہجے میں بولا تو منیب نے اسے "بہت زیادہ تھکاوٹ ہو رہی ہے" گھورا۔ سوال گندم تھا اور جواب وہ چنا دے رہی تھی۔

منیب معنی "تمہاری تھکاوٹ کا میرے پاس بہت زبردست علاج ہے عیشال فاطمہ" خیزی سے بولتا اس کی سمت جھکا۔ عیشال جو اپنے مزاق پر خود بھی ہنس رہی اس کے خمار آلود لہجے پر سہم کر اسے دیکھنے لگی۔

می۔۔۔ میں سچ بول رہی ہوں منیب، قسم سے یہ جیولری اور ڈریس بہت بھاری" عیشال بامشکل خود کو سنبھالتی بولی تو منیب اس کی حالت پر مسکرا دیا۔ پھر اس کی "ہیں مسکین کی حالت دیکھتے اسے خود بھی ترس سا آیا۔

منیب نے اس کا ہاتھ تھام کر "آ آ آ آ میری جان تھک گئی ہے، آؤ تمہاری مدد کروں" اٹھا کر ڈریسنگ کے سامنے لا کر بیٹھایا پھر اس کی جیولری اتارنے میں اس کی مدد کرنے لگا۔

منیب محبت سے آرام دہ لباس تھماتے بولا تو "یہ لیں عیشال، جائیں چینج کر لیں" عیشال اس کے کیئرنگ انداز پر مسکرا دی۔

وہ چینج کر کے آئی تب تک منیب بھی شیروانی اتارتے ٹراوزر اور شرٹ پہن چکا تھا۔ عیشال نے غور سے اسے دیکھا، آج منیب سلطان صرف اس کا دوست نہیں تھا بلکہ اس کا محبوب شوہر تھا۔ جو اس پر اس سے زیادہ حق رکھتا تھا۔ جس کا مقام اللہ اور اس کے رسول کے بعد سب سے اونچا تھا۔

"یہ سب ایک خواب سا لگ رہا ہے عیشال، کسی کو چاہنا اور پھر پا لینا کتنا خوبصورت احساس ہے یہ میں نے آپ کو پا کر جانا ہے۔ آج تک آپ میرے لیے صرف میری کہہ کر بات کرتا تھا۔ مگر اب آپ "تو، تم" دوست تھیں جسے میں تنگ کرتا تھا، میری نصفِ بہتر ہیں۔ میرے لیے سب سے محترم ہیں۔ میں وعدہ تو نہیں کرتا مگر پوری کوشش کروں گا میری وجہ سے کبھی آپ کو کوئی تکلیف ناں ہو" منیب اس کے قریب آتے اسے بازو کے گھیرے میں لیے بیڈ کی سمت لایا۔

"مجھے آپ پر خود سے زیادہ یقین ہے منیب، میں جانتی ہوں آپ کبھی مجھے تکلیف نہیں دیں گے، آئی ایم لکی ٹو ہیو یو" عیشال اس کی سمت دیکھتے محبت سے بولی تو منیب اس کے ماتھے پر عقیدت اور محبت کی مہر سجا گیا۔

سنو اے ہمسفر میری

یہ وعدہ ہے میرا تم سے
کے اب سے زندگی میری
تمہارے نام سے ہو گی
میرے جیون کے سارے رنگ
تمہارے وجود سے ہوں گے
میرا ہر سکھ اور ہنسی میری
میرا ہر دکھ اور نمی میری
تمہارے ساتھ ہی ہو گی
بس اتنا یاد رکھنا تم
کہ میری زندگی اب سے
تمہارے نام سے ہو گی

(از خود)

منیب اسے اپنے محبت بھرے میں لیتے گنگنایا، عیشال اس کے انوکھے اندازِ بیان پر ہنس دی جبکہ منیب اس کی ہنسی کی جلترنگ میں کھوتا دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہو گیا۔

@@@@@@@@@

ہادی نے ہانیہ کو لا کر بیڈ پر بیٹھایا، خود اس کے سامنے بیٹھتے اسے دیکھنے لگا۔ ہانیہ جو اس کی آواز کی منتظر تھی اس کی جانب سے مکمل خاموشی پر حیران ہوئی۔ جب کافی دیر وہ اس کی سمت سے کوئی ہلچل محسوس نہیں ہوئی تو ہانیہ کو پریشانی ہونے لگی۔

ہانیہ سہم کر بولی، ہادی اس کے ڈرے سے لہجے میں "ہادی۔۔ کیا آپ یہاں ہیں؟" پکارنے پر مسکرا دیا۔ آہستہ سے اس کی جانب جھکتے اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔ ہانیہ اس اچانک لمس پر چونکی۔ مطلب وہ پاس ہی تھا۔

مجھے خود کو دیکھنے دیں ٹیڈی بیئر، مجھے یقین کرنے دیں کے آپ میرا خواب نہیں ہیں" بلکہ میری زندگی کی خوبصورت حقیقت ہیں۔ مجھے اپنے دل کو یقین دلانے دیں کے ہادی اس کی گود میں سر رکھتے بولا تو ہانیہ "اب سے آپ صرف اور صرف میری ہیں اس کی آواز اور اس کے لہجے میں موجود محبت کے حصار میں قید ہو گئی۔

آپ مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں ہادی؟ جبکہ آپ کو مجھ سے کہیں بہتر ہمسفر " ہانیہ نم سے لہجے میں بولی۔ یہ ہادی کی محبت کا مان ہی تھا کے وہ آج اس "مل سکتی تھی سے یوں کھل کر بات کر رہی تھی۔

میرے دل سے پوچھیں سویٹ ہارٹ جسے آپ سے زیادہ بہتر کوئی لگی ہی نہیں۔ جو " ہادی سیدھا ہو کر بیٹھتا "ہر وقت صرف ایک ہی ورد کرتا ہے، سننا چاہتیں ہیں تو سنیں اس کا سر تھامے اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھ گیا۔

آپ کو پتا ہے یہ دھڑکن اتنی تیز کیوں ہے؟ کیونکہ اس دھڑکن کی وجہ آج میرے " ہادی اس کے گرد "پاس ہے، میرے قریب تب ہی یہ خوشی سے رقص کر رہی ہیں بازو پھیلاتے بولا تو وہ اس کے دل کی تیز ہوتی دھڑکن سنتی مسکرا دی۔

آج کے بعد آپ کو اجازت نہیں ہو گی خود کے بارے میں تھوڑا سا بھی برا یا غلط سوچنے کی، میری ہانیہ جیسی لڑکی اس پوری دنیا میں دوسری کوئی نہیں ہے۔ سمجھیں" ہادی اس کے سر پر لب رکھتے بولا تو وہ آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے سر اثبات میں ہلا گئی۔ "آپ؟

بھولی صورت پاگل آنکھوں والی

میری جاں، میری روح پہ چھانے والی

کیا کبھی رقص دیکھا ہے دھڑکنوں کا

پاس ہو جب کوئی دل کو دھڑکانے والی

گل بدن، نازک سے لب ور خسار حسین

متن غزل کا ہے وہ غزال آنکھوں والی

کر دوں قربان دونوں جہاں کی خوشیاں

مل جائے اگر مجھ کو وہ پری چہرے والی

اس کی قربت کا خمار نا جانے کیا ہو

تا عمر کو مل جائے جو شراب آنکھوں والی

(از خود)

اس کی بے نور آنکھوں کو محبت سے چھوتے جیسے اسے یقین دلایا ہو کے یہ بے نور آنکھیں بھی میر ہادی کو دیوانہ بنانے کا وصف جانتی تھیں۔ ہانیہ اس کی محبت کو باعثِ سعادت سمجھتے خود کو اس کے حوالے کر گئی جو اس کے لیے محبت ہی محبت تھا۔

@@@@@@@@

اگلے دن کا سورج ان کی زندگی میں نئی صبح لیے طلوع ہوا تھا۔ ہانیہ اور عیشال کے چہروں پر چمکتا ہادی اور منیب کی محبت کا نور انہیں بے تحاشہ حسین بنا رہا تھا۔ منیب اور عیشال تو ابھی آرام سے سو رہے تھے جبکہ ہانیہ تیار ہو چکی تھی یاں ہادی اسے تیار کر چکا تھا کہنا زیادہ بہتر ہوتا۔

جانِ ہادی آپ ابھی تک یہیں ہیں، آئیں نیچے آپ کے مما بابا آپ کا انتظار کر رہے "
انہیں کچھ ہی دیر میں گاؤں "ہیں، مجھے تو مما نے ناشتے کی سمت دیکھنے تک نہیں دیا
کے لیے نکلنا تھا۔ تب ہی ہادی جو باہر گیا تھا اسے بلانے روم میں آیا۔

"ہاہاہا، اچھا ہوا آپ کے ساتھ ہادی، مجھے روم میں چھوڑ کر خود باہر چلے گئے تھے ناں" ہانیہ کو ایک ہی رات میں ہادی کی محبت اور اہمیت نے ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔

ہانیہ کا چہرہ شرم سے "جانِ ہادی آپ حکم کریں ہم روم سے باہر جائیں گے ہی نہیں" سرخ پڑنے لگا۔ ہانیہ کل رات سے سوچ رہی تھی کہ وہ جو صرف اس کے جذبات سن کر ہی شرم سے پانی پانی ہو رہی ہے اگر دیکھ پاتی تو نا جانے کیسے ہادی کی بے باک نظروں کا مقابلہ کرتی۔

ہانیہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے بولی تو ہادی ہنس دیا۔ "ہادی مجھے بھوک لگی ہے" پھر اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے دروازے کی سمت بڑھا۔

فکر ناٹ جانِ ہادی، مما تو کب سے ناشتہ بنا کر بیٹھی ہیں۔ چلیں چل کر پیٹ بھر کر" ہادی اسے لیے باہر آ گیا۔ ثمینہ بیگم نے "ناشتہ کریں پھر ہمیں گاؤں بھی تو جانا ہے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتے اس کے ماتھے پر پیار کیا۔

طارق صاحب نے بھی محبت سے اس کے سر پر دستِ شفقت رکھا۔ ہادی نے اسے ناشتہ بھی اپنے ہاتھوں سے کرایا تھا۔ ہانیہ نے جب اس کا دھیان میر طارق اور ثمینہ بیگم کی سمت دلایا تو وہ ان کے وہاں ناں ہونے کا کہتا اسے پُر سکون کر گیا۔

جبکہ وہ دونوں خاموشی سے بیٹھے اپنے بیٹے کی دیوانگی ملاحظہ کر رہے تھے۔ ان دونوں نے دل سے ان کی خوشیوں کی دعا کی تھی۔ بہت عرصے بعد ان کے گھر میں ہانیہ کی صورت خوشیوں کی بہار اتری تھی جس پر وہ سب بہت خوش تھے۔

دوپہر تک وہ لوگ گاؤں پہنچ گئے، باقی سب بھی وہاں آچکے تھے۔ کچھ ہی دیر میں پارلر والی آکر انہیں تیار کر گئی۔ عیشال نے پیچ کلر کی خوبصورت میکسی پہنی تھی جبکہ منیب بلیک تھری پیس وائٹ شرٹ اور پیچ ٹائی میں وجیہہ لگ رہا تھا۔

باقی سب بھی مختلف رنگوں سے سجے لباس میں یہاں سے وہاں گھومتے ہنستے مسکراتے بہت پیارے لگ رہے تھے۔ ولیمے کے اگلے دن وہ لوگ لاہور آگئے جہاں ہادی اور ہانیہ کا ولیمہ تھا۔ ہانیہ اگر آف وائٹ ڈریس میں پری لگ رہی تھی تو ہادی بھی آف وائٹ شلوار سوٹ میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔

دو دن بعد سے عبید کی شادی کے فنگشن شروع ہو رہے تھے سو وہ لوگ اب اس کی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ہادی اور ہانیہ کا ولیمہ بھی خیریت سے گزرا تھا۔

@@@@@@@@

عیشال "عیشال جلدی کریں یار، بارات نکل جانی ہے عبید کی اور آپ یہیں رہیے گا" شیشے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی جب منیب اندر داخل ہوا۔ وہ پہلے بھی تین بار بلانے آ چکا تھا۔

عیشال جلدی سے بیگ تھامتی اس کی سمت "بس بس میں تیار ہو گئی ہوں، چلیں" بڑھی، سرخ رنگ کا کامدار شرارہ پہنے وہ نازک سی جیولری اور میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی

منیب اسے دیکھتے دیوانہ وار اس "ماشاءاللہ چشمِ بدور یہ پری کہاں سے اتری ہیں بھئی" کی سمت جھکتے بولا۔ عیشال اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کیا۔

عیشال نے گھورا تو منیب ہنس دیا۔ اس کا ہاتھ تھامے "اب آپ کو دیر نہیں ہو رہی؟" منیب باہر کی سمت بڑھ گیا۔ اسے تنگ کرنے میں ویسے ہی منیب کو بہت مزہ آتا تھا۔

عبید کی مہندی کی رسم بھی سادگی سے ملک ولا میں ہی ادا کی گئی تھی۔ اور باقی کوئی بھی رسم انہوں نے نہیں کی تھی۔ آج بارات تھی جس کے لیے وہ سب ملک ولا جا رہے تھے۔

بلیک شیروانی میں عبید کا وجیہہ سراپا غضب ڈھا رہا تھا۔ عزہ بیگم بار بار اس کی نظر اتارتی ناں تھکتیں، باقی چاروں سفید شلوار سوٹ میں ملبوس تھے۔ ہانیہ نے آتشی گلابی شرارہ زیب تن کر رکھا تھا۔ جس میں وہ مہکتا پھول بنی ہادی کی نظروں کو خیرہ کر رہی تھی۔

ہال میں بارات کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔ گو ہر چیز میں سادگی اور بردباری جھلک رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں ارحام شاہ گواہوں کے ساتھ برائیڈل روم میں گئے۔ ان کا نکاح ارحام شاہ خود ادا کروانے والے تھے

جویریہ بلڈ ریڈ کلر کے حسین سے لہنگے میں حجاب اور نقاب اوڑھے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ ارحام شاہ نے نکاح پڑھانا شروع کیا تو جویریہ کا دل پوری شدت سے دھڑکا۔

"جویریہ شاہ بنتِ ارحام شاہ آپ کا نکاح عبید ملک ولد افنان ملک سے باعوض سکہ رائج الوقت حق مہر ادا کیا جاتا ہے، کیا آپ کو قبول ہے؟" ارحام صاحب نے اس سے پوچھا۔ ان کا ہاتھ اپنے سر پر محسوس کرتے وہ دھڑکتے دل سے اقرار کر گئی

"قبول ہے۔۔"

"قبول ہے۔۔"

اس کے بابا اس کا نکاح اس کی محبت سے کرواتے اسے اس دنیا کی "قبول ہے۔۔" سب سے بڑی خوشی دے رہے تھے۔ وہ شخص جس کی نظروں سے، جس کے انداز

سے اس کے لیے محبت ہی محبت جھلکتی تھی۔ جو سراپا محبت تھا آج وہ اس کا محرم بنا دیا گیا تھا۔

عبید ملک ولد افنان ملک آپ کا نکاح جویریہ شاہ بنتِ ارحام شاہ سے سکہ رائج "ارحام شاہ اس کا ماتھا چومتے باہر "الوقت حق مہر ادا کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے چلے گئے، عبید کے پاس آکر پوچھا تو جیسے فضائیں ساکت ہوئی تھیں۔

اسے جویریہ کا یونی میں پہلا دن یاد آیا، نقاب سے جھانکتی براؤن آنکھیں جن میں نمی سی تھی، اور اس نمی میں عبید ملک ایسا ڈوبا کے پھر ابھر تک نہیں سکا۔ وہ چہرہ جس کی ایک جھلک نے عبید ملک کی نیندیں اڑا دیں تھی وہ چہرہ تا عمر کے لیے اس پر حلال ہونے جا رہا تھا

"قبول ہے۔۔"

"قبول ہے۔۔۔"

اس کے اقرار کرتے ہی ہر سمت مبارک سلامت کا شور اٹھا۔ جس "قبول ہے۔۔" میں سب سے بلند آواز ہادی کی تھی۔ ہادی ہمیشہ سے عبید کے سب سے قریب رہا تھا۔ ان دونوں میں باقی سب سے بلکل الگ محبت تھی، جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی سے محبت ہوتی ہی ویسی ہی محبت عبید کو ہادی سے تھی۔

ہادی زور سے "مبارک ہو لالے، آخر کار تو بھی بیچاروں کی لسٹ میں شامل ہو گیا" عبید کو گلے لگاتے بولا۔ عبید اس کی بات پر قہقہ لگاتے ہنس دیا

عبید نے شرارت سے پوچھا تو وہ "کیوں تم کیا شادی کے بعد بیچارے بن گئے ہو؟" ہانیہ کو ایک نظر دیکھ کر دلکشی سے ہنس دیا

ہانیہ ان سب کی "میں تو خوش قسمت ثابت ہوا ہوں میری بیوی بہت پیاری ہے" موجودگی میں اس کے اظہار پر شرما گئی۔ اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر وہ سب مسکرا دیے۔

عبید اس کے کندھے کے گرد بازو "بس پھر، تیرا بھائی بھی اسی کیٹگری میں آتا ہے" پھیلاتے خوشی سے بولا۔

صائم نے آنکھیں چھوٹی "تمہیں کیسے پتا؟ تم نے تو جویریہ بھابھی کو دیکھا ہی نہیں" کیے اسے گھورا جس پر وہ قہقہ لگا گیا۔

آج تو عبید کے رنگ "میں نے انہیں دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے میری جان" ڈھنگ ہی نرالے تھے۔ جویریہ کا ملنا جیسے اس کی ادھوری ذات کو مکمل کر گیا تھا۔

منیب منہ بسور کر بولا تو فضا میں ایک ساتھ کئی قہقے گونجے۔ "آہو اوڈا تو رانجھے دا پتر"

اچانک پیچھے سے آتی افنان ملک کی آواز پر "بیٹا عبید رانجھے کے نہیں میرے پتر ہیں" منیب اچھل کر پلٹا، افنان ملک کو دیکھ کر وہ شرمندہ سا ہو گیا جبکہ اس کا شرمندہ چہرہ دیکھ کر افنان ملک بھی کھل کر ہنس دیے۔ محفل ایک دم ہی زعفران بنی تھی۔

@@@@@@@@

باقی تمام رسموں سے فارغ ہوتے رخصتی کا وقت ہوا۔ جویریہ کو اس کے ساتھ نہیں بیٹھایا گیا تھا سو اس کی رخصتی برائیڈل روم سے ہی کی گئی تھی۔ ارحام ملک نے اسے خود سے لگائے عبید کی سجی سنوری گاڑی میں بیٹھایا۔

گاڑی ملک ولاز کے سامنے آکر رکی تو عبید نے پورے حق سے جویریہ کا ہاتھ تھام کر اسے باہر نکالا، افنان ملک تو عبید کی مسکراہٹ دیکھ کر نئے سرے سے جی اٹھے تھے۔

ویلکم ہوم جویریہ بیٹا، آج سے ہمارے نالائق بیٹے اور یہ گھر دونوں آپ کے ہیں۔" افنان ملک جویریہ کے سر "آپ ہماری بہو نہیں بیٹی ہیں یہ بات کبھی مت بھولیے گا پر ہاتھ رکھتے بولے تو وہ نالائق پر مسکرا دی۔

وہ نرمی اور آہستہ سے بولی تو افنان ملک کے ساتھ ساتھ عبید بھی مسکرا "جی بابا جان" دیا۔ اس کا بابا کہنا انہیں بہت پیارا لگا۔

افنان ملک کے بعد عزہ بیگم آگے بڑھیں اور اس کے ماتھے پر پیار "جیتی رہیے بیٹا" کیا۔ وہ روائتی ساس تو تھیں نہیں جو نصیحت وغیرہ کرتیں سو بس اسے آرام کرنے کا کہہ کر روم کی سمت لے گئیں

عزہ بیگم کے ساتھ "آپ یہاں بیٹھ کر آرام کر لیں، میں ابھی عبید کو بھیجتی ہوں" عیشال، مشی، منزہ اور ہانیہ بھی تھیں۔

منزہ شرارت سے بولی تو "ہاں جی جیا جی، کیسا لگ رہا ہے عبید جی کی زندگی میں آکر" جویرہ بے ساختہ جھنپ گئی۔ مشعل نے اس کا نقاب کھول تو وہ سب لڑکیاں ہو کر چند پل سن رہ گئیں

وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کے انہیں اسے نظر لگ جانے کا ڈر "ماشاءاللہ، چشمِ بدور" ہوا، مشعل نے اس کا دوپٹہ گھونگھٹ کے انداز میں اس کے چہرے پر سیٹ کیا۔

"ہم زرا آپ کے عبید جی سے اپنا نیگ لے لیں، آپ انتظار کریں اپنے میاں جی کا" شرارت سے اسے چھیڑتی وہ سب اٹھ کر باہر نکلیں۔

عبید بامشکل ان سب نمونوں سے جان چھڑا کر روم کی سمت آیا تو وہ چاروں سامنے لائن لگائے کھڑی تھیں۔ وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

عبید پیچھے کی طرف دیکھ "ابے یار آکر اپنی اپنی والی لے جاؤ یہاں بھٹکتی پھر رہی ہیں" کر بولا تو وہ چاروں وہاں پہنچے۔

بیٹا ہم دونوں نے یہ ٹیکس دیا ہے ان دونوں نے دینا ہے، چھوٹ کوئی نہیں ہے خود" ہادی نے ہری جھنڈی دکھائی تو عبید منہ بسور کر جیب سے پیسے نکال کر انہیں تھما "نبٹو گیا۔

وہ چاروں اپنی اپنی والیوں کے ہٹتے ہی ان کے پیچھے ہو لیے۔ عبید ہنس کر روم میں داخل ہوا۔ دروازہ لاک کرتے پلٹا تو سامنے ہی بیڈ پر اس نازک حسینہ کو بیڈ پر بیٹھا دیکھا کر خوشی کی لہر اس کے وجود میں دوڑی۔

اس کے سامنے آکر بیٹھتے بولا، جویریہ کو دل پوری شدت سے دھڑک "السلام علیکم" رہا تھا۔ وہ ہلکا سا سر ہلاتے جواب دے گئی۔

میں نہیں جانتا جیا کے کب مجھے آپ سے محبت ہوئی، شاید تب جب پہلی بار آپ کو" یونی کے گیٹ پر دیکھا تھا، یا شاید تب جب سنسنان سڑک پر آپ کو اکیلے کھڑے دیکھا تھا۔ یاں پھر تب جب کبھی کلاس سے نکلتے اچانک آپ کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ میں بس اتنا جانتا ہوں مجھے آپ سے محبت ہے بغیر آپ کو دیکھے بھی عبید ملک وہ بغیر اس کا گھونگھٹ اٹھائے بول رہا تھا جانتا تھا ایک بار "آپ کا شیدائی ہو گیا تھا اسے دیکھ لیا تو پھر بول نہیں سکے گا۔

آج میری خوشی کی کوئی حد نہیں ہے، آپ کو سامنے پا کر میری دنیا مکمل ہو گئی ہے۔" اول تو ایسا ہو گا نہیں لیکن اگر میں کبھی آپ کے ساتھ کوئی زیادتی کر جاؤں تو مجھے عجیب شخص تھا وہ غلطی سے پہلے ہی معافی مانگ رہا تھا "معاف کر دیجیے۔

میں بھی پاگل ہوں، اس لمبے سے گھونگھٹ میں آپ ناجانے کیسے بیٹھی ہوں گی اور" عبید نے اس کے چہرے پر گرا لمباسا "میں اپنی ہی بولے جارہا ہوں، مے آئی؟ گھونگھٹ دیکھا تو بول گیا۔ جس پر جیا نے سر اثبات میں ہلایا

عبید گھونگھٹ اٹھاتے بولا، مگر اس کے چہرے پر "آپ میرے لیے اللہ کا دیا۔۔۔" نظر پڑتے اس کے باقی ماندہ الفاظ جیسے کہیں گم ہو چکے تھے۔ وہ یک ٹک جویریہ کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جیسے حفظ کر لینا چاہتا ہو۔

راحتِ دل متاعِ جاں ہے تو

اے غمِ دوست جاوداں ہے تو

آنسوؤں پر بھی تیرا سایہ ہے

دھوپ کے سر پہ سائباں ہے تو

دل تیری دسترس میں کیوں ناں رہے

اس زمین پر تو آسماں ہے تو

شام شہر اداس کے والی

اے میرے مہربان کہاں ہے تو

لمحہ بھر مل کر روٹھنے والے

زندگی بھر کی داستان ہے تو

جو مقدر سنوار دیتے ہیں

ان ستاروں کی کہکشاں ہے تو

بے نشاں بے نشاں خیام میرے

کارواں کارواں رواں ہے تو

جلتے رہنا چراغ آخر شب

اپنے محسن کا رازداں ہے تو

براؤن آنکھوں کو خوبصورت سے میک اپ سے سجائے، چھوٹی سی ستون ناک میں دمکتی نتھ، یاقوتی ہونٹوں پر سجی سرخی قیامت ڈھا رہی تھی اور اس کے بائیں گال پر جگمگاتا تل تو جیسے عبید ملک کو چاروں شانے چت کر گیا تھا۔ وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔

عبید کی نظروں کی تپش پر جیا کے چہرے کی رنگت سرخ پڑنے لگی۔ جھکی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں موجزن محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھتی بے ساختہ ان گھنی پلکوں کی جھالر رخساروں پر سجدہ ریز ہوئی تھی۔

ہاں یہ سچ ہے کے مجھے آپ سے محبت آپ کو دیکھے بنا ہوئی تھی، مگر آج یہ پاکیزہ اور حسین چہرہ دیکھ کر مجھے آپ سے عشق ہو چلا ہے جیا۔ یہ وہ چہرہ ہے جو صرف میری نظروں کے لیے ہے۔ میں خوش نصیب ہوں کے اس رخِ زیبا کا حقدار ہوں جسے میرے علاوہ کسی غیر نے نہیں دیکھا" عبید اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں تھامے محبت سے اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

عبید اس کی مسلسل خاموشی پر بولا وہ جو اس کی اتنی محبت پر آبدیدہ ہو چکی تھی اس کی بات پر زرا کی زرا پلکیں اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔ "کچھ بولیں گی نہیں؟"

"محبت کیا ہوتی ہے یہ میں نہیں جانتی تھی۔ آپ میرے لیے میرے محافظ تھے، ایسے محافظ جسے میری ہر مشکل اور پریشانی میں اللہ مدد گار بنا کر بھیج دیتا تھا۔ میں غیر محسوس انداز میں ہر وقت آپ کی منتظر رہنے لگی، ایک عقیدت سی تھی آپ کی جھکی نظروں سے اور وہ عقیدت کب محبت بنی اس کا علم مجھے بھی نہیں ہوا" جویریہ کے منہ سے اپنے لیے محبت کا انکشاف سن کر عبید کو لگا جیسے اس کی ریاضت کا صلہ مل گیا ہو۔

"آئی ایم آنرڈ مائی لیڈی، میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے کے میرے جسم و جاں کی اکلوتی وارث، میری محبت کی واحد حقدار بھی مجھے چاہتی ہیں۔ شاید ہی اس کرَہ ارض پر مجھ سا خوش نصیب کوئی دوجا ہو" عبید اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامے محبت سے بولا تو جویریہ اس کی خوشی محسوس کرتی خود بھی مسکرا دی۔

آئیں اللہ کا شکر ادا کریں جس نے بغیر کسی مشکل یا آزمائش کے ہمیں ہماری محبت" سے نوازا، آپ کو پانا ایک خواب جیسا تھا۔ اس خواب کی تعبیر اتنی حسین ہو گی یہ تو عبید بولا تو "میں نے سوچا تک نہیں تھا اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا تو فرض ہے ہم پر جویریہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

عبید اس کا ہاتھ تھامے اسے لیے ڈریسنگ کے سامنے آیا۔ جیولری اتارنے میں اس کی مدد کرتے اسے اس بوجھ سے آزاد کروایا پھر جیب سے گولڈ کا پینڈینٹ نکالتے اس کے گلے کی زینت بنائی۔ پینڈنٹ میں ان دونوں کے نام کے پہلے حروف UJ جگمگا رہے تھے۔

جویریہ چینج کر کے آئی تو عبید بھی لباس بدلتے وضو کرتے باہر آیا۔ جائے نماز بچھائے وہ دونوں اللہ کے حضور تشکر سے جھکے ہوئے تھے۔ نماز اور دعا سے فارغ ہوتے عبید نے اس کے سر پر اوڑھا دوپٹہ ڈھیلا کرتے اس کے بال کھول دیے۔

سلکی براؤن بال جو کمر سے نیچے تک آتے تھے عبید کا دل دھڑکا گئے۔ وہ پہلی بار اس کے بال دیکھ رہا تھا اور دیکھتے ہی اب کی بار اس کے بالوں کا دیوانہ ہو چلا تھا۔ جویریہ آہستہ سے دو قدم اس کی سمت بڑھتے اپنا سر اس کے چوڑے سینے پر رکھ گئی۔ عبید کا ہاتھ جویریہ کے بالوں میں حرکت کر رہا تھا۔

"کیا ہیں یار آپ؟ مجھ غریب کو قابو کرنے کے ہر ہتھیار سے لیس ہیں۔ میں بچ کر جاؤں تو کہاں جاؤں" عبید شرارت سے بولا تو جویرہ جھنپ کر ہنس دی۔

اک ملاقات میں بات ہی بات میں

ان کا یوں مسکرانا غضب ہو گیا

کل تلک وہ جو میرے خیالوں میں تھے

روبرو ان کا آنا غضب ہو گیا

محبت کی پہلی ملاقات کا

اثر دیکھو نا جانے کب ہو گیا

اک ملاقات میں

اک ملاقات میں بات ہی بات میں

ان کا یوں مسکرانا غضب ہو گیا۔

عبید کی آواز بہت پیاری تھی، جویریہ کی مسکراہٹ دیکھتے وہ گنگنایا تو جیسے وہ حسین رات بھی گنگنا اٹھی، محبت کی روشنی ہر سو پھیلتے ان دونوں کو اپنے محبت بھرے حصار میں لے گئی۔

@@@@@@@@@

اگلے دن ان کا ولیمہ بھی نہایت سادگی سے کیا گیا تھا، جویریہ لائیٹ پنک کلر کی میکسی میں حجاب اور نقاب پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی، تو وہیں بلیک ٹیکسیڈو میں عبید کا وجیہہ سراپا غضب ڈھا رہا تھا۔ اس پر اس کے چہرے پر جھلکتی خوشی اسے مزید پیارا بنا رہی تھی۔

بیٹا بہت انجوائے کرلی اپنی اپنی شادیاں اب عزت سے کل زیدی ولا پہنچ جانا سب" وہ "کے سب، صرف چار دن رہ گئے ہیں ہماری شادی کے فنکشن شروع ہونے میں سب سٹیج پر عبید کے پاس جمع ہوئے تو صائم بولا

اب او، میر اولیمہ تو ہو لینے دے، یاں یہاں مہمانوں کو کہتا ہوں چار دن بعد میرے" عبید "دوست کی شادی ہے آپ لوگ میر اولیمہ اٹینڈ کریں میں جا کر تیاریاں کرلوں اسے گھورتے طنزیہ بولا تو صائم کو لگیٹ کا اشتہار بنا تھا۔

بھئی صائم میری طرف سے تو معذرت قبول کرو، میں کل اپنی بیوی کو لے کر ہنی" ہادی صائم کو دیکھتے "مون پر جارہا ہوں، تیری مہندی والے دن لوٹ آوں گا سنجیدگی سے بولا تو صائم نے خون آشام نظروں سے اسے دیکھا

میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا ہادی اگر کہیں جانے کا سوچا بھی تو، اپنی شادی میں ہمیں " چار دن پہلے سے نچا نچا کر مارا تھا تو نے اب ہماری باری پر تجھے ہری ہری سوجھ رہی صائم نے فوراً اس کی گردن دبوچی " ہے

ہادی "چھوڑ یار مزاق کر رہا تھا میں، جان لے گا کیا، نئ نئ شادی ہوئی ہے میری" اس کی بازو نکالتے بولا۔ اس کی درگت بننے پر باقی سب مسکرا دیے۔

یار سوچا نہیں تھا ہم سب اتنی جلدی پار لگ جائیں گے، زندگی کتنی تیزی سے آ گے " منیب سنجیدہ سا ہوتے بولا تو وہ سب سر ہلا گئے۔ "بڑھ گئی ہے ناں؟

صائم " بلکل، اب تو بس ایک ہی دعا ہے ہماری دوستی یونہی قائم و دائم رہے ہمیشہ " مسکرا کر ایک سمت سے ہادی اور دوسری سمت سے بلال کو بازو کے گھیرے میں لیے بولا تو ان سب نے دل سے آمین بولا۔ مگر کیا سچ میں وہ دعا قبول ہوئی تھی یا ویسے ہی محفوظ کر لی گئی تھی۔

یہ دوستی تیرے دم سے ہے

ساری خوشی تیرے دم سے ہے

@@@@@@@@@

اور پھر ان کے ہنگاموں اور شرارتوں کے بیچ آخر کار یہ ایک دن بھی تمام ہوئے۔

بلال کے گھر والے لاہور ہوٹل میں قیام پذیر تھے۔ شمشیر خان فون پر منزہ اور بلال کی شادی طے کر چکے تھے مگر پھر لاہور آتے ہی انہوں نے زیدی ولا جا کر ایک بار پھر منزہ کو بلال کے لیے مانگا تھا۔ جس پر زیدی ولا والے منزہ کی خوشی دیکھتے خوش دلی سے انہیں دوبارہ اپنا اقرار سونپ گئے۔

آج ان کی مہندی تھی۔ ان کا نکاح مایوں سے پہلے ہو چکا تھا۔ سو یہ رسم بھی ایک ساتھ رکھی گئی تھی۔ صائم سفید سوٹ پر مختلف رنگوں کی چنزی گلے میں ڈالے ہوئے تھا جبکہ ہمارے خان صاحب نے بلیک رنگ کا انتخاب کیا تھا۔

منزہ اور مشی نے پیلے رنگ کے لہنگے پہن رکھے تھے۔ پھولوں کا زیور پہنے وہ دونوں ہی ان دونوں کے دل پر وار کر رہی تھیں۔ ہادی، منیب اور عبید نے بھی سفید شلوار

قمیض پہنے تھے۔ ہانیہ نے گرین، لیمن اور اورنج امتزاج کا لہنگا پہنا تھا۔ عیشال کا لہنگا سرخ، سفید اور پیلے رنگ میں تھا۔ جویریہ نے سفید رنگ کا موتیوں سے سجا لہنگا زیب تن کر رکھا تھا۔

"لیڈیز اینڈ جینٹل مین، مے آئی ہیو یور اٹینشن پلیز، مجھے تو آپ سب جانتے ہی ہوں گے، میں ہوں میر ہادی۔ آج کا دن بہت زیادہ خاص ہے، کیونکہ آج ہماری زی بھائی کی مہندی ہے، ویسے تو عیشال اور مشی چڑیلیں بھی ایک ایک کو چھوڑ کر باقی سب کی بہنیں ہیں، مگر جو پیار ہمیں زی بھائی سے ہے وہ ان سے نہیں" ہادی مائک میں بولتا آخر میں ان دونوں کو دیکھ کر شرارت سے بولا تو انہوں نے ہادی کو گھورا۔

"زی بھائی میری، صائم، منیب اور عبید کی لاڈلی بہن ہیں اور آج اس موقع پر ہم ان کے لیے کچھ سپیشل کرنا چاہتے ہیں، سو پلیز ویلکم میرے نمونے دوست" ہادی

شرارت سے بولا تو سب مہمان ہنس دیے۔ صائم منزہ کا ہاتھ تھامے اسے سٹیج پر لے آیا۔

تاروں کا چمکتا گہنا ہو
پھولوں کی مہکتی وادی ہو
اس گھر میں خوش حالی آئے
جس پر گھر میں تمہاری شادی ہو

صائم نے میوزک کے شروع ہوتے منزہ کے ارد گرد چلتے سٹیپس کرنے شروع کیے تو سب نے بے ساختہ ہوٹنگ کی۔ صائم کے بعد ہادی، منیب اور عبید بھی باری باری سٹیج پر آئے۔ منزہ نم آنکھوں سے ان کی محبت کا انداز دیکھ رہی تھی۔

آج کے لڑکے آئی ٹیل یو

کتنے للُو وٹ ٹو ڈو

آج کے لڑکے آئی ٹیل یو

کتنے للُو وٹ ٹو ڈو

کوئی مجھے پوچھے ہاؤ آر یو

کوئی مجھے بولے ہاؤ ڈو یو ڈو

کبھی کوئی مجھ سے ناں کہے

اوہ مائی ڈارلنگ آئی لو یو

اوہ مائی ڈارلنگ آئی لو یو

آج کی لڑکی آئی ٹیل یو

نخرے والی سن لے تو

آج کی لڑکی آئی ٹیل یو

نخرے والی سن لے تو

ناں میں پوچھوں ہاؤ آر یو

ناں میں بولوں ہاؤ ڈو یو ڈو

ابھی یہیں میں کہتا ہوں

اوہ مائی ڈارلنگ آئی لو یو

اوہ مائی ڈارلنگ آئی لو یو

ان سب کے نیچے اترتے بلال سٹیج پر آیا، اب منزہ اور بلال ڈانس کر رہے تھے۔ جبکہ باقی سب ان گانے کے بول اور ان کی حرکتوں پر قہقے لگا رہے تھے۔ بلال نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا وہ کبھی منزہ کے ساتھ مل کر اسی جیسی حرکتیں کرے گا، مگر افففف یہ محبت۔۔

@@@@@@@@@@

اگلا دن بھی مصروفیات کی نظر ہوا تھا۔ ہانیہ اور عیشال منزہ کے پاس تھیں جبکہ جویریہ مشی کے پاس تھی جبکہ ہادی اور منیب بلال کے ساتھ تھے اور عبید صائم کے پاس۔ یہ حرکت بھی صائم کی تھی۔ اس نے جان بوجھ کر عبید کو اپنے ساتھ رکھا تھا تاکے ایک ہی گھر میں رہ کر ہادی اور منیب کو اپنی بیگمات سے ملنے کا موقع ناں ملے

نہایت ہی کوئی جیلس بندہ تھا صائم بھی۔ بھئی جب صائم شہزادے کو ابھی اس کی حسینہ نہیں ملی تھی تو وہ باقی سب کو کیسے اپنے دل پر وار کرنے دیتا۔ ہادی نے تو اسے خوب گالیاں دی تھیں مگر پرواہ کسے تھی۔

صائم نے گولڈن شیروانی زیب تن کرر کھی تھی جبکہ بلال نے آف وائٹ اور مہرون شیروانی پہنی تھی۔ دلہنیں دونوں بلڈ ریڈ میں پریاں لگ رہی تھیں۔ باقی تینوں لڑکوں نے اپنی اپنی بیگمات سے ملتے کرتے پہن رکھے تھے۔ بارات بہت دھوم دھام سے لے جائی گئی تھی اور دوسری سمت ان کا استقبال بھی بہت شاندار طریقے سے کیا گیا۔ ان کی مسکراہٹیں محفل میں چار چاند لگا رہی تھیں۔

خیر بہت سی ہنسی مزاق اور قہقہوں کے بیچ یہ دل پزیر محفل بھی اپنے اختتام کو پہنچی، منزہ کو بلال کے سنگ رخصت کیا گیا جنہیں مردان جانا تھا۔ جبکہ مشی اور صائم کو بھی زیدی ولا لے جایا گیا۔

مشعل کا زیدی ولا میں اس کے شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ صائم میر زیدی اکلوتا ہونے کے باعث سب کا لاڈلا تھا سو وہی لاڈ اس کی بیوی کو بھی مل رہے تھے۔ منزہ تو تھی نہیں سو وہ اس کا نیگ خود ہی الگ کر چکا تھا۔

مشعل کو صائم کے کمرے میں بیٹھاتے سب خواتین واپس ہو لیں۔ مشعل جو تھک چکی تھی بیڈ کی پشت سے سر ٹکا گئی۔ کچھ ہی دیر میں صائم روم میں آیا تو اسے بیڈ کی پشت سے لگے سوتے دیکھ کر مسکرا دیا۔

آہستہ سے ہاتھ بڑھاتے اس کی نتھ اتارتے سائیڈ پر رکھی۔ کانوں سے جھمکے اور گلے سے نیکلیس اتارت وہیں رکھ دیا۔ وہ اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر اسے بے آرام بھی نہیں رہنے دینا چاہتا تھا۔

مشعل نیند میں ہی اس کا احساس محسوس کرتی بولی تو صائم مسکرا دیا۔ "صائم"

جھک کر اس کی بند آنکھوں پر لب رکھے تو مشعل کی نیند ٹوٹی۔ وہ "صائم کی جان" شرمندہ سی ہوتی اٹھ بیٹھی۔

اس کی "سوری صائم، میں آپ کا انتظار کر رہی تھی پتا نہیں کیسے آنکھ لگ گئی" شرمندہ سی آواز پر صائم مسکراتا ہوا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

ششش سویٹ ہارٹ، نیند آنے والی چیز ہے سو آگئی، شرمندہ کیوں ہو رہی ہیں۔" صائم محبت سے بولا تو مشعل اس "سوری تو مجھے بولنا چاہیے آپ کی نیند خراب کر دی کے عزت دیتے انداز پر کھل کر مسکرا دی۔

مشعل سیدھی ہوتے اس کے سامنے ہتھیلی پھیلا "اٹس اوکے، اب میرا گفٹ دیں" گئی۔ صائم نے مسکرا کر اس کے ہاتھ پر مخملی چھوٹا سا کیس رکھا۔ مشعل نے کیس کھولا تو اس میں موجود ڈائمنڈ نوز پن دیکھتے مسکرا دی۔

مجھے آپ کے چہرے میں سب سے حسین یہ نوز پن لگتی تھی۔ اتنی کیوٹ سی، اسی" صائم مسکرا کر بولا تو مشعل اس کے سینے پر "لیے اس سے بہتر مجھے کوئی تحفہ نہیں ملا

سر ٹکا گئی۔ وہ جانتی تھی اکثر صائم کا دھیان بات کرتے کرتے اس کی نوز پن میں چلا جاتا تو وہ اپنی بات بھول جاتا تھا۔

صائم نے اسے اپنی محبت کے حصار میں قید کیا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے اس قید پر سو جان سے قربان ہوئی تھی۔ محبت دو اور لوگوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا گئی تھی۔

وفا کے قید خانوں میں

سزائیں کب بدلتی ہیں

بدلتا دل کا موسم ہے

ہوائیں کب بدلتی ہیں

میری ساری دعائیں تم سے

ہی منسوب ہیں ہمدم

محبت ہو اگر سچی

دعائیں کب بدلتی ہیں

کوئی کھو کر نبھاتا ہے

کوئی پا کر نبھاتا ہے

نئے انداز ہوتے ہیں

وفائیں کب بدلتی ہیں۔

@@@@@@@@

بلال لوگوں کو مردان پہنچتے پہنچتے صبح کے چار بج گئے تھے۔ کچھ دن پہلے ہی گل کی شادی ہوئی تھی اور وہ ہمیشہ کے لیے شیر خان کی بن گئی۔ اور اب منزہ بھی آخر کار اتنی مشکلوں کے بعد بلال خان کی ہو گئی تھی۔ وہ سارے راستے سکون سے سوتی رہی۔

حویلی پہنچ کر اسے بغیر کسی رسم وغیرہ کے کمرے میں بھیج دیا گیا۔ کچھ دیر بعد بلال روم میں آیا تو وہ بلکل فریش سی بیڈ پر بیٹھی تھی۔ بلال سارے راستے نہیں سویا تھا سو اب تھکن سے برا حال تھا۔

مگر سجی سنوری خوبصورت سی دوشیزہ کو اپنے بیڈ پر بیٹھا دیکھ کر اس کی ساری تھکن جیسے ذائل ہوئی تھی۔ اس کی منزہ اس کے پاس تھی اس سے خوبصورت احساس اور کوئی نہیں تھا۔

"واہ مسز بڑی فریش لگ رہی ہیں، یہ مجھ سے شادی کا کمال ہے یا کوئی اور بات ہے" بلال شرارت سے اسے دیکھتے بولا تو منزہ کھل کر مسکرا دی۔

جی بلکل سہی سمجھے ہیں آپ، جب محبت مل جائے تو مردہ تن میں بھی جان آجاتی ہے تو پھر منزہ بلال خان خوش کیوں ناں ہو" آج خود کو منزہ بلال کہتے ہوئے اس کے لہجے میں عجیب سی سرشاری تھی۔

آہاں، ہمم تو جناب نیند آپ پوری کر چکی ہیں، اور خوش تو آج بلال خان بھی بہت ہے تو کیا خیال ہے اس خوشی کا جشن بھی شاندار طریقے سے منانا چاہیے ناں" اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے بلال ذو معنی لہجے میں بولا تو منزہ کی پلکیں لرز کر عارضوں پر جھکی تھیں۔

منزہ بلال خان صرف بلال خان کی ہے، بلال خان اس کے تن من کے مالک و مختار" منزہ سر "ہیں۔ میں آپ کی کسی بات سے انحراف جیسی گستاخی کبھی نہیں کر سکتی جھکائے عاجزی سے بولی تو بلال کو اپنی دیوانی پر ڈھیر سارا پیار آیا۔

منزہ بلال خان بلال خان کی جان ہیں، ان کے دل اور وجود کی ملکہ ہیں۔ انہیں حق" ہے ہر بات کا فیصلہ کرنے کا، کبھی خود کو مجھ سے کم مت سمجھیے گا، میرے لیے آپ ک درجہ مجھ سے زیادہ ہے منزہ، کیونکہ عشق کی جس حد تک آپ جا چکی ہیں میں بلال اس کے ماتھے کو عقیدت سے چومتے بولا تو وہ "ابھی اس سمت محوِ سفر ہوں مسکرا دی۔

منزہ کی مسکراہٹ دیکھتے وہ اس "ویلکم ان مائی لائف اینڈ مائی ہارٹ منزہ بلال خان" پر حصارِ عاشقی تنگ کرتا مسکرا کر بولا۔ منزہ زیدی کی محبت کو کنارہ مل گیا تھا۔

محبت ایسا دریا ہے
کے بارش روٹھ جائے تو
بھی پانی کم نہیں ہوتا۔

@@@@@@@@@

ان سب کی کہانیوں کی ابتداء دوستی سے ہوئی تھی۔ دوستی وہ رشتہ ہے جو اپنے اندر بہت سی وسعت رکھتا ہے۔ یہ دوستی ان کی محبتوں کی اساس بنی، دن اپنے معمول کے مطابق گزرنے لگے تھے۔ ان کا ولیمہ بھی شاندار طریقے سے ہو چکا تھا۔ اور وہ سب اب اپنی اپنی نارمل روٹین کی سمت آ رہے تھے۔

زندگی میں جب خوشیاں بے بہا ہونے لگیں تو وہ غم کی دستک تصور کی جاتیں ہیں۔ ان سب کی خوشیاں کامل ہو چکی تھیں مگر اصل میں تو یہ ایک نئی آزمائش ایک نئے دکھ کی ابتداء تھی۔

وہ بھی عام دنوں جیسا ہی دن تھا۔ ہادی نے میر طارق کے ساتھ آفس جانا شروع کر دیا تھا۔ جبکہ ہانیہ ثمینہ بیگم کے پاس ہوتی تھی۔ ہادی آفس سے واپس آیا تو ثمینہ بیگم کو اکیلا دیکھتے انہیں پیار کرتا اوپر روم کی سمت آیا۔

وہ جو کپڑے بدل کر بالوں میں برش کر رہی تھی ہادی کے "السلام علیکم جانِ ہادی" پشت سے حصار باندھنے پر چونکی۔ اب اسے ہادی کی ان حرکتوں کی عادت سی ہو چلی تھی۔

ہانیہ مسکرا کر بولی تو ہادی نے منہ بسورا۔ "وعلیکم السلام، کیسا گزرا آپ کا دن؟"

"مت پوچھیں یار، اتنا مس کیا آپ کو کیا بتاؤں، اس پر اپ کے سسر صاحب اتنا کام" ہادی اداسی سے بولا تو ہانیہ ہنس دی۔ اس کے ڈرامے "کرواتے ہیں مجھ مسکین سے کبھی ختم نہیں ہوتے تھے۔

ہانیہ اس کے بازو کھولتے "چلیں اب جا کر فریش ہو جائیں، باقی کے ڈرامے پھر سہی" بولی تو ہادی نے صدمے سے اسے دیکھا، مطلب وہ اپنے شوہر کو ڈرامے باز بول رہی تھی۔

صدمے سے ہادی کی آواز پھٹ گئی، ہانیہ اس کا انداز محسوس کرتی قہقہہ لگا "ہانیہہ" گئی۔ اس سے پہلے کے ہادی اسے پکڑ کر اس کی بات کا بدلہ لیتا اس کا فون بجا، وہ مسکرا کر فون اٹھا گیا۔ دوسری سمت سے سنائی جانے والی خبر پر ہادی کو لگا جیسے زمین آسمان کی گردش تھم گئی ہو۔ وہ چند پل کچھ محسوس کرنے سے قاصر ہو گیا۔ جبکہ اس کی خاموشی محسوس کرتی ہانیہ بھی چونکی۔

@@@@@@@@@@

پلین لاہور ائیر پورٹ پر لینڈ ہوا تو ہادی خیالوں کی دنیا سے ایک جھٹکے سے باہر نکلا، انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کے ایک دوسرے سے ایک دن بغیر بات کیے ناں رہ سکنے والوں میں کبھی پانچ سال حائل ہو جائیں گے۔

منیب سلطان اس کے لیے صرف دوست نہیں تھا۔ وہ اس کا بھائی تھا۔ جس کے بنا اس کا ایک دن گزارنا مشکل ہوتا تھا آج پانچ سال ہو چکے تھے انہوں نے ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھی۔ منیب نے کئی بار اس سے رابطے کی کوشش کی مگر وہ خود میں اسے معاف کرنے کا حوصلہ نہیں جٹا پایا تھا۔

دوست یار ملتے ہیں

ساتھ ساتھ چلتے ہیں

ساتھ ساتھ چلنے میں

رنجشیں تو ہوتی ہیں

رنجشوں میں کہیں

چاہتیں تو ہوتی ہیں

چاہتوں کی بھی ہر پل

اک عجب کہانی ہوتی ہے

ہونٹ ہنستے رہتے ہیں

آنکھیں بھیگ جاتی ہیں

درد کے اس سفر میں

کچھ موڑ ایسے آتے ہیں

بھیگی بھیگی آنکھوں میں

خواب جلتے رہتے ہیں

خواب ٹوٹ جاتے ہیں

ساتھ چھوٹ جاتے ہیں

کرچیاں اٹھانے میں

وقت بیت جاتا ہے

درد جیت جاتا ہے۔

مگر اب اسے لگ رہا تھا اگر اس نے منیب کو دیکھ لیا تو وہ اپنی ناراضگی برقرار نہیں رکھ سکے گا۔ زندگی نے اسے عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا ماضی میں ہوئی منیب کی غلطی کو یاد رکھے یا اپنی دوستی کو جواب یار کو سینے سے لگانے کو بے تاب تھی۔

ہانیہ اسے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر اس کا بازو "ہادی، چلیں ناں کیا ہوا آپ کو؟" ہلاتے بولی تو وہ ہوش میں آیا۔

ہادی اپنی سیٹ سے اٹھتا اس کی سمت ہاتھ بڑھا گیا۔ "کچھ نہیں جانِ ہادی، چلیں" ہانیہ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ پلین سے نکلتے ایگزیٹ ڈور کی سمت آئے۔

ہانیہ باہر نکلتے اشتیاق سے بولی تو ہادی اس کے پُرجوش "ہم پہلے کہاں جائیں گے؟" انداز پر مسکرا دیا۔ وہ بہت خوشی تھی اور یہ خوشی اس کے ہر انداز سے جھلک رہی تھی۔

ہم پہلے میر ولاز جائیں گے، چینج کر کے شام کو عبید کی طرف جانا، کل سے بار بار فون" ہادی ہنس کر بولا تو ہانیہ بھی "کر رہا ہے وہ، بلکہ دیکھنا باہر اس کا ڈرائیور بھی کھڑا ہو گا ہنس دی۔

ہانیہ کو میر طارق اور ثمینہ بیگم کی یاد "کاش مما بابا بھی ساتھ ہوتے تو اور مزہ آتا ناں" آئی، پانچ سال پہلے وہ سب لوگ امریکہ شفٹ ہو گئے تھے۔

سویٹ ہارٹ ہر وقت تو آپ ان دونوں کی لاڈو بنی رہتی تھیں۔ اللہ کر کے مجھے" میری بیوی اکیلے ملی ہے۔ کچھ دن انہیں بھول جائیں۔ انہیں بھی کوالٹی ٹائم گزارنے ہادی شرارت سے اس کی سمت جھک کر بولا تو ہانیہ ہنس دی۔ "دیں

یہ سچ ہی تھا پانچ سال سے ثمینہ بیگم اور میر طارق نے اسے سگی بیٹیوں کی طرح رکھا تھا۔ وہ ہر وقت اسے ہاتھ کا چھالا بنائے رکھتے۔ ہادی تو کبھی کبھی اپنے ماں باپ سے بھی جیلس ہو جاتا جو اس کی ٹیڈی بیئر پر قبضہ جمائے ہوئے تھے۔ جہاں زندگی میں

محبت کے دم سے بہار تھی وہیں دوستوں کی دوری پر ایک تشنگی بھی تھی۔ جو نا جانے اس بار بھی دور ہونی تھی یا نہیں۔

@@@@@@@@

عبید آفس سے واپس آیا تو جویریہ کو لاونج میں ناں "جیا، جانیہ کہاں ہیں یار اآپ؟" پا کر روم کی سمت بڑھا۔ مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ تب ہی وہ اسے پکارتا ہوا نیچے آیا۔

جویریہ اس کی آواز پر کچن سے باہر جھانکتے بولی تو عبید "عابی، ہم یہاں کچن میں ہیں" ماتھے پر تیوری سجائے کچن کی سمت بڑھا۔

جیا میں نے آپ کو کتنی بار منع کیا ہے کچن میں مت آیا کریں، اپنی کنڈیشن کا بھی" عبید ناراضگی دکھاتے بولا تو جویریہ مسکرا دی۔ وہ جانتی تھی وہ "خیال نہیں آپ کو؟ اسے لے کر اوور پوزیسسو ہے

"عابی شام کو ہادی بھائی لوگ سب آ رہے ہیں، ہم بس ڈنر کی تیاری کر رہے تھے" جویریہ اس کا ناراض مگر وجیہہ چہرہ دیکھتے بولی تو عبید اسے دونوں بازوں میں بھر کر اٹھا کر باہر نکلا

یہ سب کام ملازمہ دیکھ لیں گی۔ آپ خود کو اور میری بیٹی کو مت تھکائیں۔ اپنے" عبید اسے صوفے پر بجٹھاتے خود نیچے بیٹھتے "پاؤں دیکھیں کیا حال بنا دیا ہے ان کا اس کے پاؤں دیکھنے لگا جو سوج چکے تھے۔

ٹھیک ہو جائیں گے یہ خود ہی، اور ہم بلکل تھکے نہیں ہیں۔ آپ نے ہمیں سارا دن" جویریہ منہ بسور کر بولی تو عبید ہنس دیا۔ "بیٹھا بیٹھا کر دوگنا موٹا کر دیا ہے

ہاں کیونکہ مجھے آپ کی زندگی اور صحت بہت عزیز ہے۔ خیر میں آپ کو یہ بتانے" والا تھا کے ہادی اور ہانیہ پاکستان پہنچ چکے ہیں، کچھ ہی دیر میں یہاں آجائیں گے، باقی عبید اس کی پاؤں کی مساج کرتے بولا۔ "سب بھی بس پہنچتے ہوں گے

ان پانچ سالوں میں عبید نے جویرہ کو اتنی محبت دی تھی کے وہ اپنی قسمت پر ناز اں تھی۔ عبید کسی نازک آبگینے کی طرح اسے سنبھالتا آیا تھا۔ وہ اپنا ایم ایس مکمل کر چکی تھی۔ اور اب مکمل ہاوس وائف تھی۔ اور اب اللہ انہیں اولاد سے نوازنے جا رہا تھا۔ جس پر عبید نے اسے مزید ہاتھ کا چھالا بنا لیا تھا۔ زندگی حسین ہو چکی تھی

@@@@@@@@@

شام سے کچھ پہلے منیب اور عیشال ملک ولاز پہنچے تھے۔ ان کے کچھ دیر بعد صائم اور مشعل بھی آ گئے۔ بلال اور منزہ بس پہنچنے کی والے تھے۔ وہ سب لاونج میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے جب گاڑی کے ہارن پر سب کا دھیان دروازے کی سمت ہوا۔ وہ سب بلال سے ملنے کے لیے اٹھے۔ منیب مڑا تو کچھ فاصلے پر موجود ہادی کو دیکھ کر ساکت ہوا۔ ایسی ہی حالت ہادی کی بھی تھی۔ وہ دونوں بہت تیزی سے حال سے ماضی کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔

پانچ سال قبل۔۔۔

ہادی منیب کی کال آٹھاتے خوش دلی سے بولا جبکہ دوسری سمت "ہیلو کیسا ہے جانی؟" منیب آج خلافِ معمول خاموش تھا۔

منیب کی اداس اور نم آواز پر ہادی ساکت ہوا، "ہادی، وانیہ اس دنیا میں نہیں رہی" چند پل وہ کچھ سوچ اور بول تک ناں سکا۔ دکھ اور صدمے سے گنگ ہو چکا تھا وہ۔

ہانیہ اس کی خاموشی پر وحشت زدہ سی ہوتی بولی۔ "کیا ہوا ہادی؟ کس کا فون ہے؟" منیب کے پاس کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔ ایک ہنستی کھیلتی لڑکی اچانک لقمہ اجل بن گئی تھی وہ سب کہتے بھی کیا۔

ہادی کو اپنی آواز گم ہوتی محسوس ہوئی، وہ "تیار ہو جائیں ہانیہ، ہمیں گاؤں جانا ہے" ہانیہ سے کہتا میر طارق کو بتانے کے لیے باہر نکل گیا۔ ہانیہ اس کی پریشان آواز پر خود بھی پریشان ہو چکی تھی

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں گاؤں کی سمت روانہ ہو چکے تھے۔ ہانیہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی مگر خود میں ہمت نہیں جٹا پا رہی تھی۔ کسی انہونی کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔

گاؤں پہنچ کر وہ لوگ حویلی میں داخل ہوئے تو شور اور رونے کی آوازوں پر ہانیہ کا دل گہری کھائی میں ڈوب کر ابھرا۔ وہ بے ساختہ ساتھ چلتے ہادی کا بازو تھام گئی۔

ہانیہ بامشکل اپنے لزرتے لہجے پر قابو پاتے "ہادی۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟" بولی۔ ہادی کی خود کی آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ انگارہ ہو چکی تھیں۔ اسے رہ رہ کر وانیہ کی معصوم باتیں یاد آ رہی تھیں۔

ہادی کی سرگوشی پر ہانیہ لڑکھڑائی، اگر ہادی نے اسے تھام "وانیہ نہیں رہیں ہانیہ" ناں رکھا ہوتا تو شاید وہ زمین بوس ہو جاتی۔ اس کی بچپن کی دوست، اس کی ہمراز اسے چھوڑ کر جا چکی تھی، اس سے بڑا دکھ اور صدمہ شاید ہی کوئی ہو سکتا تھا۔

منیب کی خود کی بری حالت تھی، وانیہ کی امی ابو سنبھالے نہیں سنبھل رہے تھے۔ اماں جان بھی غم سے نڈھال تھیں۔ مگر غم چاہے کتنی بھی شدت کا کیوں ناں ہو ہمارے بس میں صرف اسے چپ چاپ سہنا ہوتا ہے۔

کب اسے غسل دیا گیا، جنازہ ہوا اور وہ ہمیشہ کے لیے منوں مٹی تلے جا سوئی کسی کو خبر ہی ناں ہوئی۔ رو رو کر آنکھوں کے آنسو بھی جم چکے تھے۔ عبید اور صائم بھی جنازے تک پہنچ گئے تھے۔

ہادی صبح تہجد کے وقت بامشکل ہانیہ کو لے کر اس کے کمرے میں آیا، رو رو کر ہانیہ کی آنکھیں سوج چکی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں صبح ہونے والی تھی۔ ہادی نے اسے لا کر دقعتوں سے سلایا۔ مگر وہ خود سو نہیں پایا، اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کے یہ سب حقیقت ہے۔

وہ کمرے سے نکلتے باہر لان میں آ گیا۔ ہانیہ اور اس کی شادی میں سب سے بڑا کردار وانیہ کا تھا۔ جس طرح اس نے بہن بن کر ہانیہ کو اس کے لیے منایا تھا۔ جس طرح وہ

اسے سگے بھائیوں کی طرح مان دیتی تھی یہ ہادی بھول نہیں سکتا تھا۔ ناجانے کونسا غم تھا جس نے اس معصوم کی جان لے لی۔

حویلی کی ملازمہ ہادی کو وہاں دیکھتی اس کی سمت آئی۔ ہادی اس کی "ہادی صاحب" آواز پر حیرت سے مڑا۔

وہ ملازمہ یہاں وہاں دیکھتی اس کے پاس آئی اور دوپٹے کے نیچے سے کاغذ "جی؟" نکالتے اس کی سمت بڑھایا۔

صاحب جی وانیہ بی بی اپنی وفات سے کچھ دن پہلے مجھے یہ دے کر گئی تھیں۔ انہوں" ملازمہ اداسی سے بولی تو "نے کہا تھا اگر انہیں کچھ ہو جائے تو یہ خط آپ کو دے دوں

ہادی نے بے تابی سے خط اس کے ہاتھ سے تھامتے پڑھنا شروع کیا۔

السلام علیکم ہادی بھائی، میں نہیں جانتی میری زندگی کتنی ہے، آیا یہ خط آپ تک پہنچے" گا بھی یا نہیں، لیکن اگر آپ یہ پڑھ رہے ہیں تو مطلب میں اب اس دنیا میں نہیں رہی، میں یہ سب بتا کر آپ کی زندگی کو مشکل نہیں بنانا چاہتی تھی مگر میرا دل غم کی شدت سے پھٹنے والا ہے۔ اگر میں اب بھی کسی کو ناں بتاتی تو شاید سہہ نہیں پاتی۔ اور اس وقت آپ کے سوا میرے ذہن میں کسی کا نام نہیں ہے۔ مما بابا کو نہیں بتا سکتی کے وہ سہہ نہیں پائیں گے۔ میری جند جان میری ہانیہ تو ویسے ہی بہت حساس ہے، آپ کو میں نے بھائی کہا ہی نہیں مانا بھی ہے۔ آپ بھی پلیز یہ سب پڑھ کر مجھے بھول جایئے گا۔

منیب سلطان میری مرحوم خالہ کے بیٹے، جن کے ساتھ میرا سارا بچپن گزرا ہے۔ جنہوں نے ہمیشہ مجھے ہانیہ کی طرح سمجھا۔ مگر میں انہیں بھائی نہیں سمجھ پائی۔ شاید میں تمام عمر اپنی محبت سے بے خبر رہتی اگر وہ عیشال کو پرپوزناں کرتے تو، آہ، جانتی ہوں سب میری اپنی غلطی ہے مگر۔۔۔ خیر وہ دن تو آپ کو بھی یاد ہو گا جب منیب نے عیشال کے ہاں کرنے پر اماں جان سے شادی کا ذکر کیا تھا۔ مجھے جب ہانیہ نے بتایا تب مجھ پر میری محبت کا انکشاف ہوا۔ اور میں بنا سوچے سمجھے منیب کو بتا بیٹھی۔

ہانیہ کو جب سے منیب کی شادی کا علم ہوا تھا وہ "منیب مجھے آپ سے بات کرنی ہے" بے تاب تھی۔ تب ہی رات کو سب کے سونے کے بعد منیب کے کمرے میں آئی۔

منیب اس کا پریشان چہرہ دیکھتے "کیا بات ہے وانی جو تمہیں اس وقت یہاں آنا پڑا؟" خود بھی پریشان ہو گیا۔

میں آپ سے پیار کرتی ہوں منیب، بہت زیادہ آپ پلیز عیشال کو منع کر دیں، مجھ" وانیہ آنکھوں میں نمی لیے بولی منیب کو اس کی بات پر حیرت کا "سے شادی کر لیں شدید جھٹکا لگا۔

تمہیں علم بھی ہے تم کیا کہہ رہی ہو وانیہ؟ میں نے ہمیشہ تمہیں ہانیہ کی طرح سمجھا" منیب کو اس کی اس بے باکی اور بے وقوفی پر غصہ آیا تب "اور تم کیا سوچ بیٹھی ہو ہی غصے سے بولا۔

جانتی ہوں مگر میں کیا کروں میں آپ کو بھائی نہیں سمجھ سکتی۔ محبت کرتی ہوں آپ" وانیہ جس نے پہلے کبھی اس بارے میں "سے پلیز میں جی نہیں سکوں گی آپ کے بنا کچھ سوچا نہیں تھا اچانک اپنے دل کی حالت پر خود بھی پریشان ہو چکی تھی۔

وانیہ میں عیشال سے محبت کرتا ہوں، اس کے علاوہ کسی اور کا سوچنا بھی گناہ ہے "
میرے لیے، میں نہیں چاہتا غصے میں تم سے کچھ ایسا بول دوں جس پر بعد میں مجھے
منیب بامشکل غصہ ضبط کیے بولا۔ "پچھتانا پڑے اسی لیے جاؤ یہاں سے

منیب سمجھیں پلیز، وانیہ مر جائے گی آپ کے بنا، نہیں رہ سکتی میں آپ سے دور "
وانیہ کی آنکھوں سے آنسو تسلسل سے گرتے "ہو کر، یہ تکلیف میری جان لے لی گی
جا رہے تھے۔

کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا وانیہ میڈم، یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں، اور جسے تم محبت "
کہہ رہی ہو وہ صرف انس اور چاہت ہے جو انسان کو کسی سے بھی ہو جاتی ہے۔ میں

تمہیں بچی سمجھتا ہوں اور وہی سمجھنا چاہتا ہوں۔ اب مزید اپنا مقام میری نظروں میں
منیب کا ضبط بھی اب جواب دینے کو تھا۔ "مت گراؤ، جاؤ یہاں سے

وانیہ دل "سمجھ کیوں نہیں رہے آپ؟ محبت کرتی ہوں آپ سے مر جاؤں گی میں"
میں اٹھتے درد پر دبی آواز میں چیخی۔

تو مر جاؤ، مجھے فرق نہیں پڑتا، نکل جاؤ میرے کمرے سے وانیہ، دوبارہ اپنی شکل"
منیب نے غصے سے کہتے بازو سے تھام کر اسے باہر نکال دیا۔ "مت دکھانا مجھے

منیب کے مجھے اپنے کمرے سے نکالنے کے بعد میں کئی گھنٹے باہر بیٹھے روتی رہی، جانتی
ہوں میں آپے سے باہر ہو گئی تھی۔ مگر اس رات میں نے خود سے عہد کیا کے میں

منیب سے اب اپنی محبت کی بھیک نہیں مانگوں گی۔ مگر انہیں یہ ضرور ثابت کروں گی کے میری زندگی میں ان کے سوا کسی شخص کی گنجائش نہیں ہے۔

میں بظاہر سنبھل تو گئی تھی مگر حقیقت میں تو میں اندر سے مردہ ہونے لگی تھی۔ منیب کی شادی طے ہو چکی تھی اور میں سوائے مسکرا کر سب سہنے کے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

مجھے بخار رہنے لگا۔ بابا نے ہوسپٹل سے ٹیسٹ کروائے تب میرے ڈاکٹر سے پوچھنے پر انہوں نے مجھے بتایا کے مجھے برین ٹیومر ہے۔ نا جانے کب سے، مگر میں نے گھر میں یہ بات کسی کو نہیں بتائی، ڈاکٹر نے مجھے خوش رہنے کی صلاح دی مگر میں انہیں بتا نہیں سکی کے میرے پاس خوشی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ جانتی ہوں میں نے غلط کیا مگر میں جاتے جاتے مما بابا کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

آپ کو یہ سب بتا کر یقیناً میں نے دکھی کر دیا ہو گا، مگر میں اپنی زندگی سے خوش ہوں۔ جب بھی یہ ختم ہو جائے مجھے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ بس دکھ ہے تو اس بات کا کے منیب میری محبت کو سمجھ نہیں سکے۔۔"

خط کے آخر میں کاغذ سوکھا ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ لکھتے ہوئے روئی ہو، ہادی کو اس کی اذیت خود پر محسوس ہو رہی تھی۔ منیب پر شدت سے غصہ آ رہا تھا جو خود غرض بن کر اس معصوم کو تکلیف دے گیا تھا۔

اچانک منیب کی آواز پر ہادی نے سر اٹھایا، ہادی کی آنکھوں میں سرد "کیا ہوا ہادی؟" مہری دیکھ کر منیب چونکا۔

"یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو منیب سلطان؟ تم جیسا کمینہ شخص میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا، اپنی خود غرضی کے ہاتھوں تم نے ایک معصوم کی جان لے لی، ہادی اس کا گریبان تھامے دھاڑا۔ "ڈوب کہ مر جاؤ تم منیب سلطان

منیب سمجھ نہیں سکا وہ کس متعلق بات کر رہا ہے۔ "ہادی یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟"

محبت ہی کی تھی ناں وانیہ نے تجھ سے، تو نے تو اس کی محبت کو اس کا گناہ ہی بنا دیا۔" اسے مر جانے تک کا کہہ دیا۔ اور مبارک ہو منیب سلطان مر گئی وہ بیچاری۔ لعنت ہو تم پر کم ظرف انسان، کیا ہو جاتا اگر تو اسے آرام سے سمجھا دیتا، کیا ہو جاتا اگر تو اسے سمجھنے کی کوشش کر لیتا تو آج وہ معصوم زندہ ہوتی" ہادی کو اس وقت صرف وانیہ کے ساتھ ہوئی زیادتی دکھائی دے رہی تھی۔

منیب خود بھی اپنے الفاظ پر شرمندہ "ہادی میری بات سن، یار سمجھنے کی کوشش تو کر" تھا مگر اس وقت جو اس نے کیا تھا اسے وہ حق پر لگتا تھا۔

کچھ نہیں سننا مجھے، لعنت بھیجتا ہوں میں تجھ پر اور تیری دوستی پر، تجھ جیسا کم ہمت " ہادی غصے سے اس کا گریبان چھوڑتے "اور گھٹیا انسان میرا دوست نہیں ہو سکتا حویلی کی سمت بڑھا۔ منیب نے اسے کئی آوازیں دیں مگر وہ سب نظر انداز کرتا مڑ گیا۔ جب سامنے موجود عیشال کو دیکھ کر رکا۔

دیکھ لو عیشال، اس شخص نے کیا کیا، ایک بے گناہ کی جان چلی گئی اس کے سنگین " ہادی عیشال کے سامنے رکتے بولا۔ "الفاظ کی بدولت، اس کی محبت کی بدولت

عیشال کی بات پر "میں سب جانتی ہوں ہادی، منیب مجھے سب پہلے ہی بتا چکے ہیں" ہادی کو مزید صدمہ پہنچا۔

"اوہ تو تم نے بھی اسے نہیں ٹوکا، ہاں تم دونوں تو اپنی محبت کی تکمیل کے نشے میں چور تھے کسی تیسرے فرد کے ہونے ناں ہونے سے تم دونوں کو کیا سروکار؟" اس کی بات پر عیشال شرمندہ ہو گئی۔ اسے یہ جان کر برا لگا تھا وانیہ کے لیے مگر وہ اپنی محبت کے معاملے میں بہت خود غرض ہو گئی تھی۔ تب ہی وانیہ کا درد محسوس نہیں کر سکی۔

ہادی ہانیہ کو لے کر حویلی سے نکل گیا۔ ہانیہ کے پوچھنے پر ہادی اسے سب بتا گیا۔ ہانیہ کو بھی بھائی کی سنگ دلی پر رونا آنے لگا۔ منیب غلط نہیں تھا۔ مگر وہ بولتے ہوئے بھول گیا تھا کے کوئی لمحات قبولیت کے بھی ہوتے ہیں۔ بھلے ہی اس نے غصے میں بولا تھا مگر اس کے منہ سے نکلے الفاظ وانیہ کو بہت جلدی لگ گئے تھے

صائم اور عبید نے بھی ہادی سے بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ تو جیسے ہر کسی سے ناراض ہو گیا تھا۔ ایک ماہ بعد انہیں اس کے امریکہ شفٹ ہونے کی اطلاع ملی۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ باقی سب سے ٹھیک ہو گیا تھا مگر چاہ کر بھی منیب کو معاف نہیں کر سکا۔ منیب خود بھی آج تک اسی گلٹ میں مبتلا تھا۔ وانیہ ایسا نہیں چاہتی تھی مگر وہ جانے انجانے میں ان دوستوں کے درمیان دیوار بن گئی تھی۔ اس کی محبت ادھوری رہ گئی تھی۔

صائم مشعل، عبید اور جویریہ اپنی زندگی میں خوش و خرم تھے۔ وہیں بلال اور منزہ بھی پُرسکون تھے۔ گل کو جب شادی کے چار سال بعد بھی اولاد کی خوشخبری نہیں ملی تو

شیر خان کی والدہ نے اس کی دوسری شادی کرنی چاہی جس پر گل ناراض ہو کر خان حویلی آگئی۔

منزہ نے سگی بہنوں کی طرح اس کی دل جوئی کی تھی۔ خان حویلی آنے کے کچھ دن بعد اسے اپنے امید سے ہونے کی خوشخبری ملی مگر وہ شیر خان کے کئی بار معافی مانگنے پر بھی واپس نہیں گئی تھی۔ اسے اب اس کی محبت پر اعتبار نہیں رہا تھا جو چند سال انتظار کے بعد ہی ہمت ہارنے لگی تھی۔

خوشیوں اور غموں کے حسین سنگم کے ساتھ زندگی پانچ سال آگے بڑھ گئی۔ وہ سب دوست ماں باپ کے عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ ہانیہ کو اللہ نے ابھی یہ خوشی نہیں دی تھی مگر ہادی کو کوئی شکایت نہیں تھی۔ شاید ان کا مشکل وقت بھی ختم ہونے والا تھا۔

@@@@@@@@

حال۔۔۔

منیب اس کی خاموش نگاہوں میں شکوہ دیکھتے "ابھی بھی معاف نہیں کرے گا مجھے؟" بولتا اس کی سمت بڑھا جو چاہ کر بھی واپس نہیں پلٹ پا رہا تھا۔

ہادی اداسی سے بولا تو منیب کا سر جھک گیا۔ وہ "تو نے بہت برا کیا تھا منیب، بہت برا" چاہ کر بھی وقت کو واپس نہیں موڑ سکتا تھا ورنہ وانیہ سے معافی مانگ لیتا۔

ہادی ہر انسان کی زندگی اور موت کا وقت مقرر ہے میرے یار، وانیہ کی موت یونہی" طے تھی۔ ہم چاہ کر بھی اسے روک نہیں سکتے تھے۔ منیب پہلے ہی شرمندہ ہے، عبید سنجیدگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا۔ "معاف کر دے اسے

عبید بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں ہادی، وانیہ کبھی نہیں چاہتی تھی آپ کی دوستی میں" دراڑ آئے، اگر وہ آج زندہ ہوتی تو اپنی وجہ سے آپ کو دور دیکھ کر اسے بھی تکلیف ہانیہ اس کا ہاتھ تھامے بولی تو ہادی نے منیب کو دیکھا۔ "ہوتی۔ بھائی کو معاف کر دیں

میں جانتا ہوں میرے ناراض رہنے سے وانیہ واپس نہیں آئے گی۔ وہ وہاں ہے" جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔ مجھ میں اب سکت نہیں رہی ہانیہ، منیب سلطان صرف میرا دوست نہیں تھا۔ میرا بھائی تھا۔ وہ بھائی جس پر مجھے خود سے زیادہ مان اور اعتبار تھا۔ میں خود سے لڑ لڑ کر تھک گیا ہوں۔ پانچ سال سے ہر روز خود کو سمیٹتا ہوں

ہادی بظاہر ہانیہ سے بول رہا تھا مگر اس کا "مگر اس کی دوری پھر مجھے توڑ دیتی تھی
مخاطب منیب تھا۔

منیب آنکھوں میں نمی لیے اس کی طرف بڑھا اور زبردستی اسے گلے لگا گیا۔ ہادی نے اس کے بازو جھٹکنے چاہے مگر منیب کی گرفت مضبوط تھی۔ پانچ سال کی تڑپ، یاد اور محبت تھی جو ہادی خود بھی ہار مانتے اسے خود میں بھینچ گیا۔

"بہت شودا ہے تو، جانتا تھا ناں تیرے بنا نہیں رہ سکتا اسی لیے یہ سزا دی تو نے مجھے" منیب اس کے گلے لگے ہی بولا تو ہادی اداس سا مسکرا دیا۔

تجھ سے دور جا کر میں نے خود کو بھی برابر کی سزا دی تھی۔ تیرا قصور اتنا نہیں تھا جتنا" ہادی کی بات پر وہ سب اداسی سے مسکرا دیے۔ "میں نے بنا دیا۔

ارے واہ یہاں تو بھرت ملاپ ہو رہا ہے، چلو اب بس کرو باقی سب بھی آئے ہیں" بلال اور منزہ اپنی پری کو لیے وہاں پہنچے تو ان دونوں کو گلے لگے دیکھ "ڈیش انسانو بلال شرارت سے بولا۔

منیب ہادی سے الگ ہوتا بلال کو دبوچتے بولا تو "سڑ مر جاؤ تم فوراً ہی سڑیل انسان" باقی سب بھی ہنس دیے۔

بلال اس کا دھیان "یار میری بیٹی خونخوار نظروں سے تجھے دیکھ رہی ہے، چھوڑ مجھے" چھوٹی سی نورے کی سمت دلاتے بولا جو گھور گھور کر منیب کو دیکھ رہی تھی۔

ہاہاہاہاہایار یہ تو سچ میں مجھے پھاڑ کھانے والے انداز میں گھور رہی ہے۔ لیکن بچو" منیب آنیہ کو عیشال سے لیتا بولا۔ "میری بیٹی ہے ناں مقابلے کے لیے

صائم "بھئی یہ تو زبردست ہو گیا، میرے بیٹوں کو حسینائیں مل گئیں لائن مارنے کو" کیوں کسی سے پیچھے رہتا فوراً اپنے شیطان ٹوینز کا ذکر کیا تو سب اس کی پلیننگ پر ہنس دیے۔

ہادی ان سب کو "یار آپس کی بات ہے تم سب کی لعنتی شکلیں بہت یاد آئیں مجھے" دیکھتے بولا۔ آج عرصے بعد ان کے بیچ کی دوریاں مٹی تھیں۔

عبید ان سب کے "چلو اب تم سب بیٹھو میں زرا کھانے کا دیکھ لوں تیار ہوا یا نہیں" مسکراتے چہرے دیکھ کر مسکرا کر اٹھتا اندر کی سمت بڑھ گیا جبکہ باقی سب اب خوش گپیوں میں مصروف ہو چکے تھے۔

ہے مختصر سی اپنی دوستی کی داستاں

اک دوست کو چاہا ہے زندگی کی طرح

@@@@@@@@

کھانا انہوں نے بہت خوشگوار ماحول میں کھایا تھا۔ اتنے عرصے سے جمع شدہ باتیں تھیں کے ختم ہونے میں نہیں آ رہی تھیں۔ کھانے سے فارغ ہوتے وہ سب لاونج میں آ گئے۔ بچے تو سب سو چکے تھے سو یہ وقت ان سب کا تھا۔

اتنے عرصے سے انہی قہقہوں اور مستی کی کمی تھی زندگی میں۔ کوئی ایسا پل نہیں گزرا "ہادی جو ہانیہ کو بازو کے گھیرے میں لیے بیٹھا تھا مسکرا "جب تم سب کی یاد ناں آئی ہو کر بولا تو باقی سب بھی مسکرا دیے۔

سچی یار، زندگی تو وہی تھی جو ساتھ گزاری تھی، ورنہ اس کے بعد تو زندگی ہمیں گزار " منیب سنجیدگی سے بولا۔ "رہی تھی۔

یار پلیز دوبارہ یہ سب اداس باتیں مت کرو، ہم سب ساتھ ہیں اس سے بڑھ کر کچھ " صائم منہ بسور کر بولا تو باقی سب سر ہلا گئے۔ "نہیں ہو سکتا

عبید نے ہادی کو دیکھتے پوچھا جس پر ہانیہ نے "ہادی تو پاکستان کب شفٹ ہو رہا ہے؟" بھی اس کے چہرے کی سمت دیکھا۔

یار لگتا جلد ہی شفٹ ہونا پڑے گا، میری مسز اور مما بابا بھی ہاتھ منہ دھو کر پیچھے " ہادی ہانیہ کی نظریں محسوس کرتا "پڑے ہیں۔ انہیں بس کسی طرح پاکستان آنا ہے شرارت سے بولا تو وہ مسکرا دی۔

تو اور کیا پہلے ہی پانچ سال میں پاکستان صرف تین بار آئی تھی میں، مجھے نہیں رہنا" ہانیہ منہ بسورے بولی تو وہ سب اس کے انداز پر ہنس دیے۔ "گوروں کے ملک

بہت ظالم ہے تو ہادی، میری بہن کو سات سمندر پار لے گیا۔ اس پر شوخے نے اسے" ہانیہ زیادہ دیر منیب سے ناراض نہیں رہ سکی "بڑے احسان جتا کر تیں بار پاکستان بھیجا تھی جو بھی تھا منیب اس کا بھائی تھا۔ سو ہادی نے اسے منع نہیں کیا۔ وہ آنیہ کی پیدائش پر بھی پاکستان آئی تھی ہاں مگر آنکھوں کے آپریشن کے بعد پہلی بار آئی تھی۔

ہادی بے باکی سے ہانیہ کے گرد بازو "ہاں تو میرا دل نہیں لگتا اپنی ٹیڈی بیئر کے بغیر" حائل کرتے بولا تو وہ سب نفی میں سر ہلا گئے۔

منزہ کے "یار میں کیا سوچ رہی تھی۔ کل یونی چلتے ہیں وہاں کینٹین میں لنچ کریں گے" مشورے پر وہ سب سر ہلا گئے۔

عیشال خوش دلی سے بولی۔ وہ بہت "ہممم، گڈ آئیڈیا پرانی یادیں تازہ کریں گے" خوش تھی آخر آج کئی سالوں بعد منیب اپنی خود ساختہ احساسِ شرمندگی سے نکل آیا تھا۔

عبید "میں نے تم سب کے لیے روم صاف کروا دیے ہیں تم سب لوگ آرام کر لو" اٹھتا ہوا بولا، جویریہ تھکی ہوئی تھی مگر مروت کے مارے وہیں بیٹھی تھی۔ مگر عبید جانتا تھا اس کی حالت اب خراب ہو رہی تھی۔

باقی سب بھی اس کی بات سمجھتے اٹھ کر اپنے اپنے کمروں کی سمت بڑھ گئے۔ آج سالوں بعد وہ سب پُر سکون نیند سونے والے تھے۔

@@@@@@@@@

"آج میں بہت خوش ہوں عیشال، امید کرتا ہوں وانیہ بھی مجھے معاف کر چکی ہو گی" منیب کھڑکی میں کھڑا چاند کو دیکھ رہا تھا عیشال آ کر اس کے پاس رکی تو وہ اسے دیکھتے بولا۔

بلکل وہ بہت پیارے دل کی مالک تھی منیب، اور آپ نے جان بوجھ کر تو کچھ نہیں کیا"
"تھا۔ محبت پر کسی کا زور کہاں چلتا ہے۔ اسے آپ سے تھی اور آپ کو مجھ سے
عیشال اس کے شانے پر سر ٹکاتے بولی

ہمم، اگر مجھے اس کی بیماری کا وقت رہتے علم ہو جاتا تو شاید میں اس سے معافی مانگ"
منیب گہرا سانس بھرتے بولا "لیتا، کچھ دن کے لیے ہی سہی اسے کوئی خوشی دے دیتا
تو عیشال بھی اداس سی ہو گئی۔

منیب وانیہ جہاں بھی ہو گی بہت پُر سکون ہو گی۔ کیونکہ اس سے بہت سے لوگ"
عیشال آہستہ سے بولی تو "محبت کرتے ہیں۔ آپ خود کو مزید قصوروار مت ٹھہرائیں
وہ سر ہلا گیا۔

ہمممم، میں بھی پاگل ہوں، اپنے ساتھ تمہیں بھی اداس کر دیتا ہوں۔ مگر سچ " کہوں عیشال تو میں خدا کا جتنا شکر ادا کروں کم ہو گا۔ تم میری کسی نیکی کا صلہ ہو، تم نے منیب نے اسے بازوں "ہر مشکل اور پریشانی میں میرا ساتھ دیا، تھینک یو سو مچ عیشال کے گھیرے میں لیے اس کا سر چوما

آپ میرے شوہر ہیں منیب، میں آپ کی دکھ سکھ کی ساتھی ہوں، محبت صرف سکھ " عیشال "نہیں ساتھ دینا نہیں ہوتا یہ تو پریشانی میں محبوب کو سکون پہنچانے کا نام ہے محبت سے اس کا ہاتھ تھامے بولی تو وہ دل سے مسکرا دیا، ہر پریشانی سے پاک مسکراہٹ۔

@@@@@@@@@

صبح وہ سب تیار ہو کر نکلے، ہانیہ ابھی روم میں تیار ہو رہی تھی، ہادی روم میں آیا تو اسے سفید خوبصورت سے ٹاپ اور بلو جینز میں بلو سٹولر سر پر لپیٹے دیکھ کر بے خود سا اس کی سمت بڑھا۔

"کیا بات ہے جانِ ہادی ہم تو پہلے ہی لٹ چکے ہیں آپ پر، اب کیا بچے کی جان لیں گی" اسے پشت سے حصار میں لیتے ہادی گنگنایا تو ہانیہ جھنپ گئی۔ وہ چاہ کر بھی اس کی نظروں کا مقابلہ نہیں کر پاتی تھی۔

"ہادی کیا کر رہے ہیں، نیچے سب لوگ ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے، کیا سوچیں گے وہ؟" اپنے گرد سے اس کا حصار ہٹاتے وہ منمنائی۔

"جانِ ہادی فکر مت کریں وہ سب کے سب بھی مجنوں کے جانشین ہیں، جہاں موقع ملتا ہے شروع ہو جاتے ہیں، اسی لیے مجھے کوئی کچھ بول کر تو دکھائے" ہادی اس کے وجود سے اٹھتی دھیمی سی مہک پر بے خود ہوتا بولا۔

ہانیہ نفی میں سر ہلاتے مسکرا دی۔ ہادی "آپ سب دوستوں کا کوئی حال نہیں ہے" صاحب تو اپنی ٹیڈی بیئر کے وجود کی نرمیوں میں ڈوبتا فلحال سب بھول رہا تھا۔

@@@@@@@

بلال منزہ کو پورے ملک والا میں "منزہ، کہاں ہو یار نورے کب سے رو رہی ہیں" ڈھونڈ چکا تھا مگر وہ کہیں نہیں تھی اس پر نورے نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے بلال آپ کو؟ آپ نے اور آپ کی بیٹی نے اچھا شور مچار کھا ہے" منزہ کچن سے نورے کا فیڈر لے کر نکلی۔ انہیں یونی جاتے ہوئے نورے کو زیدی ولا چھوڑنا تھا۔

"تمھیں پتہ تو ہے نورے اور اس کے بابا کا دل نہیں لگتا تمہارے بنا، تو کیوں غائب ہوتی ہو بنا بتائے" بلال نورے کو اس کی گود میں جا کر چپ ہوتے دیکھ کر بولا۔

"اپنے بابا کی طرح آپ کی بیٹی بھی ایک نمبر کی ڈرامے باز ہے، دونوں نے میری نازک جان ہلکان کر رکھی ہے" منزہ اسے گھورتے بولی تو بلال قہقہہ لگا گیا۔

اچھا منزہ، ابھی اماں سائیں کا فون آیا تھا۔ شیر خان گل کو منانے آیا تھا۔ اور آخر اپنی" بلال کچھ یاد آنے پر بولا "ضد چھوڑتے وہ اس کے ساتھ چلی گئیں ہیں

یہ تو بہت اچھی بات ہے، گل کو انہیں ایک موقع دینا ہی چاہیے تھا، شیر بھائی بھی" بلال نے اس کی بات پر محبت پاش "مجبور تھے، میں بہت خوش ہوں ان کے لیے نظروں سے اسے دیکھا۔ جس نے آج تک اس سے عشق نبھایا تھا۔ بلال سے جڑے ہر رشتے کو پوری عزت اور محبت دی تھی۔

اس کی رفاقت یاد کرتے وہ "آئی لو یو سو مچ منزہ زیدی، یو آر مائی ایوری تھنگ" جذباتی سا ہوتا اس کی طرف جھک کر بولتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا جس پر منزہ نے جھنپ کر یہاں وہاں دیکھا، شکر تھا کوئی تھا نہیں۔

وہ شرارت سے اس کی ٹھوڑی چومتے بولی تو بلال دلکشی سے ہنس دیا "آئی لو یو ٹو" منزہ کی محبت کا مقابلہ تو وہ ویسے بھی نہیں کر سکتا تھا۔

@@@@@@@@

زندگی اک سفر کے سہانا
یہاں کل کیا ہو کس نے جانا
زندگی اک سفر ہے سہانا
یہاں کل کیا ہو کس نے جانا

صائم اور مشعل اپنے بیٹوں کو زیدی ولا چھوڑتے یونی کی طرف جا رہے تھے جب مشعل نے ریڈیو پلئیر آن کیا۔ وہ دونوں گانا سنتے ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرا دیے۔

میری زندگی کا سہانا پن تمہارے دم سے مشی، جب جب تمہیں دیکھتا ہوں تب تب" صائم مشعل کا ہاتھ تھام کر "لگتا ہے میری زندگی حسین ہے۔ تھینک یو فار بینگ مائن لبوں سے چھوتے بولا۔

اور میری ذات کا سارا حسن صرف آپ کی بدولت ہے صائم، میری زندگی میں" مشعل اس کے بازو پر سر ٹکاتے بولی۔ "آپ کا ہونا ہی میرے لیے جینے کی وجہ ہے

کبھی سوچا نہیں تھا دوستی سے شروع ہونے والا یہ سفر اتنا حسین ہو گا۔ ہم دوست " تھے، دوست سے محبت بنے اور محبت سے ایک دوسرے کی زندگی بن گئے۔ اگر آپ یونی میں مجھ سے ناں ملتی تو ناں جانے آج میں کہاں ہوتا، ایک عام سی زندگی گزار رہا صائم بہت اپنا اظہار کرتا تھا مگر جب کرتا تھا تو دل کھول کر کرتا تھا۔ "ہوتا

ہمارا وہاں ملنا طے تھا۔ تو یہ کیسے ممکن تھا کے ہم ناں ملتے، آپ کو میری زندگی میں " آنا ہی تھا چاہے کیسے بھی آتے، ہاں مگر ہم خوش قسمت ہیں کے ہمارے زندگی کے ساتھی پہلے ہمارے سب سے اچھے دوست ہیں، جن سے کوئی بھی بات کرنے سے وہ دونوں ہی ماضی کی حسین یادوں مین گم تھے۔ "پہلے سوچنا نہیں پڑتا

دعا کرتا ہوں ہماری دوستی اور محبت یونہی قائم و دائم رہے، آپ ہمیشہ میرے برابر" صائم کی دعا "کھڑی رہیں اور آپ کا یہ حسین چہرہ میں ساری عمر صبح شام دیکھ سکوں پر مشعل کے رواں رواں نے آمین کہا۔

@@@@@@@@@@

وہ دونوں یونی پہنچے تو عبید اس کا ہاتھ تھامے "جیا آپ جانتی ہیں یہ کونسی جگہ ہے؟" گیٹ سے کچھ فاصلے پر آتے بولا۔ یونی میں موسم گرما کی چھٹیاں ہونے والی تھیں سو رش ناں ہونے کے برابر تھا۔

جویریہ "یہ وہی جگہ ہے جہاں عبید اور جویریہ کی کہانی شروع ہوئی تھی، ہیں ناں؟" مسکرا کر بولی تو عبید سر ہلا گیا۔

براؤن کانچ سی آنکھوں والی گڑیا، آنکھوں میں نمی لیے یہاں کھڑی تھی۔ "ان آنکھوں کے پہلے ہی وار پر صدا کا خشک مزاج عبید ملک گھائل ہو گیا تھا۔ ایک پل عبید اسے بازو کے "میں میرا دل سینے سے نکل کر آپ کے پہلو میں دھڑکنے لگا تھا حصار میں لیے بولا تو وہ کھل کر مسکرا دی۔

اور اس گڑیا نے جب اپنے سامنے محافظ بن کر کھڑے خوبرو شہزادے کو دیکھا تھا" تب اس نے جانا تھا کے ایک پل میں کیسے کوئی غیر اپنا لگنے لگتا ہے۔ محبت تو نہیں مگر جویریہ نے بھی آج اپنی وہ کیفیت بیان "عقیدت ضرور ہو گئی تھی اسے پہلی نظر میں کی جو تب اس نے محسوس کی تھی۔

آپ کا مل جانا ایک معجزہ ہے جیا، جو بہت کم وقوع پذیر ہوا کرتے ہیں۔ شاید میری " عبید کے لہجے میں "کوئی نیکی اللہ کو اتنی پسند آگئی تھی کے اس نے مجھے آپ سے نوازا فخر، رشک، مان، محبت اور نا جانے کیا کچھ تھا۔

ہم بہت عام تھے عابی، آپ کی محبت نے ہمیں اتنا خاص بنا دیا ہے۔ ہم آپ کی محبت " جویریہ مسکرا کر نم آنکھوں سے اسے " کے حصار سے کبھی باہر نہیں نکلنا چاہتے دیکھتی اس کے سینے سے سر ٹکا گئی۔

@@@@@@@@@

وہ سب لوگ کیفے میں بیٹھے تھے۔ کہنے کو پانچ سال گزر گئے تھے مگر وہ جگہ آج بھی ویسی ہی تھی جیسی کئی سال پہلے تھی۔ آج یہاں آکر وہ سب خود کو دوبارہ سٹوڈینٹس ہی تصور کر رہے تھے۔ کیفے میں بھی سٹوڈینٹس کی تعداد کم تھی۔

ہادی "کیا خیال ہے ایم ایم ایچ، آج پھر سے یونی کے دنوں کی یاد تازہ کی جائے" شرارت سے بولا تو منزہ اور منیب ہنس دیے۔

خبردار کسی قسم کی کوئی ذلیل حرکت کی، میں اس بار ڈین سے تم لوگوں کی سفارش" عبید نے اپنا مشہورِ زمانہ ڈائیلاگ دہرایا "ہرگز نہیں کرنے والا

ہادی چہرے پر زمانے "عابی ہم تو معصوم سے بچے ہیں، ہم بھلا کچھ الٹا کر سکتے ہیں؟" بھر کی معصومیت لاتے بولا۔

عبید آنکھیں دکھاتے بولا تو ہادی "بیٹا تم کتنے پانی میں ہو میں اچھی طرح جانتا ہوں" قہقہ لگا گیا۔ وہ تینوں اٹھے اور باہر نکلے، جبکہ باقی سب ان کی کرتوتیں دیکھنے کو پیچھے آئے تھے۔

بھائی پلیز ہماری مدد کریں، یہ میرا دوست ہے بے چارہ بول نہیں سکتا، اس کی پانچ" کنواری بہنیں ہیں ایک بوڑھی موڈرن ماں ہے، بیچارے کے پاس صرف ہونڈا ہے جس میں یہ یونی آتا، اس کی فیس گم ہو گئی ہے اگر آپ لوگ مدد کر دیں تو بڑی مہربانی ہادی منیب کو بازو سے پکڑے کچھ سٹوڈینٹس کے پاس لاتے بولا۔ "ہو گی

منزہ انجان بن کر ان کے "اللہ آپ کی مدد کرے بھائی، یہ لیں یہ میری طرف سے" قریب آتے بولی۔

دو تین "ہاں بھائی ہمیں سن کر بہت افسوس ہوا، یہ لیں یہ میری طرف سے حصہ" سٹوڈینٹس نے پیسے نکالتے ان کی سمت بڑھائے۔ جس کے بعد وہ ان کے کچھ آگے موجود لڑکے اور لڑکیوں کے پاس آئے۔

وہاں سے بھی سب سے پیسے نکلواتے وہ تینوں واپسی کے لیے مڑے، پیچھے موجود باقی سب کا ان کی کہانی سن کر قہقہے ضبط کرنا مشکل ہونے لگا۔ ہانیہ تو ہادی کی ایکٹنگ دیکھ کر ہنس ہنس کر پاگل ہونے کو تھی۔

"آپ کا بہت شکریہ جونیئرز، پانچ سال بعد یہاں آ کر یہ سب کر کے بہت مزہ آیا" کچھ دور آ کر منیب ہنس کر بولا تو وہ سب سٹوڈینٹس ہونق بنے کچھ پل بات سمجھنے کی کوشش کرتے رہے، پھر جب ان کی شرارت سمجھ آئی تو خود بھی ہنس دیے۔ وہ تینوں باقی سب کے پاس گئے تو وہ انہیں دیکھ کر ہنس دیے

ہادی شرارت سے بولا تو فضا میں کئی قہقے "چلو بھئی آج پارٹی ہو گی، وہ بھی مفتے کی" گونجے، جس کے ساتھ ہی یونی کی فضا بھی گنگنا اٹھی کے بہاریں دوستوں کے دم سے ہی تھیں۔

بے شک لوگ وہ نہیں رہے تھے، ناں عمر اور زمانہ وہ رہا تھا، مگر یہاں گزرے لمحوں کی یادیں آج بھی وہیں کی وہیں تھیں۔ ہم زندگی کو روک نہیں سکتے ناں ہی ریورس

گئیر لگا کر زندگی کو پلٹا سکتے ہیں۔ ہم صرف آج کو کھل کر جیتے ہوئے آنے والے کل کے لیے خوبصورت یادیں بنا سکتے ہیں۔

سو خوش رہیں، خوش رکھیں، دوستوں کے ساتھ زندگی کو کشید کریں تاکہ کل جب کئی سال بعد بارش میں چائے کا مگ تھامے کھڑے ہوں تو ان یادوں کو محسوس کر سکیں۔ اور خود سے کہہ سکیں۔

جب یاد کا آنگن کھولوں تو
دوست بہت یاد آتے ہیں
میں گزرے دنوں کو سوچوں تو
کچھ دوست بہت یاد آتے

اب جانے کس نگری میں

وہ بس رہے ہیں مدت سے

میں رات گئے تک جاگوں تو

کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

کچھ پھولوں جیسی باتیں تھیں

کچھ خوشبو جیسے لہجے تھے

میں شہر چمن میں ٹہلوں تو

کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

وہ پل بھر کی ناراضگیاں

اور مان بھی جانا پل بھر میں

میں خود سے جب بھی روٹھوں تو

کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

@@@@@@@@@

THE END